

# افضلیت سیدنا و کرمکے صدیق رضی اللہ عنہ

کا منکر اہل سنت سے خالص ہے



تحریر

استاذ العلماء ابو الحسن مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی قادری

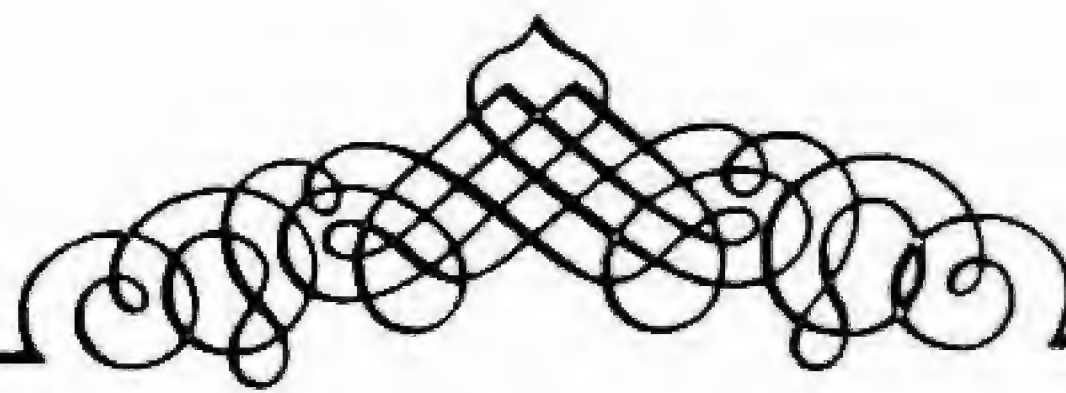
بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ رضویہ - ساؤتھ فیلڈ لین بریڈ فورڈ - ۵

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ سلطانہ حافظ ٹاؤن - جی ٹی روڈ ۰ جہلم



# افضلیت سیدنا و کبر صدیق رضی اللہ عنہ

کا منکر اہل سنت کے خارج ہے



تحریر

استاذ العلماء ابو الحسن مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی قادری

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ رضویہ - ساؤتھ فیلڈ لین بریڈ فورڈ - ۵

تاظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ سلطانہ ماہظ ٹاؤن - جی ٹی روڈ - جہلم



## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب :	افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر
مصنف :	اہل سنت سے خارج ہے ابوالحسن علامہ مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی قادری
تعداد :	ایک ہزار
تاریخ اشاعت :	جمادی الاول ۱۴۲۹ھ
مئی 2008ء	
قیمت :	200 روپے

### ملنے کا پتہ

یو۔ کے : جامعہ اسلامیہ رضویہ ساؤتھ فیلڈ لین بریڈ فورڈ-5  
پاکستان : جامعہ اسلامیہ سلطانیہ حافظ ٹاؤن جی ٹی روڈ جہلم



## الفہرس

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
9	تقریظ حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی	1
11	تقریظ حضرت علامہ محمد حبیب الرحمن مجبوی نقشبندی	2
16	تقریظ حضرت علامہ محمد عرفان شاہ مشہدی	3
18	تقریظ حضرت علامہ مفتی علیم الدین جامعہ نعیمیہ	4
19	تقریظ حضرت مولانا عبدالغفور الوری	5
22	تقریظ شیخ الحدیث مولانا قاری محمد طیب مفسر قرآن	6
24	تقریظ حضرت مولانا نصر القادری	7
27	مقدمہ	8
35	نام و نسب	9
38	نسب و خاندانی وجاہت	10
38	آپ کا ایمان	11
39	صحابی کی تعریف	12
40	صحابہ کے مراتب	13
41	صحابیت میں تفاوت	14
46	حضور ﷺ کی زبان سے صحابیت کا بیان	15
47	صحابیت ایک نیکی ہے	16
48	افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	17



صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
49	دلیل اوّل قرآن سے	18
59	افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	19
59	پہلی دلیل	20
65	بعض سادات کی توجہ	21
66	الاتقی سے استدلال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر	22
69	ایک شبہ کا ازالہ	23
70	ایک وضاحت	24
73	ایک وضاحت	25
78	ایک شبہ کا ازالہ	26
78	افضلیت پر احادیث سے استدلال	27
79	باب۔ فضل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد النبی ﷺ	28
81	افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امم سابقہ پر	29
	افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	30
86	کی نظر میں	
87	افضلیت شیخین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں	31
93	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں	32
105	ایک وہم کا ازالہ	33
106	ایک شبہ کا ازالہ	34
111	افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کی نظر میں	35
112	افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اُمت کا اجماع	36



صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
119	لفظ افضل اور خیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں بطور نص	37
120	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کی تحقیق	38
126	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع	39
128	آئمہ اربعہ کے نزدیک مسئلہ تفصیل	40
129	ایک شبہ کا ازالہ اور علامات اہل سنت	41
130	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجہ کیا ہے؟	42
133	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت سے اہل سنت کو مغالطہ دینا	43
140	اس عبارت کی وضاحت	44
162	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اہل سنت و جماعت سے خارج ہے	45
169	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع صحابہ	46
172	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر رافضی شیعہ ہے	47
177	روافض یہود و نصاریٰ سے زیادہ بُرے ہیں	48
180	فتویٰ علی پور سیداں سیالکوٹ	49
187	مسئلہ افضلیت کی اہمیت	50
188	افضلیت شیخین عقیدہ اہل سنت کی علامت	51
190	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے شرح عقائد کی وضاحت	52



صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
191	سادات کرام کیلئے خصوصاً ایمان افروز بات	53
195	افضلیت شیخین پر اجماع قطعی ہے کہ ظنی؟	54
204	شیخ محقق کا علماء اہل سنت کو مشورہ	55
207	اکابرین امت پر برطانیہ میں شدید حملے	56
211	ابن عبدالبر کا اعتراض	57
224	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نگاہ رسول ﷺ میں	58
225	ایک شبہ کا ازالہ	59
228	افضلیت میں اقوال صحابہ کی حیثیت	60
	افضلیت میں اجماع امت کی قطعیت و ظہریت میں	61
229	امام عبدالعزیز کی تحقیق و ترجیح	
231	اقادیل موسوسہ حادثہ بعد انعقاد الاجماع	62
233	دوسرا قول باطل	63
233	تیسرا قول باطل	64
234	چوتھا قول	65
235	پانچواں قول	66
236	وضاحت	67
240	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تصوف و طریقت کے امام ہیں	68
244	قائدہ	69



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تقریظ

تابخۃ العصر وحید الدھر جامع المعقول والمعقول حاوی الاصول والفروع

استاذ الاساتذہ مناظر اسلام شیخ الحدیث والتفسیر

ابوالحسنات علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا محمد اسلم صاحب زیدت عطارمہ کی کتاب ”افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ“ کے اکثر مقامات کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ماشاء اللہ آپ نے اس موضوع کو بڑے مدلل اور مبرہن انداز میں تحریر فرمایا اور منکرین ومخالفین کے شکوک وشبہات کا بڑے مدلل پرایہ میں ازالہ فرمایا اور اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کی بہترین انداز میں ترجمانی فرمائی۔

جو لوگ اس نظریہ اور عقیدہ سے انحراف کرتے ہیں ان کے دعوائے محبت وعقیدت پر حیرت ہوتی ہے کہ جب وہ حضرت مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشادات کو تسلیم نہیں کرتے تو ان سے محبت کے دعویٰ کا انہیں کیا حق پہنچتا ہے بلکہ آپ سے اور جملہ اہل بیت کرام علیہم الرضوان سے محبت وعقیدت اور نیاز وفلاح تو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والی نسبت کیوجہ سے ہے تو جو حضرات خود نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھی درخور اعتناء نہیں سمجھتے اور ان کے مطابق اعتقاد اپنانے کو تیار نہیں۔ انہیں آپ کی ذات گرامی کے ساتھ بھی محبت وعقیدت کا دعویٰ زیب نہیں دیتا کیونکہ ان الحب عن محب مطیع۔



حضرت علامہ مدظلہ نے ارشادات مصطفویہ اور فرمودات مرتضویہ بلکہ آیات قرآنیہ کے ساتھ اہل سنت کے اس عقیدہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے اور اس سے عدول انحراف کی راہیں مسدود کر دی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس سعی جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے اور منکرین و مخالفین کو حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قبول حق اور اعتراف حقیقت کی جرأت ایمانی نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

احقر الانام خادم علماء کرام و مشائخ عظام  
الفقیر الی اللہ المفتی سہی حبیب اللہ محمد اشرف الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء محبوب المشائخ

حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمن محبوبی نقشبندی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر و حال مقیم و سجادہ نشین

صفۃ الاسلام سن برتج روڈ بریڈ فورڈیو۔ کے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ ورسولہ ونبیہ سیدنا

محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد

زیر نظر تالیف (افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے اکثر اور مختلف مقامات میری نظر سے گزرے، بعض بنظر غائر۔ بعض بنظر عابر۔ میں نے اسے مذہب حق، عقائد اہلسنت کی ترجمانی میں نہایت مفید پایا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

یہ تالیف، میرے عزیز اور قابلِ فخر فاضلِ جلیل علامہ الحافظ پیر محمد اسلم صاحب بندیا لوی زید مجدہ کی علمی کاوش ہے۔ یہ تالیف اپنے موضوع پر مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء اور دیگر محققین کی مسلمہ نصوص سے مزین اور اسلاف و اخلاف کی معتبرات کے حوالہ جات سے بھری پڑی ہے۔ موجودہ دور میں کچھ زعمائے امت نے (بالخصوص برطانیہ میں) صحابہ کرام کے متعلق معتقداتِ اہل سنت و جماعت کے برخلاف غیر معتدل رویہ اپنایا ہے جو اہل سنت و جماعت کی صفوں میں انتشار و خلفشار کا سبب بن سکتا ہے۔ حالانکہ اصاغروا کا براہل سنت و جماعت کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ



اپنی سری و جہری محافل میں جمہورِ اعلام امت ہی کے مسلمہ عقائد کو بیان کریں۔ کیونکہ سذیت و حقیقت کی یہی اساس ہے۔ ہرگز ہرگز احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ ار باب عقل و دانش سے حدیث ”اتقوا من مواضع التھمة“ کیونکر مخفی ہو سکتی ہے۔ یقیناً اساطین علم و فن کا ایسی غیر محتاط گفتگو اور مذاکرات سے اجتناب، تقاضا دانش ہی نہیں بلکہ مذہبی و منصبی فریضہ بھی ہے۔ فتمسکوا بہا بالنواجذ۔

گجما ند آں رازے کز و ساز ند مخفلیا

نا قابل تردید حقیقت:

رافضیت و شیعیت، جس مہلک ہتھیار سے بھولی بھالی سذیت پر حملہ آور ہوتی ہے وہ ہے، حضور مولائے کائنات سیدنا و مولانا حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے متعلق ”افضلیت مطلقہ کا اعتقاد“ اور اس اعتقاد کے اساسی اور بنیادی مقدمات (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضور پر نور سید عالم ﷺ کے ساتھ قرابتِ قریبہ اور دیگر جزوی فضائل و مناقب ہیں) جنہیں غیر محقق، محقق خود ساختہ قواعد و ضوابط کے مطابق ترتیب دے کر منطقی نتائج اخذ کرتے ہیں، پھر عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں، سادہ لوح سنی تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں اور اہل بیت کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام کے متعلق انتہائی بودے اعتقاد کے حامل بن جاتے ہیں۔ اللھم انا نعوذ بک من سوء الاعتقاد و من کل شر جلی و خفی و خصوصاً من شر النفاثین فی العقد۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ، جو

دنیاے سذیت کی مسلم شخصیت ہیں رقمطراز ہیں:



افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است، چنانچہ نقل کردہ آنرا جماعت از اکابر آئمہ کہ یکے از ایثاں امام شافعی است قال الشیخ الامام ابوالحسن الاشعری، ان تفصیل ابی بکر ثم عمر علی بقیۃ الامۃ قطعی، وقد تواتر عن علی رضی اللہ عنہ فی خلافتہ وکری مملکتہ و بین الجہم الغفیر من شیعۃ ان ابابکر و عمر افضل الامۃ۔ (دفتر دوم ص ۲۸)۔ ترجمہ: حضرات شیخین (سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر) کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہے، جیسا کہ اکابر آئمہ کی ایک جماعت نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک امام شافعی بھی ہیں اور امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا۔ کہ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت باقی تمام امت پر قطعی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہ تواتر ثابت ہے، کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں، خاص اپنے دار الخلافۃ میں اور اپنے قبیعین کے جم غفیر کے سامنے ارشاد فرمایا، کہ ابوبکر و عمر ساری امت سے افضل ہیں۔

مزید حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

افضلیت ایثاں بترتیب خلافت است، افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است، و حضرت امیر کرم اللہ وجہہ الکریم میفرماید، کسیکے برابر ابی بکر و عمر افضل بدھد مفتری است و اور اتا زیا نہ زخم چنانکہ مفتری را بزند۔

(دفتر دوم ص ۱۳۰)

ترجمہ: ان حضرات کی افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے اور حضرات شیخین (صدیق و فاروق) کی افضلیت، صحابہ و تابعین کے اتفاق سے ثابت ہے، حضرت امیر (علی) کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: جو شخص مجھے ابوبکر



و عمر پر فضیلت دے گا، وہ مفتری ہے اور میں اُسے ویسے ہی کوڑوں کی سزا دوں گا جیسا کہ مفتری کو دی جاتی ہے۔ تفصیلات، ان شاء اللہ تعالیٰ، آپ کو اس کتاب کی ورق گردانی سے دستیاب ہوں گی۔  
صحابہ کے متعلق ایک نصیحت:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم  
باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه، واعدلهم جنت تجري تحتها  
الانهار خالدين فيها ابدا ذالك الفوز العظيم۔ (التوبة: ۱۰۰)

ترجمہ: نیکی میں سبقت کرنے والے اور سب سے پہلے ایمان لانے والے  
مہاجرین اور انصار (صحابہ) اور جن مسلمانوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی، اللہ ان  
سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے ان کیلئے ایسی جنتیں تیار کی  
ہیں جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بہت بڑی  
کامیابی ہے۔

عن على كرم الله وجهه الكريم مرفوعاً يكون لاصحابي زلة  
يغفرها الله لهم لسابقتهم معي۔ (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً روایت ہے میرے  
(بعض) صحابہ سے (اگر) کوئی لغزش ہوئی تو اُسے اللہ تعالیٰ ان کے میرے ساتھ تعلق  
اور سابقیت کی وجہ سے بخش دے گا۔

جن کی عظمت، بخشش، علو مرتبت میں کتاب و سنت کی کثیر نصوص ناطق ہیں  
ان کے متعلق تاریخی، ناگواری کا اظہار کرنا ان کے خلاف ہفوات بکنا کس قدر بد نصیبی



اور شقاوت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم  
لا تذکروا موتا کم الا بخیر (النسائی)

تم اپنے گزشتہ لوگوں کا تذکرہ صرف ذکرِ خیر ہی سے کیا کرو۔ بلکہ راسخ  
الایمان لوگوں کی یہ شان ہے۔ یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا  
بالایمان۔ (الحشر: ۱۰)

وہ دُعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اور ہم سے پہلے ایمان لانے  
والوں کو بخش دے۔ آمین۔

طویل الحق خویدم الخلق محمد حبیب الرحمن عفاہ اللہ المنان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ

حضرت علامہ محمد عرفان شاہ مشہدی

زیب آستانہ عالیہ بھکھی شریف

علامہ مولانا مفتی محمد اسلم نقشبندی بندیا لوی مدظلہ کی تصنیف ”افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق کا منکر اہلسنت سے خارج ہے“۔ چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھی کتاب کے مباحث کو عمدہ پایا اور نفس مسئلہ کو مصنف نے خوب خوب محقق کیا ہے اور مذہبین کے بیت منکبوت کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا ہے۔

جہاں تک اس موضوع پر قلم اٹھانے کا تعلق ہے ہر سچے صاحب علم و حکمت کو حکم ہے: **واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الكتاب لتبینه للناس ولا تکتونه فنبذوه وراء ظهورهم واشتد به ثمتا قليلا فبنس ما یشترون۔** (آل عمران پارہ ۴)

یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے تو کتنی بری خریداری ہے۔

علم دین کا چھپانا ممنوع ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص سے دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا روز قیامت اس کے آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کیلئے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔



راقم الحروف یہ سمجھتا ہے کہ جہاں کسی مصنف کا اپنے دلائل اور تحقیق اور نتائج فکر کی تصدیق پر اصرار اور شدت کے ساتھ تسلیم کا تقاضہ زیادہ مناسب نہیں وہاں اصحابِ دانش و بینش کو تحقیق و تدقیق و دلائل و براہین کے مقابلہ میں ظنات اور اوہام او یحبون ان یحمد و بمالم یفعلوا کے مصداق بزعم خویش مفکرین و مشائخ کے بت پوجتے رہنے پر اڑے رہنا بھی انصاف نہیں ہے۔

اس لئے قدرت کی بخشی ہوئی فراست و بصیرت سے کام لیتے ہوئے دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے سچ اور جھوٹ میں فرق اور تمیز ضرور کرنی چاہیے۔

موضوع زیر بحث پر قرآن مقدس کی آیات کی دلالت، احادیث مبارکہ کی ثقاہت اجماع صحابہ کی صراحت، اقوال سلف صالحین کی وضاحت کے سارے رنگ قارئین کتاب میں مطالعہ کے دوران پچشم نور دیکھ سکیں گے۔

بارگاہِ رب العزت جل و علیٰ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اس کتاب کو نافع بنائے حضرت مصنف کو علمی و روحانی ترقی سے نوازے اور بھٹکے ہوؤں کیلئے اسے ہدایت کا سبب بنائے آمین۔

الراجی الی رحمۃ ربہ المنان

محمد عرفان غفرلہ الرحمن الی یوم المیزان

نزیل بریڈ فورڈ انگلینڈ

۲۰۰۷-۱۰-۱۲



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد عبدالعلیم صاحب سیالوی

شیخ الحدیث و مفتی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور (پاکستان)

عزیزی حضرت علامہ محمد اسلم صدیقی نقشبندی دام اللہ فیوضہ کی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شرف افضل البشر بعد الانبیاء پر کتاب مسمیٰ۔ ”افضلیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر اہل سنت سے خارج ہے“ کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

کتاب کے عنوان، دعویٰ میں حضرت علامہ کی کاوش قابل ستائش ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسلام کیلئے خدمات پوری امت پر احسان اور سرکارِ دو عالم ﷺ سے انکی محبت اذ یقول لصاحبہ لا تحزن سے عیاں ہے۔ آج ضرورت ہے کہ اہل سنت اپنے محسنوں کی حیات و کارناموں سے باخبر رہیں اور مولانا کی اس بارے کاوش لائق آفرین ہے۔ دیارِ غیر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے جس میں آپ نے اہانت رسالت کے مرتکبین کو اپنے انجام تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حضرت علامہ کی اس کاوش کو مقبول بارگاہ بنائے۔ آمین

خادم العلماء

محمد عبدالعلیم سیالوی جامعہ نعیمیہ لاہور

۱۲ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ

علامہ مولانا محمد عبدالغفور الوری

مہتمم: جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

غلہ منڈی رائے ونڈ لاہور پاکستان

حال: مسجد جامع اقصیٰ فشوک پریڈ پریسٹن یو۔ کے

اما بعد!

میرے پیش نظر بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ سلطانیہ جی۔ ٹی۔ روڈ جہلم پنجاب پاکستان و بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ رضویہ بریڈ فورڈ یو۔ کے جامع معقول و منقول، واقف فروع و اصول علامہ زمن مولانا مفتی ابوالحسن محمد اسلم نقشبندی قادری دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف بسلسلہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر بن الصدیق رضی اللہ عنہ کا مسودہ موجود ہے اسے اگرچہ ناچیز بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا مگر جستہ جستہ مقامات سے دیکھا ماشاء اللہ علامہ موصوف نے جو عنوان بھی اپنی تالیف ہذا میں قائم فرمایا اسے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے روز روشن سے کہیں زیادہ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو واضح فرما کر افترا پردازوں اختراع فی الدین کرنے والوں کا قلع قمع کر دیا۔

اور بسط و تفصیل اور سیر حاصل و مدلل بحث فرما کر اس سلسلہ میں کوئی پہلو تھنہ تکمیل نہیں چھوڑا۔ درحقیقت یہ تالیف انمول ہیروں کا ہار ہے، گلہائے رنگارنگ کا نہایت حسین گلہ دستہ ہے جس میں عامۃ المسلمین کیلئے ہی سامان تسلی نہیں بلکہ دریائے



علم و فن کے شناساؤں کیلئے بھی غیر معمولی معلوماتی خزانہ و غذا ہے۔

میرے نزدیک اس کتاب کا ہر مسجد و مدرسہ اور ہر گھر اور ہر فرد کے پاس ہونا اور زیر مطالعہ رہنا فی زمانہ از بس ضروری ہے۔ مولانا موصوف کی یہ تالیف ایک علمی شاہکار ہے اور ایسا ہو بھی کیوں نہ جبکہ علامہ موصوف نے اُس محبوب محبوب خدا کی افضلیت علی البشر بعد الانبیاء کے ثابت کرنے میں سعی بلیغ فرمائی ہے جن کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَأَلْتُ  
اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُقَدِّمَكَ ثَلَاثًا فَأَبَى عَلَيَّ إِلَّا تَقْدِيمَ أَبِي بَكْرٍ۔  
(ابن عساکر ص ۳۲۲ ج ۲۵ حدیث نمبر ۹۸۹۹)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے تمہیں امام بنانے کی درخواست کی مگر ہر مرتبہ انکاری جواب ملا اور ابو بکر کو ہی امام بنانے کا حکم ملتا رہا۔

اسی طرح حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے اپنی بیماری کے موقع پر حضرت ابو بکر کو امام بنایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَسْتُ أَنَا الَّذِي أُقَدِّمُهُ، وَلَكِنَّ اللَّهَ يُقَدِّمُهُ۔  
(ابن عساکر ص ۲۶۵ ج ۳۰ حدیث نمبر ۶۴۲۹)

یعنی میں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امام بنانے کا حکم دیا تھا۔ پتہ چلا جن کو خود اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں افضلیت دے تو اُن کی افضلیت میں پھر شک کیا؟



اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ علامہ مفتی ابوالحسن محمد اسلم  
نقشبندی قادری دامت برکاتہم کی اس تالیف کو مقبول خاص و عام فرمائے اور اسے  
علامہ صاحب اور ان کے معاونین و رفقاء کار کیلئے بالخصوص اور جملہ عالم اسلام کیلئے  
بالعموم باعث نفع دارین فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین بادء!

محمد عبدالغفور الوری

حال: مسجد جامع اقصیٰ فشوک پریڈ پریسٹن یو۔ کے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تقریظ

علامہ مولانا محمد طیب صاحب تفسیر بینات القرآن،

ابن شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمہ اللہ،

سرپرست: جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

بانی: جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹرمانچسٹر

نحمدہ، ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد!

خیر الخلق بعد الانبیاء مایۃ اصطفاء سایۃ مصطفی صاحب  
شان الاتقی افضل اصحاب الفضل المرسلین سید الصدیقین آمن  
الناس الحبيب رب العالمین صاحب الرسول فی الغار العتیق من النار  
افضل العشر سیدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کی تمام  
اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افضلیت و خیریت پر ساری امت مسلمہ کا اجماع ہے  
جس کا منکر اہل سنت سے خارج ہے اس موضوع پر علامہ مولانا محمد اسلم بندیا لوی مدظلہ  
نے پیش نظر کتاب ”افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ“ میں قرآنی آیات، نبوی  
ارشادات، صحابہ و تابعین اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات خصوصاً  
سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیانات کی روشنی میں اس موضوع پر اس قدر  
احقاق حق و ابطال باطل کیا ہے کہ کسی منصف شخص کیلئے ادنیٰ مجال انکار نہیں رہی مگر  
تعصب کا کچھ علاج نہیں جس کی آنکھوں پہ تعصب کی پٹی بندھی ہو اسے کوئی رسول بھی



نہیں سمجھا سکتا۔

البتہ ایک چھوٹی سی کمی رہ گئی ہے۔ فاضل مصنف نے حدیث، تفسیر اور عقائد کی کتب سے حوالہ جات لکھنے میں صرف کتاب کا نام بتانے پر اکتفا کیا ہے۔ اچھا ہوتا اگر باب فصل اور صفحہ وغیرہ کی تفصیل بھی دے دی جاتی، امید ہے دوسرے ایڈیشن میں یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ اس کتاب کو تمام اہل ایمان کیلئے نافع بنائے۔ مصنف علام کے زور قلم میں مزید اضافہ فرمائے اور جب اشہب قلم قلمی و علمی جہاد کے میدان میں اتر ہی آیا ہے تو اب اللہ اسے تادیر رواں رکھے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

محمد طیب صاحب تفسیر بینات القرآن،

۲ ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۳ نومبر ۲۰۰۷ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ

خادم اہلسنت محمد انصر القادری غفرلہ  
خطیب گجرات، حال مقیم بریڈ فورڈ انگلینڈ

نحمدہ، وبہ نستعین ونصلی ونسلم علی النبی الامین۔

مجاہد ملت، استاذ العلماء، علامہ مفتی محمد اسلم نقشبندی مجددی سلطانی دامت  
برکاتہم العالیہ کی کتاب، کتاب مستطاب ”افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ“ اُس  
وقت ملاحظہ سے گزری جب وہ پروف ریڈنگ کے مراحل میں تھی۔ اپنے موضوع کے  
اعتبار سے یہ ایک جامع، مانع، مدلل اور بے نظیر کتاب ہے۔ جس میں محض جذبات  
سے نہیں بلکہ حقیقت شعاری سے کام لیا گیا ہے۔

فاضل مؤلف نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اہلسنت کے حلقوں میں  
عرصہ دراز سے اس عنوان پر تصنیف کی اشد ترین ضرورت تھی، جس کو فاضل مؤلف  
نے پورا کیا ہے اور اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اس کا حق ادا کیا  
ہے۔ یہ تالیف جہاں اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی عکاس ہے وہاں  
مؤلف کی علمی و جاہت و ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے،

پروانہ چراغ مصطفوی، یار غار مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی  
پوری امت مسلمہ پر فضیلت اہل حق کا اجماعی نظریہ ہے جس کو موصوف نے قرآن  
مجید کی آیات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اقوال صحابہ و اہل بیت  
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اجماع امت سے پیش کیا ہے۔



مؤلف محترم کی خوبی یہ ہے کہ ان احادیث و اقوال سے استدلال کرتے ہیں جن کو نہ صرف محدثین اور فقہاء نے بلکہ اصولیین نے اپنی کتب میں بطور استدلال و استشہاد پیش فرما کر اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کی ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے طبرانی سے فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا ہے۔

ابوبکر الصديق خير الناس الا ان يكون نبى (تاریخ الخلفاء ص ۵۴ مطبوعہ دار القلم بیروت لبنان) یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے بہترین سوائے اس کے کہ وہ نبی ہوں یعنی وہ نبی نہیں ہیں جبکہ ابو نعیم میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما طلعت الشمس ولا غربت على احد افضل من ابى بكر الا ان يكون نبى (تاریخ الخلفاء ص ۵۴ مطبوعہ دار القلم بیروت) یعنی سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو اور محمد بن الحنفیہ لخت جگر علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قلت لابی ای الناس خير بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر وخشيت ان يقول عثمان فقلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمين۔ (صحیح البخاری ص ۵۱۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) یعنی میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں فرماتے ہیں: میں نے پوچھا ان کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل



ہیں۔ فرماتے ہیں: میں ڈرا کہ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا اس کے بعد آپ سب سے افضل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

اور مسند امام احمد حنبل میں ہے کہ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: خیر هذه الامة بعد نبیہا ابوبکر الح (مسند احمد بن حنبل ص ۱۷۰ مطبوعہ بیروت لبنان) یعنی اس امت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

مندرجہ بالا فرمودات کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مؤلف محترم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد و نظریات کو ثابت کیا ہے۔

یہ کتاب جہاں جادہ حق کے مسافروں کیلئے مشعل راہ ہے وہاں اہل حق کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور راہ نور دان شوق کیلئے گراں قدر سرمایہ بھی ہے۔ اس عظیم کاوش پر مؤلف مکرم مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول عام بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

خادمہ اہلسنت

محمد انصراقادری غفرلہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ

نحمدہ، ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ  
 واصحابہ اجمعین! اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر  
 (73) فرقے ہو جائیں گے۔ یہ حدیث کئی محدثین نے مختلف طرق اور مختلف الفاظ  
 میں روایت فرمائی ہے۔ امام علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی  
 متوفی ۵۴۸ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں روایت فرمائی۔ امام  
 شہرستانی رئیس المتکلمین ہیں۔ اُن کے علمی مقام اور رفعتِ شان کا اندازہ یہاں سے  
 بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام بیہقی صاحب سنن البیہقی اُن کے درس میں حاضر ہو کر  
 استفادہ کیا کرتے تھے۔ وہ یوں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں: اخبر النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم وستفترق امتی ثلاثا وسبعین فرقة الناجية منها واحدة  
 والباقيون هلكي قبل ومن الفاجية؟ قال اهل السنة والجماعة قيل وما  
 اهل السنة والجماعة؟ قال ما انا عليه اليوم واصحابي۔ نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا میری امت عنقریب تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں  
 سے ایک فرقہ ناجیہ ہے اور باقی ہلاک ہونے والے ہیں۔ عرض کیا وہ نجات پانے  
 والا فرقہ کونسا ہے فرمایا وہ اہل سنت وجماعت ہے۔ پھر سوال کیا گیا اہل سنت  
 وجماعت کون ہیں؟ فرمایا جس عقیدہ پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ جو فرقہ اس  
 عقیدہ و طریقہ پر ہوگا وہی ناجی ہے۔

قارئین! اُن بہتر (72) ناری فرقوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اہل سنت میں



بھی مشہور و معروف ہیں اُن میں سے ایک شیعہ فرقہ ہے۔ اس فرقہ کی ایک برانچ ہے تفضیلیہ! یہ تفضیلیہ فرقہ جو ہے اس کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس تفضیلیہ کو رافضی بھی کہتے ہیں۔ مگر رافضی جنس ہے اس کی دونوع ہیں سب و شاتم صحابہ اور تفضیلیہ۔ شیعہ اور رافضی کے درمیان تساوی ہے۔ سب و شتم کرنے والا شیعہ رافضی بالکل ظاہر ہوتا ہے یہ اہل سنت سے بالکل ظاہر ہوتا ہے یہ اہل سنت سے بالکل ممتاز اور جدا ہے مگر تفضیلیہ شیعہ اتنا ظاہر نہیں۔ یہ اہل سنت کے اندر بھی گھسار ہتا ہے ظاہر سے سنی کہلاتا ہے اور تمام معمولات اہل سنت و جماعت کے کرتا ہے مگر باطن سے شیعہ ہوتا ہے۔ یوں ہی سمجھو کہ تفضیلیہ اور ظاہر رافضی شیعہ کے درمیان کافر و منافق والا فرق ہے اور منافق جو ظاہر سے مسلمان ہوتا ہے باطن سے کافر ہوتا ہے اور یہ مسلمانوں کو زیادہ نقصان دیتا ہے بہ نسبت کافر شیعہ کے۔ لہذا شیعہ ظاہرہ سے اہل سنت کو اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا تفضیلیہ سے نقصان ہوتا ہے۔

پاکستان میں بالعموم اور برطانیہ میں بالخصوص اہل سنت کے اندر ایک مضبوط و منظم گروہ پایا جاتا ہے۔ جو نہایت ہی مہارت سے تفضیلیت کا انجکشن دیتا ہے۔ پاکستان اور برطانیہ کے ماحول اور حالات میں بڑا تفاوت ہے۔ وہ اسلامی ملک یہ غیر اسلامی، وہاں اکابر علماء اہل سنت کا موجود ہونا اور پھر مضبوط گرفت کا ہونا اور مدارس دینیہ میں ماہرین اساتذہ اور عوام کے اندر مسلک کا شعور بیدار ہے اور اکابرین کے خطابات سے بھی عوام اہل سنت کا مستفیض ہونا اور اہل سنت کی معیاری خانقاہیں بھی موجود ہیں۔ برطانیہ میں بڑے مسائل اور مشکلات ہیں ایک تو یہاں تبلیغ و فکر، تحریر



و تقریر کی آزادی اور زیادہ معیاری علماء حق اہل سنت و جماعت کی قلت اور اگر کوئی موجود ہیں بھی تو وہ وسائل سے عاری ہیں۔ لہذا اُن کی آواز میں وہ قوت و تاثیر نہیں جس سے ایسے فتنوں کا مکمل سد باب کیا جائے اور اہل سنت کو ان فتنہ پروروں اور شرانگیز لوگوں سے پاک کیا جائے۔ برطانیہ میں ایک پروگرام کے تحت اہل سنت و جماعت کے اندر رخص (تفضیلیت) پھیلائی جا رہی ہے اور وہ لوگ جو بظاہر وجہ تصور کئے جاتے ہیں وہ یہ کام کر رہے ہیں وہ لوگ چونکہ عرصہ دراز سے اہل سنت کے پلیٹ فارم پر کام کر رہے ہیں۔ پاکستان میں وہ بہت محتاط رہے مگر برطانیہ میں بعض خوب کھل جاتے ہیں اور بعض یہاں بھی احتیاط سے کام کرتے ہیں لیکن اپنی چالاکی اور مہارت سے تفضیلیہ کا ٹیکہ لگائیں گے۔ برطانیہ میں ایک تو ان لوگوں کو سمجھنے میں وقت لگا دوسرا ان لوگوں کے قدیمی اثر و رسوخ اور کچھ علمی قابلیت کے شور، فن خطابت کے زور اور مقابلہ میں قلت مطالعہ کی وجہ سے بعض علماء حق فیس نہ کر سکے اور اُن کی دلیری بڑھتی گئی اس کا نقصان یہ ہوا کہ برطانیہ میں اہل سنت کے عام اور کئی اچھے خاصے خطیب اور قدیمی علمی گھرانے کے علماء ان کے جال میں پھنس گئے اور عقیدہ حقہ افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر صدیق سے منحرف ہو گئے اور رخص پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔ بعض مجالس میں تفضیلیہ والوں نے اگر واضح الفاظ میں عقیدہ اہل سنت کے خلاف بات کی تو کسی سنی عالم نے دفاع نہ کیا اسے مرعوبیت ہی کہا جاسکتا ہے ورنہ یہ نہیں کہ اس عالم کو عقیدہ اہل سنت کا علم نہیں وہ عالم ہی کیا جسے اپنے عقیدہ کا علم ہی نہیں۔ پھر مزید ظلم یہ بھی کہ بعض حضرات ان لوگوں کو اپنے جلسوں جلوسوں میں بلا کر خطاب کرواتے ہیں اور وہ بعض اہل سنت کے ذمہ دار لوگ ہیں یہ اُن کی مجبوریوں کا



نتیجہ ہے۔ مجموعی طور پر برطانیہ میں اہل سنت کا عظیم نقصان ہوا اور مزید ہو رہا ہے سوائے اُن دینی مراکز و مساجد کے جہاں راسخ العقیدہ اہل سنت و جماعت مشائخ و علماء اہل سنت ہیں مگر افسوس صد افسوس ان ذمہ داران حضرات اور علماء اہل سنت پر جو ان تفضیلیہ رافضیہ کی مجالس میں ہو کر خاموش رہتے ہیں یا پھر بلوا کر خطاب کرواتے ہیں انہیں مسلک پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ علماء کرام کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔ اور دیگر ذمہ داران حضرات جو مراکز اور خانقاہوں کے سجادہ نشین ہیں اُن کے پیش نظر یہ حدیث ہونی چاہیے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنتہ سیئۃ فلہ وزرہا و ووزر من عمل بہا۔ جس شخص نے برائی کی بنیاد رکھی یا اُسے سپوٹ کی وہ جرم کرنے والوں اور یہ کام کرنے کا جرم اُسی کھاتے میں ڈالا جائے گا۔

اور یہ تفضیلیہ گروہ مزید یہ زیادتی بھی کرتا ہے کہ اکابرین امت، محدثین و فقہاء امت کو بچھاڑتے ہوئے علماء سے تائید کرواتے ہیں، کیا اس جرم کا علماء کو اندازہ نہیں؟ تائید تو دور کی بات ہے اگر صرف خاموش رہیں تو بھی تائید ہے۔ السکوت فی معرض البیان بیان اور اسے اجماع سکوتی بھی کہتے ہیں۔ لہذا علماء اہل سنت کو چاہیے کہ اپنے فرائض منصبی کا لحاظ کرتے ہوئے اس فتنہ کے سد باب میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ہم نے اس فتنہ رفس و تفضیلیت کا خوب جائزہ لیکر پیش نظر کتاب (انکار افضلیت صدیق اکبر خروج من اہل السنۃ) کی تالیف کا فیصلہ کیا۔ ہم نے برطانیہ میں موجود فرقہ تفضیلیہ کے وہ دلائل جو ان کے زعم میں دلائل ہیں ان کا ذکر



کر کے رد پیش کیا ہے اور اکابرین اہل سنت کی وہ عبارات جن کو غلط طریقہ سے پیش کر کے عوام الناس اور درمیانہ طبقہ کے علماء اہل سنت کو مرعوب کر کے گمراہ کرتے ہیں ان عبارات کو ذکر کر کے ان کے فریب و منالطہ اور عبارات کا صحیح مطلب و محمل ذکر کیا ہے۔ تفضیلیہ کے دل میں شیخین کا بغض ہوتا ہے اُسے صاف الفاظ میں ظاہر نہیں کرتا کیونکہ وہ اہل سنت میں گھسار ہنا چاہتا ہے اور اپنے بغض کی آتش کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل کہہ کر بجھاتا ہے۔ ان کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے جب انہیں کہا جائے کہ یہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت شیخین مطلقاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں تو انہیں سذیت کے مسلوب ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ اب تو ہمیں اہل سنت و جماعت سے خارج کر دیا جائے گا تو پھر وہ اپنا طریقہ واردات تبدیل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں حضرت صدیق اکبر افضل ہیں مگر مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کا زیادہ ہے کیونکہ ان میں یہ فضیلت پائی جاتی ہے اور ان کے فضائل کثرت سے کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ طبقہ بڑے ماہرانہ انداز میں قرآن و حدیث و آثار اہل بیت اور اقوال علماء امت کو ایک فقرہ میں رد کر دیتے ہیں کہ ہم شیخین کو افضل مانتے ہیں لیکن افضل کا وہ معنی نہیں جو تم نے سمجھ رکھا ہے۔ تو برطانیہ میں علماء و مشائخ کے عقیدہ میں زلزلہ برپا ہو جاتا ہے کہ یہ استاذ لوگ ہیں اور اہل سنت کے نامور اور قدیمی مبلغ چلے آ رہے ہیں۔ ممکن ہے افضلیت کا معنی حقیقہ انہیں معلوم ہو تو پھر عقیدہ کا بیڑا غرق ہو گیا۔ ہاں مگر کچھ راسخ العقیدہ اور اہل علم ان کی چال بازی کو سمجھ لیتے ہیں اور وہ ان کی چال بازیوں کو زیر تبصرہ لاتے ہیں۔

قارئین ہم نے کتاب میں ان کے تمام فریب و مکر اور مغالطوں کا پردہ



چاک کیا ہے اور خصوصاً برطانیہ میں اہل سنت کے اس اجماعی عقیدہ پر جو غبار پڑی ہے اسے دور کیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ و بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ

مگر اس کا خلاصہ صرف چند سطروں میں ملاحظہ کیجئے۔

ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ افضلیت کا معنی عند اہل سنۃ کیا ہے۔ افضل فضل سے بنا ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مطلع القمرین میں فرماتے ہیں فضل لغت میں بمعنی زیادت ہے اور افضل وہ جو اپنے غیر سے زیادہ ہو۔ مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظ افضل بہ ارسال و اطلاق محمول ہوتا ہے۔ کسی جہت و حیثیت سے تقید کی حاجت نہیں ہوتی اور بعض کی رو سے قید خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں مطلق چھوڑنا روا نہیں مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق بلکہ مشاق گھوڑا اچھا پھیرتا ہے تیغ و تیر خوب لگاتا ہے دوسرا عالم نحریر فاضل بینظیر جب ان دونوں کی بنسبت سوال ہوگا ان میں کون افضل ہے تو جواب دیا جائے گا۔ عالم اور اس وقت کسی قید و خصوصیت کی احتیاج نہ ہوگی اور عسکری فضیلت خاصہ بیان کرنا چاہیں گے تو یوں کہیں گے یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے۔ بغیر اس قید کے اس کی افضلیت کا حکم درست نہ ہوگا۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجات شرف میں متفاوت ہیں نہ مساویۃ الاقدام پس جب دو فضیلتوں متفاویہ کے متصفین سے سوال ہوگا افضل مطلق صاحب فضل اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضل خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً و ہذا ظاہر جدا انتہی کلام الامام الاعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ۔ قارئین امام اہل سنت کی کلام سے بالکل واضح ہو گیا ایک شخص کو افضل تب کہا جائے گا بغیر قید لگائے مطلق جب اس میں ایسا فضل،



فضیلت پائی جائے جس کا شرف دوسرے میں پائے جانے والے فضائل و فضیلتوں سے زیادہ ہو اور اسی کو فضل کلی کہتے ہیں اور افضل علی الاطلاق کہتے ہیں چونکہ دوسرے مفضل علیہ (جس پر فضیلت ہے) میں جتنے فضائل پائے جاتے ہیں وہ تمام اس افضل میں پائے جانے والے ایک فضل و فضیلت کے مقابلہ میں کمتر ہیں۔ اب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل و خیر ہونے کو جب صحابہ کرام بیان فرماتے ہیں تو بغیر کسی قید و خصوصیت کے تو معلوم ہوا یہ افضل علی الاطلاق ہیں اور ان کے ایک فضل کے مقابلہ میں باقی صحابہ کرام کے فضائل کثیرہ مرتبہ میں کم ہیں۔ اور صدیق اکبر کا ایک فضل باقی صحابہ کے فضائل کثیرہ پر بھاری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: لو ازن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح رواہ البیہقی اگر ابو بکر صدیق کے ایمان کو میری ساری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ایمان ابو بکر بھاری ہوگا۔ اس حدیث میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف، حضرت حجة الخلف بقة السلف عبدالواحد بالکراچی نے سبع سنابل شریف میں دیگر اکابرین نے اپنے کتب میں درج فرمائی ہے۔

اور اہل سنت علی الاطلاق بعد الانبیاء و رسل الملائکہ لفظ افضل صرف ابو بکر صدیق پر محمول کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔ اہل سنت میگویند افضل الامۃ ابو بکر ثم عمرو و اہل بدعت نفی فضل یا افضل ہر دو میکند۔ اہل سنت فرماتے ہیں کہ ساری امت سے افضل ابو بکر پھر عمر ہیں اور بدعتی گمراہ ناری فرقے ان کی افضلیت کا انکار کرتے ہیں۔



قارئین ہم نے قرآن و حدیث، اجماع امت، اقوال سلف و خلف اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لیکر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تک اور درمیان آئمہ شریعت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور پھر آئمہ طریقت حضور امام السادات شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت قطب الوقت حضرت عبدالواحد بالگرامی، حضرت داتا علی جہوری اور مفسرین، محدثین، فقہا کرام اور علماء متکلمین اور علم عقائد کے ماہرین کی معتبر کتب سے باحوالہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت، ناجی جنتی فرقہ کے نزدیک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق پوری امت سے افضل و اشرف و اکرم، و خیر ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز مسکین کی اس معمولی سے سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم بندہ مسکین کیلئے ذریعہ نجات بنائے، اولاد کو علم نافع سے مالا مال فرمائے اور عام و خاص کو اس سے مستفیض فرمائے اور برطانیہ میں اہل سنت کو رخصت سے پاک فرمائے۔

آمین بجاہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

مفتی محمد اسلم صدیقی نقشبندی قادری غفرلہ

بانی و شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ رضویہ

ساؤتھ فیلڈ لین بریڈ فورڈ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین  
اما بعد !

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر بن الصدیق رضی اللہ عنہ۔  
جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء نہ مانے وہ  
اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

معزز قارئین کرام: ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس دعویٰ پر قرآن و حدیث اجماع امت (اہل سنت  
وجماعت) اور اسلاف کے اقوال سے دلائل پیش کریں گے۔

نام و نسب: آپ کا نام عبد اللہ ہے، یہ نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔  
کان اسمہ قبل الاسلام عبد الکعبۃ فسماه النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم عبد اللہ۔

اسلام سے پہلے آپ کا نام عبد الکعبۃ تھا، اسلام لانے کے بعد آپ کا نام نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ رکھا۔

ابوبکر آپ کی کنیت ہے، صدیق اور عتیق آپ کے القاب ہیں۔ ان  
القاب کی وجہ یہ ہے کہ صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی بہت زیادہ سچا، سچ جاننے  
والا، سچ ماننے والا، آخری معنی کو پہلے دونوں معنی لازم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی ذات سچ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے وہ سچ ہے، اور ہر ایک معجزہ سچ ہے۔

۱۔ النہر اس شرح شرح عقائد۔



حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انوکھے، نرالے اور ممتاز انداز میں مانا۔ محدث ابونعیم حدیث روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کلمت فی الاسلام احدا الا وابی علی او راجعنی فی الکلام الا ابن ابی قحافة فانی لم اکلمه فی شیء الا قبله داستقام علیہ۔ ۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جس شخص پر اسلام کی کوئی چیز پیش کی اس نے یا انکار کیا، یا پھر دلیل مانگی سوائے ابوبکر ابن ابی قحافہ (ابو قحافہ آپ کے والد گرامی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کے اس نے فوراً قبول کر لی اور پھر اس پر ثابت قدم رہے۔ قبول کرنا تصدیق کرنا ہے۔ یہ وجہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات کو واپس تشریف لائے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً تصدیق فرمائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انت الصدیق، یہ ان کی صدیقیت کے اظہار کا وقت ہے۔ امام طبرانی ۲ نے سند جید صحیح کے ساتھ حکیم بن سعد سے روایت کی ہے: قال سمعت علیا یقول ویحلف لانزل اللہ اسم ابی بکر من السماء الصدیق۔ حکیم بن سعد نے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سنا در آنحالیکہ قسم اٹھا کے فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے اتارا ہے۔ امام حاکم نے ۳ حدیث روایت کی ہے عن انزال ابن سیرہ قال قلنا لعلی یا امیر المؤمنین اخبرنا عن ابی بکر قال ذاک امرء سماه اللہ الصدیق علی لسان جبریل وعلی لسان محمد صلی

۱ بحوالہ نیراس ۲ طبرانی ۳ المستدرک علی التلخیص



اللہ علیہ وسلم۔ انزال ابن سیرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کیا ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ بتائیں تو آپ نے فرمایا اُس ہستی کی کیا بات ہے کہ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے جبریل امین اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر صدیق رکھا ہے۔

دوسرا لقب عتیق کی ایک وجہ یہ ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عقیقہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان ابا کبر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا بکر انت عتیق اللہ من النار ممن یومئذ سمی عتیقا ۱۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر تم اللہ کے عتیق ہو تو اس دن سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔ عتیق کا معنی ہے۔ دور اور آزاد یعنی آپ نار سے بہت دور اور آزاد ہیں۔

امام زبیدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ انصار و مہاجرین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جمع تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا (جس کا آخری حصہ یہ ہے) میری والدہ نے فرمایا جب میری پیدائش کا وقت قریب آیا تو میرے پاس کوئی عورت نہ تھی تو ہاتھ غائب سے آواز آئی یا امة اللہ بالتحقیق ابشری بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق ۲۔ جب کلام پوری ہوئی حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے تو کہا



ابوبکر نے سچ کہا اس مذکورہ بالا روایت کو حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کیا۔ معلوم ہوا یہی وجہ ہے جو علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبراس شرح شرح عقائد میں ذکر کی ہے کہ مروی ہے کہ آپ اعلان نبوت سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ ولم یسجد لصنم قط آپ نے بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ چونکہ والدہ کے بیان سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا علم ہو چکا تھا۔

آپ نے تو سنت ابراہیمی زمانہ جاہلیت میں بت توڑ کر زندہ کر دی تھی۔  
حاشیہ نبراس میں مولوی برخوردار ملتانی نے تفصیلاً واقعہ ذکر کیا ہے۔

### نسب و خاندانی وجاہت:

آپ قریشی ہیں آپ کے والد گرامی ابو قحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ساتویں پشت میں جا کے (مرۃ) کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں لہذا آپ خاندان کے لحاظ سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت دار قرار پائے۔

### آپ کا ایمان:

آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آزاد مردوں میں ایمان لانے میں سب پر سبقت لے گئے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ خواتین میں سے سب سے پہلے ایمان ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لائیں۔ بچوں میں سے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور غلاموں میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لائے۔



لہذا مردوں میں سے سب سے پہلے شرف صحابیت پانے والے آپ ہیں۔ آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ خود صحابی، باپ صحابی، بیٹا صحابی اور پوتا صحابی۔ ویسے تو آپ کی خصوصیات بے شمار ہیں مگر ہم نے یہاں طرہاً للباب ذکر کیا ہے۔

**صحابی کی تعریف:**

امام علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی یوں رقم طراز ہیں: من لقی النبی ﷺ من المسلمین ثم مات علی الاسلام۔ ۱۔ وہ شخص جس کو حالت ایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات ہوا اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا ہو۔ وہ صحابی ہے۔

یہ تعریف جامع مانع ہے۔ بیٹا اور نابینا، بالغ اور غیر بالغ سب کو شامل ہے۔ حسنین کریمین صحابی ہیں۔ بعض لوگوں نے صحابی کیلئے صحبت، روایت اور ملاقات میں بلوغت کی شرط لگائی ہے۔ علامہ بدرالدین عینی نے اسکا رد کیا ہے۔ فرماتے: وہو مردو دلانہ بخروج مثل الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ من احداث الصحابہ۔ ۲۔ فرماتے بلوغت کی شرط صحابی کیلئے لگانی مردود ہے کیونکہ اس سے امام حسن مجتبیٰ حسین مرتضیٰ اور ان کی مثل نو عمر صحابہ تعریف سے نکل جائیں گے۔ صحابیت ایسی خیر اور نیکی ہے جس کے حصول کا وقت محدود تھا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت سے لیکر آپ کے وصال شریف یعنی قبر میں تشریف لے جانے تک۔ لہذا محدود افراد کو یہ نیکی اور خیر حاصل ہوئی ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے اور اس نیکی کی قدر و منزلت اتنی بلند ہے کہ قیامت تک کوئی نیکی وجود میں نہیں آسکتی جو



اس سے بلند ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں نیکی میں سب سے بلند وہ لوگ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہلائے۔

### صحابہ کے مراتب:

نفس صحابیت میں تمام صحابہ برابر ہیں۔ جیسے نفس نبوۃ میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں۔ لیکن مراتب میں فرق ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مراتب میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (البقرة)** ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے یعنی مراتب میں تفاوت و اختلاف ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان مراتب میں فرق ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل الشك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا كلا وعد الله الحسنی. الحديد۔**

فرمایا تم میں سے وہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور قتال و جہاد کیا ان کے برابر وہ نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد و قتال کیا۔ پہلے والے مرتبہ میں بڑے ہیں۔

پھر ان میں بدری صحابہ مرتبہ میں بڑے ہیں پھر ان میں سے عشرہ مبشرہ وہ پاک نفوس جن کے اسماء گرامی لیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم جنتی ہو۔ اور پھر خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے بلند ہیں مرتبہ میں، امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ یوں رقمطراز ہیں:



اجمع الصحابة واتباعهم على الفضل ابی بکر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علی۔ ا۔ صحابہ کرام کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے اور بعد والے علماء کا بھی اجماع ہے۔ سب سے افضل ابو بکر پھر عمر، پھر عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اصحاب صحب کی جمع ہے جیسے فرخ کی جمع افراخ آتی ہے۔ اور صحب صاحب کی جمع ہے جیسے راکب کی رقب آتی ہے۔

فرق یہ ہے کہ اصحاب عام ہے اُن مقدس ہستیوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار اور مجلس سے مشرف ہوئے اور بعد والوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے اصحاب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ مگر صُحْب خاص قرن اولیٰ (صحابہ کرام) کے مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے یہ صرف ان پر ہی بولا جاتا ہے۔

### صحابیت میں تفاوت:

ہم بتا چکے ہیں کہ نفس صحابیت میں تمام صحابہ کرام برابر ہیں۔ مگر صحابیت کے ثبوت کے اعتبار سے فرق ہے۔ بعض کی صحابیت پر نص قرآنی ہے۔ اب آیا یہ کون ہستی ہے یا درکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں جس طرح ٹاپ پر خلفاء اربعہ ہیں۔ اسی طرح سب سے ٹاپ پر یعنی خلفاء اربعہ میں سے حضرت ابو بکر صدیق ہیں یعنی ان کا مرتبہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس طرح دکھائی دیتا ہے بلکہ واقع میں جس طرح چاند کا مرتبہ ستاروں میں ہے۔ یہ بالکل یکتا نظر آتے ہیں ہر میدان میں۔

صرف ایک لاکھ کئی ہزار میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں جن کی



صحابیت و محبت پر قرآن نے مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَانِي النِّينِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ

لصَّحَابِهِ لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ دو میں سے دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صحابی (ساتھی) سے فرماتا تھا تو غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یہاں صاحب کا لفظ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر نص ہے۔ اس پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس جگہ صاحب سے مراد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ ہیں۔ لہذا یہ شان صرف ان کی ہے کہ ان صحابیت کا منکر کافر ہے۔ ہم چند ایک اکابر مفسرین کے حوالے اس پر ذکر کرتے ہیں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری

القرطبی یوں ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ اَنْكَرَ اَنْ يَكُونَ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی

عَنْهُ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ كَافِرٌ لَّانَهُ رَدَّ نَصَّ

الْقُرْآنِ۔ ۱۔ جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی رسول صلی اللہ

عليه وسلم ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے نص قرآنی کا انکار کیا۔ علامہ جار

اللہ زحشری معتزلی (باد بود اس کے کہ یہ معتزلیوں کا امام ہے لیکن افضلیت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ کے مسئلہ پر اہل سنت کے ساتھ متفق ہے) یوں لکھتے ہیں: مَنْ اَنْكَرَ

صَحْبَةَ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَدْ كَفَرَ لِاِنْكَارِهِ كَلَامَ اللّٰهِ وَلَيْسَ

ذَالِكَ لِسَائِرِ الصَّحَابَةِ۔ ۲۔ جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

صحابیت کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی کلام کا انکار کیا اور یہ حکم باقی

صحابہ کرام کی صحابیت کا نہیں۔

امام قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الحفاجی الخفیی یوں رقمطراز ہیں:



من انكر صحبة ابي بكر رضى الله عنه فقد كفر لانكاره كلام الله -  
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر کافر ہے کیونکہ کلام اللہ کا منکر ہے۔  
علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہونا  
نص قرآنی سے ثابت ہے اور ثانی صاحب ہے۔ لہذا جو آپ کے صحابی ہونے کا انکار  
کرے گا وہ آپ کے ثانی ہونے کا انکار کرتا ہے اور یہ کفر ہے کیونکہ ثانی اثنین میں  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ثانی ہونا نص سے ثابت ہے۔

جامع علوم ظاہرہ و باطنہ امام علامہ اسماعیل حقی حنفی یوں رقمطراز ہیں: من

انكر صحبة ابي بكر رضى الله عنه فقد كفر لانكاره كلام الله تعالى  
يكفرون - ۲ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبۃ کا انکار کرے وہ کافر  
ہے کیونکہ اس نے کلام اللہ کا انکار کیا اور اسی طرح وہ رافضی کافر ہیں جو حضرت ابوبکر  
صدیق عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی اور لعنت کرتے ہیں۔

امام علاؤ الدین علی بن محمد ابراہیم بغدادی الشہیر بالخازن یوں ارشاد فرماتے

ہیں: من قال ان ابا بكر رضى الله عنه لم يكن صاحب رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فهو كافر لانكاره نص القرآن - ۳ جو شخص کہے کہ  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نہیں تھے وہ کافر ہے کیونکہ  
اس نے نص قرآن کا انکار کیا۔ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری  
النیشاپوری الشافعی یوں ارشاد فرماتے ہیں: فی الایۃ دلیل علی تحقیق صحبۃ  
الصدیق رضى الله عنه حيث سماه الله سبحانه صاحبه - ۴ آیۃ



مبارکہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی تحقیق پر دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحب فرمایا ہے۔ امام قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی یوں ارشاد فرماتے ہیں: من قال ان ابا بکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فهو کافر لانکارہ نص القرآن۔ ۱۔ جو شخص کہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نہیں ہیں وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآن کا انکار کیا ہے۔

امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرماتے: من قال ان ابا بکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فهو کافر لانکارہ نص القرآن۔ ۲۔ جس نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نہیں ہیں وہ کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن کی نص کا انکار کیا ہے۔ امام المفسرین عمدۃ المتکلمین حضرت امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: من انکر ان یكون ابو بکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کافرا لان الامة مجمعة علی ان المراد من اذ یقول لصاحبه هو ابو بکر و ذالک يدل علی ان اللہ تعالیٰ وصفہ بكونه صاحبه۔ ۳۔ جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ امت کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اذ یقول لصاحبه مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ اور یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہونے سے تعریف کی ہے۔



مجدد فقہ حنفی امام ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری یوں رقم طراز ہیں۔ اجمع  
المفسرون علی ان المراد لصاحبه فی الایة هو ابوبکر وقد قالوا من  
انکر صحبة ابی بکر کفر لانه انکر النص الجلی بخلاف انکار  
صحابه غیره من عمر، او عثمان، او علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
اجمعین۔ ۱۔ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو ان کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ برخلاف باقی خلفائے  
ثلاثہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حضرت صدیق اکبر  
رضی اللہ عنہ کی صحابیت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بھی بیان فرمایا: انت  
صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ سفر و حضر میں کوئی  
موقع نہیں ملتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہ ہوں۔ الا کہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حکم دیکر کہیں بھیجا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ  
عنہ کی صحابیت و صحبت کو قرآن حکیم نے مختلف انداز میں بیان فرمایا۔ ایک تو لفظ  
صاحب کی تصریح کے ساتھ ہے دوسرا ثانی اثنین کے ساتھ بیان فرمایا کیونکہ آپ کو  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا قرار دیا۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز  
ہیں: اجمع المسلمون علی ان المراد بالصاحب ههنا ابوبکر ومن ثم  
من انکر صحبته کفرا جماعا۔ ۲۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ آیت  
کریمہ (اذ یقول لصحابہ) میں صاحب سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔  
اسی وجہ سے جس نے ان کی صحابیت کا انکار کیا وہ اجماعاً کافر ہے۔



## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صحابیت کا بیان:

آپ کی صحابیت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا: دوسرا قرار دیا گیا ہے تو قرب مکانی میں آپ دوسرے ہیں یہاں مجلس، محبت مع الایمان ہے یہی صحابیت ہے، اس قرب مکانی مع الایمان کا نام صحابیت ہے۔ حدیث میں اس جزی حقیقی قرب مکانی کی عظمت کو یوں چار چاند لگا دیئے گئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو دشمنوں کی طرف سے اذیت لاحق ہونے کا خطرہ دامن گیر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یا اباہکرم ما ظنک بالنبین اللہ ثالثہما۔ اے ابوبکر تمہارا کیا گمان ہے ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ ہے۔ سبحان اللہ کتنے بلند و بالا کلمات ہیں اور اعلیٰ مرتبہ کی تسلی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو چار چاند لگا دیئے کہ ایک میں ہو، ایک تم ہو اور تیسرا اللہ ہے نبی اور امتی میں تو قرب مکانی انتہا درجہ کی اور اللہ تعالیٰ مکان مکانات سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ثالث (تیسرا) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مدد، نصرت، معاونت، حفظ، امان کے لحاظ سے کہ اس کی مدد و نصرت قطعی اور یقینی طور پر ہم دونوں کے ساتھ ہے اور پھر قرآن مجید کا ایک انداز یہ بھی ہے جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غم لاحق ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا۔ اس فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نقل فرمادیا کہ ابوبکر تم غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں لفظ معنا میں جو جزی حقیقی معیت ہے یہ معیت مکانی ہے اور اسی کا نام محبت ہے۔ اور کیا کمال



ہے اس قرب و معیت جزئی حقیقی کا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کو قرب و معیت کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے یہاں معیت الہی وہ نصرت و حفظ و امان والی ہے۔ جزئی حقیقی میں شرکت منع ہوتی ہے۔ جو معیت و قرب غار میں حضرت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوا یہ کسی کو حاصل نہیں ہوا بلا فصل و شرکت غیر تین دن اور تین راتیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے جذب کئے اور صحابیت اتنی چمک گئی، کہ باقی صحابہ میں مانند چاند ہو گئے۔

صحابیت ایک نیکی ہے:

صحابیت ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کے قبول ہونے کیلئے ایمان شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: من عمل صالحا من ذکر او انشی و هو مؤمن فلنحیئہ حیوة طیبہ۔ (سورہ النحل) مرد و عورت میں سے جو بھی عمل صالح کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہے ہم اسے حیوة طیبہ عطا کریں گے۔ صحابیت ایک ایسا عمل صالح ہے کبھی تو بالکل معیت ہوتی وہ یوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر جیسے نظر پڑی تو فوراً ساتھ ہی کلمہ پڑھ لیا اور کبھی مومن پہلے ہوتا صحابی بعد میں بنتا ہے مثلاً وہ شخص کسی دوسرے صحابی کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا اور زیارت و ملاقات کا شرف بعد میں نصیب ہوا۔

تو ایمان خود نیکی ہے لیکن یہ باقی نیکیوں کیلئے مبنی اور موقوف علیہ ہے اور اصل الخیر ہے۔ اس کا کوئی موقوف علیہ نہیں۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت جس طرح بلندی پر ہے اسی طرح ایمان بھی بہت بلند ہے۔ حدیث شریف میں لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح لے اور ظاہر ہے جس طرح کا موقوف علیہ



ہوگا موقوف کا مرتبہ بھی اسی طرح کا ہوگا۔ لہذا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہر نیکی باقی امت کی ہر نیکی سے کیفیت میں بلند ہے۔ کیفیت میں بلندی کا مطلب کثرت ثواب ہے۔

آپ کی نیکی کی کیفیت اور کثرت ثواب کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ ذکر عنده ابوبکر فقال وددت عملي كله مثل عمله يوماً واحداً من ايامه ليلة واحدة من ليلاته۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا میری تمنا ہے کہ میری زندگی کے تمام اعمال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ہو جائیں۔ یہ ہے ان کی نیکیوں کی کیفیت کا مرتبہ لہذا معلوم یہ ہوا کہ باقی تمام صحابہ کے تمام اعمال کو جمع کیا جائے تو خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتے تو صاف ظاہر ہے کہ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کے تمام اعمال کا ثواب باقیوں کے اعمال سے زیادہ ہے لہذا آپ تمام صحابہ سے خیر اور افضل ہیں۔

**افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ:**

اب ہم اپنے دعویٰ کے قریب پہنچے ہیں ہمارے دو دعویٰ ہیں:

(۱) آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

(۲) دوسرا دعویٰ ضمنی ہے کہ جو شخص افضلیت ابی بکر کا منکر ہے وہ اہل سنت سے

خارج ہے یعنی جو ہمارے دعویٰ کا منکر ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔



اور ضمانت بھی ہو جائے گا۔ مگر ہم واضح کریں گے۔  
اولاً ہم پہلے دعویٰ پر دلائل دیں گے اور پھر دوسرے پر۔

## دلیل اول قرآن سے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَسَيَجْنِبُهَا الْاِتَّقِي الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ يَتْرَكِي وَمَا لَاحِدٌ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى**۔ (سورۃ اللیل) بہت دور رکھا جائے گا اسے (آگ) سے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے وہ اپنا مال دیتا ہے (اللہ کی راہ میں) تاکہ ستھرا ہو جائے، اور اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلا دیا جائے صرف اپنے سب سے بڑے رب کی رضا طلب کرتا ہے اور عنقریب وہ راضی ہو جائیگا۔ آیت کریمہ میں لفظ الاتقی ہے ہمارا محل استدلال یہ ہے۔ اس کا معنی ہے سب سے بڑا پرہیزگار یعنی اسم تفضیل اپنے حقیقی معنی میں ہے۔

یہی ترجمہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کنز الایمان میں فرمایا ہے۔ یہاں لفظ الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تنویر القیاس من تفسیر ابن عباس میں: **الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ. يَعْطِي مَالَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ**۔ وہ جو اپنا مال دیتا ہے یعنی اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے وہ کون ہے مال دینے والا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری یوں رقم طراز ہیں: **عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ**



عن ابیه قال نزلت هذه الایة فی ابی بکر الصدیق۔ ۱۔ وہ اپنی سند سے حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں عامر بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ مالا حد عنده الایة کہ یہ تقویٰ و پرہیزگاری میں نقطہ انتہا کو پہنچنے والا اپنا مال صرف اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرنے والے پر خلق خدا میں سے کسی کا احسان نہیں۔ یہ ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی۔

امام طبری یوں رقم طراز ہیں: مالا حد من خلق اللہ عند هذا الذی یوتی ماله فی سبیل اللہ یتزکی من نعمة تجزی۔ مخلوق خدا میں سے کسی کا ابو بکر پر احسان نہیں ہے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں اکرام سے نوازا۔ فرمایا:

میں تمام لوگوں کے احسان کا بدلہ دے کے جا رہا ہوں ایک ابو بکر ہے جس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن میرا اللہ دیگا۔ سبحان اللہ کیا ظہور عظمت ہوگا وہاں۔

امام ابواللیث سمرقندی حنفی یوں رقم طراز ہیں: وقال مقاتل مر ابو بکر علی بلال وسیده امیة بن خلف بعذبه فاشتراه فاعتقه، فکره ابو قحافة عتقه، فقال لابی بکر اما علمت یعذبه ان مولی القوم من انفسهم فاذا اعتقت فاعتق من له منظره وقوة فنزل وما لاحد عنده من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلی الایة۔ ۱۔ مقاتل نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے مالک امیہ بن خلف پر ہوا



دیکھا کہ حضرت بلال کو عذاب دے رہا ہے تو آپ نے خرید کر حضرت بلال کو آزاد کر دیا۔ تو آپ کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ عتق کو مالی منفعت کے خلاف تصور کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔ لہذا کسی مضبوط قوت والے کو آزاد کرتے جو کام آتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی: مَا لَاحِدٌ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا بِهِ۔ خیال رہے امام ابواللیث سمرقندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ تفسیر جلالین میں یوں مذکور ہے: وَهَذَا نَزْلُ فِي الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا اشْتَرَى بِلَالًا الْمَعْرَبَ عَلَىٰ إِيْمَانِهِ وَعَتَقَهُ۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا جبکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ امام احمد بن محمد الصاوی الماکی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: وَكَانَ أُمِيَّةُ بْنُ خُلْفٍ يَخْرُجُهُ إِذَا أَحْمِيَّتِ الشَّمْسُ فَيَطْرَحُهُ عَلَى ظَهْرِهِ بِطَحَاءِ مَكَّةَ ثُمَّ يَأْمُرُ بِالصَّخْرَةِ الْعَظِيمَةِ فَيُتَوَضَّعُ عَلَى صَدْرِهِ ثُمَّ يَقُولُ لَا تَزَالُ هَكَذَا حَتَّى تَمُوتَ أَوْ تَنْكَرَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ وَهُوَ فِي ذَلِكَ أَحَدًا حَدٍ فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدٌ يَنْجِيكَ يَعْنِي اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا بِيْ بَكَرٍ أَنْ بَلَا لَا يَعْذِبُ فِي اللَّهِ تَعَالَى فَعَرَفَ أَبُو بَكْرٍ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَاخْذَرَ طَلَامَنْ ذَهَبَ وَمَضَى إِلَى أُمِيَّةَ بْنِ خُلْفٍ الْآتَقَ اللَّهُ فِي هَذَا الْمَسْكِينِ قَالَ أَنْتَ أَفْسَدْتَهُ فَانْقَذَهُ



بما تری وفي رواية سعيد بن المسيب بلغني ان امية بن خلف قال  
 لابی بکر فی بلال حین قال له التبیعه قال نعم ابیعه بنسطاس عبد لابی  
 بکر وکان نسطاس صاحب عشرة الاف دينار وغلماں وجوار  
 ومواش وکان مشرکا حملہ ابوبکر علی الاسلام علی ان یکون مالہ  
 لہ فابی فابغضہ ابوبکر فلما قال امیة بن خلف ابیعی بعلامک  
 نسطاس . اعتقه ابوبکر وباعہ بہ۔ ۱

خلاصہ یہ ہے امیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شدید گرمی میں باہر  
 نکالتا اور تپتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور سینہ پر بڑا گرم پتھر رکھواتا پھر کہتا کہ تم  
 اسی طرح عذاب میں رہو گے حتیٰ کہ آپ کی موت آجائے۔ یا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 انکار کر دو اس حالت میں حضرت بلال احد احد کا ورد کرتے تھے دریں اثناء نبی اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ادھر سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکر نہ کر احد یعنی  
 اللہ تعالیٰ تجھے اس عذاب سے نجات دے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت  
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا ابوبکر بلال حبشی کو اللہ کی راہ میں عذاب دیا جا رہا ہے۔  
 رازدار نبوت سمجھ گئے آقا ﷺ کی مراد کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر گئے  
 سونا لیا اور امیہ بن خلف لعین کے پاس آئے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر اس مسکین کے  
 بارے میں اُس نے کہا اگر ہمت ہے تو اس کو چھڑالو آپ نے سونا بطور قیمت دیا اور  
 خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت سعید بن المسيب کی روایت یوں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی



اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ کیا تو بلال کو فروخت کریگا۔ اُس نے کہا ہاں فروخت کروں گا مگر نسطاس جو تمہارا غلام ہے اس کے بدلے میں یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام بڑا مالدار تھا دس ہزار دینار اس کے غلام لونڈیاں مویشی وغیرہ تھے اور یہ مشرک تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اسلام لانے کی ترغیب دی اور فرمایا یہ سارا مال جو تیرے پاس ہے یہ تیرا ہے اگر اسلام قبول کر لے تو اس نے انکار کر دیا جب امیہ بن خلف نے یہ غلام بدلے میں مانگا آپ نے یہ دے دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر آزاد کر دیا۔ سبحان اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلال فکر نہ کر جس کا ورد اَحْذَ اَحْذَ کر رہا ہے وہی تجھے آزاد کر دے گا اور آگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر فرمایا تو معلوم ہوا یہ شان صدیق اکبر ہے کہ ان کا اعتقاد اللہ تعالیٰ کا اعتقاد ہے ان کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ غیر مقلدین کا امام شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں یوں ذکر کرتا ہے: اخرج ابن ابی حاتم عن عروۃ ان ابابکر الصديق رضي الله عنه اعتق سبعة كلهم يعذب في الله. بلال، وعاصم بن فهيرة، والنهدية، وابنها وزيرة وام عيني وام بنی المؤمن وفيه نزلت وسيجذبها الاتقى الى آخر السورة واخرج ابن مردويه عن ابن عباس في قوله وسيجذبها الاتقى، قال هو ابوبکر الصديق۔

ابن ابی حاتم نے عروۃ سے روایت کی بیشک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات افراد کو آزاد کیا ان میں حضرت بلال اور دیگر فلاں فلاں ہیں اور یہ آیت وسيجذبها الاتقى سے لیکر آخر سورۃ تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان



میں نازل ہوئی اور یوں ترجمان القرآن حبرِ ہذہ الامتہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وسیع جنبہا الاتقی میں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ علامہ جلال اللہ زمخشری معزلی اپنی تفسیر کشاف میں یوں ذکر کرتا ہے۔ وقیل هما ابوجہل او امیہ بن خلف و ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ الاشتی سے مراد ابوجہل ہے یا امیہ بن خلف ہے۔ اور وسیع جنبہا الاتقی میں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جامع علوم ظاہرہ و باطنہ امام عبدالکریم القشیری یوں رقم طراز ہیں و نزلت الایۃ فی ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والایۃ عامۃ۔<sup>۱</sup> یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حکم عام ہیں جو آپ کے طریقے پر چلتا آئے گا اس کیلئے بشارت ہے۔

امام محمد بن احمد القرطبی یوں رقم طراز ہیں: الاتقی۔ المتقی، الخائف قال ابن عباس ہوا بوبکر رضی اللہ عنہ کہ الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فروی عطاء والضحاک عن ابن عباس قال عذب المشرکون بلا لا وبلال یقول احدا حد فمر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال احدا ینجیک یعنی اللہ تعالیٰ ثم قال لابی بکر یا ابابکر ان بلا لا یعذب فی اللہ۔ فعرف ابوبکر الذی یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانصر الی منزله فاخذہ طلا من ذهب ومضى بہ الی امیۃ

۱۔ تفسیر القشیری المسمی لللطائف الاشارات



بن خلف فقال له اتبعني بلا لا قال نعم فاشتراه فاعتقه فقال  
المشركون ما اعتقه ابوبكر الاليد كانت عنده فترلت مالا حد عنده  
من نعمة تجزي الا ابتغاء وجه ربه الاعلى ولسوف يرضى وقال سعيد  
بن المسيب بلغني ان امية بن خلف قال لابي بكر حين قال له ابوبكر  
اتبعنيه فقال نعم ابيعه بنطاس عبد لابي بكر صاحب عشرة آلاف  
دينار وغللمان، وجوار ومواشي و كان مشركا حمله ابوبكر على  
الاسلام على ان يكون ماله له فابي فباعه ابوبكر - ۱۔ ان احاديث کا ترجمہ  
ایک مرتبہ تفسیر صاوی کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق  
رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سونا دیکر یا بدلے میں کافر غلام دیکر (علی  
اختلاف الروایۃ) آزاد کر دیا تو مشرکین نے کہا بلال حبشی کا احسان ہوگا ابوبکر  
صدیق رضی اللہ عنہ پر جس کا بدلہ چکانے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو  
خرید کر آزاد کیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بے بنیاد اعتراض کو دفع کرتے ہوئے فرمایا ابوبکر پر  
کسی کا کوئی احسان نہیں صرف میری (اللہ تعالیٰ) رضا کیلئے خرید کر آزاد کیا۔ اور میں  
(اللہ تعالیٰ) بھی عنقریب اتنا دوں گا (ثواب) کہ یہ راضی ہو جائے گا۔

امام علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: والایۃ نزلت  
فی حق ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حین اشترى بلا لارضی اللہ  
تعالیٰ عنہ۔ ۲۔ امام اسماعیل حقی اور امام قرطبی انصاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابو حیان  
تمیمی کے حوالہ سے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کردہ



حدیث ذکر کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: رحمہ اللہ ابوبکر زوجہ جنتی  
 اہل بیتہ و حملتی الی دار الهجرة و اعق ہلا من مالہ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے  
 ابوبکر پر کہ اس نے اپنی جنتی میرے نکاح میں دی اور دارمجرہ کی طرف مجھے اٹھائے  
 لے گیا، اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا۔ انہی بزرگوں نے یہ حدیث بھی روایت کی  
 ہے: و کان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ابوبکر سیدنا  
 و اعق سیدنا یعنی ہلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں  
 انہوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا۔ امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے  
 ہیں: ہو نظیر قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سلمان منا اهل البيت فانظر  
 الی حروف الطوی کیف ادخل الموالی فی الاحراف ولا تعثر بالنسب  
 المجرد فانه خارج عن حد الانصاف۔ یہ نظم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
 فرمان کی سلمان (قاری) حسب اہل البیت کی۔ ہمارے اہل بیت سے ہیں۔ دیکھ  
 شرف تہذیبی کو کس طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نظام کو اشراف (سرداروں)  
 میں داخل فرما رہے ہیں لہذا محض نسب سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ یہ حد انصاف  
 سے باہر ہے۔ امام محمد بن النعمان الطبرانی بغوی رحمۃ اللہ علیہ ہوں رقم طراز ہیں  
 بحسب ابوبکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ فی قول الجميع کہ تمام مفسرین  
 کے نزدیک اس آیت الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ فقیر خاں میں  
 ہوں مرقوم ہے الاتقی الذی ہونی مالہ ہو ابوبکر الصديق رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ فی قول جميع المفسرين کہ الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق ہیں تمام  
 مفسرین کے نزدیک۔



امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:  
فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ آیات مبارکہ شان ابو بکر  
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نازل ہوئی ہیں۔

امام ناصر الدین عبد اللہ القاضی البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:  
والایات نزلت فی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین اشتری بلا لا۔  
وسبجنبھا الاتقی سے لیکر آخر سورۃ تک یہ آیات مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ امام علامہ شہاب الدین احمد بن محمد الخفاجی  
رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ علی البیضاوی میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ وسبجنبھا الاتقی  
الی آخرہ سورۃ نزل فی حق ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کما فی  
الاحادیث الصحیحۃ السند عن ابن عباس سید المفسرین حتی قال  
بعض المفسرین انه مجمع علیہ وان زعم بعض الشیعہ انها نزلت فی  
علی رضی اللہ تعالیٰ وخصوص السبب لدینا فی عموم الحکم۔ یہ  
آیات مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ سید  
المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے احادیث صحیحہ مروی ہیں کہ ان  
آیات سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں بلکہ بعض مفسرین نے فرمایا  
مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیات حضرت صدیق اکبر کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔  
بعض شیعہ کا گمان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی حالانکہ  
ہمارے (اہلسنت) کے نزدیک خصوص سبب عموم الحکم میں ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر یوں لکھتے ہیں: وقد ذکر غیر واحد من



المفسرین ان هذه الايات نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ  
 حتی ان بعضهم حکى اجماع المفسرین علی ذالک - ۱۔ متعدد مفسرین  
 نے ذکر فرمایا کہ یہ آیات مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل  
 ہوئی ہیں اور اس پر اجماع ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:  
 لاتفاق المفسرین علی ان الآیة نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ  
 عنہ فالغرض منه توصیف الصدیق بكونه اتقى الناس اجمعین غیر  
 الانبیاء وانما خصصنا بغير الانبیاء لدلالة العقل والاجماع  
 والنصوص - ۲۔ مفسرین کا اتفاق و اجماع ہے اس پر وسیع جنبھا الاتقی الذی  
 سے لیکر آخر تک آیات کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی  
 ہیں اور مقصود اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توصیف کرنی ہے کہ آپ  
 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل اور بڑے متقی پرہیزگار  
 ہیں۔ غیر انبیاء کی تخصیص دلالتہ القعل، اجماع امت اور نصوص داردہ سے ہے۔

قارئین کرام: آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ متعدد مفسرین نے ذکر فرمایا ہے  
 کہ اس پر اجماع ہے مفسرین کا کہ وسیع جنبھا الاتقی الآیة حضرت صدیق اکبر  
 رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی  
 سرہندی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں یوں رقم طراز ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ بحکم نص قرآنی اتقائے ایں امت است زیرا کہ اجماع مفسرین است در شان  
 حضرت صدیق نازل است رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مراد از اتقی اوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳



حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس امت کا سب سے بڑا متقی، پرہیزگار ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کے دور کے تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت کریمہ **وَسَيَجْنِبُهَا الْاِتَّقِي** حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقی (سب سے بڑا پرہیزگار) سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

### افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

یہاں تک یہ بات واضح اور اظہر من الشمس ہو گئی کہ آیت مبارکہ **وَسَيَجْنِبُهَا الْاِتَّقِي** اتقی کا مصداق اول اور حقیقی صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں یہ بات متعدد تفاسیر اور اکابرین امت کی تصریحات سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اتقی ہونے میں نص ہے لہذا آپ اتقی حقیقی ہیں باقی ساری امت میں اتقی ہونا اضافی طور پر پایا جاتا ہے۔  
پہلی دلیل:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے **افضل البشر بعد الانبیاء** ہونے پر یہ آیت کریمہ (لفظ اتقی) ہے۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ہمارا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء مطلقاً ہیں۔

قبل ازیں کہ دعویٰ پر لفظ اتقی سے (جو آیت میں مذکور ہے) استدلال کریں ایک تمہید ہے۔ وہ یہ کہ افضلیت کا معنی ہے کثرت ثواب، جو افضل ہوتا ہے اس میں



کثرتِ ثواب پایا جاتا ہے۔ لہذا مدارِ فضیلت کثرتِ ثواب ہو انہ کہ کثرتِ فضائل و اعمال، اور کسی کی نیکی اور عملِ خیر کے ثواب کی قلت اور کثرت کا تعین صرف شارع کر سکتا ہے اور شارع اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ہیں۔ لہذا کثرت کا علم، اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے بغیر ناممکن ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مقررِ علم است کہ افضلیت باعتبار کثرتِ ثواب نزد خدائے جل و علا ایجا مراد است نہ افضلیت کہ بمعنی کثرتِ ظہور فضائل و مناقب بود کہ نزد عقلاء اعتبار دارد زیرا کہ سلف از صحابہ و تابعین آں قدر فضائل و مناقب کہ از حضرت امیر نقل کردہ اند از ہیچ صحابی منقول نشدہ است حتی کہ قال الامام احمد ما جاء لاحد من الصحابة من الفضائل ما جاء لعلی رضی اللہ عنہم مع ذالک ہم ایشاں حکم کردہ اند با فضیلت خلفاء ثلاثہ پس معلوم شد کہ وجہ افضلیت دیگر است وراء ایں فضائل و مناقب و اطلاع بر آں افضلیت مشاہداں دولت و حی را میسر است کہ بصریح بقرائن نمودہ باشند و آں صحابہ پیغمبرند علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

علماء کے نزدیک اس جگہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے نہ وہ افضلیت جو بمعنی ظہور فضائل و مناقب ہے تا کہ عقلا کے نزدیک اعتبار رکھے۔ کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین سے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ الکریم کے جس قدر فضائل و مناقب منقول ہیں۔ اس قدر کسی صحابی کے نہیں ہیں یہاں تک کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین کے فضائل بیان ہوئے ہیں اتنے کسی صحابی کے



نہیں ہوئے باوجود یکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خلفاء ثلاثہ کی افضلیت کا حکم کیا ہے۔ معلوم ہوا افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اور اس وجہ افضلیت پر اطلاع انہی نفوس قدسیہ کو ہو سکتی ہے جن کو وحی الہی کا مشاہدہ حاصل تھا۔ صراحتہ یا قرائن سے ہوا اور وہ نفوس قدسیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔

لہذا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ جس کی افضلیت بیان کریں گے اُسی کو افضل مانا جائے گا۔ امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں: وَلَكِنِّهْمَا أَكْثَرُ ثَوَابًا وَأَعْظَمُ نَفْعًا لِلْمُسْلِمِينَ وَالْإِسْلَامِ وَآخِشِي وَاتَّقِي مِمَّنْ عَدَاهُمَا مِنْ أَوْلَادِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلًا عَنْ غَيْرِهِمَا۔ یہ دونوں شیخین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ثواب کے لحاظ سے اکثر ہیں مسلمانوں اور اسلام کے نفع کے لحاظ سے اعظم ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے زیادہ اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک سے تقویٰ و پرہیزگاری میں زیادہ ہیں چہ جائیکہ دوسرے حضرات۔

امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: ذَكَرَ الْمُحَقِّقُونَ أَنَّ فَضِيلَتَهُ الْمُبْحُوثَةَ عَنْهَا فِي الْكَلَامِ هِيَ كَثْرَةُ الثَّوَابِ أَيْ أَعْظَمُ الْجَزَاءِ عَلَى أَعْمَالِ الْخَيْرِ لِأَشْرَفِ النَّسَبِ وَالْإِلْزَمِ أَنْ يَكُونَ وَلَدَ النَّبِيِّ الْفَضْلُ مِنَ النَّبِيِّ الَّذِي لَيْسَ أَبُوهُ نَبِيًّا وَلَا كَثْرَةُ الطَّاعَاتِ الظَّاهِرَةِ لِأَنَّ الثَّوَابَ لَيْسَ عَلَى مَقْدَارِهَا لِأَنَّ انْفِاقَ أَحَدٍ



عناجل احد ذهباً لا يبلغ مدالصحابة ولا نصيفهم كما في الحديث الصحيح والسرفى ذالك ان اصل الخير هو الاخلاص فى العمل وصحة الحق سبحانه تعالى ودوام الحضور معه وهى امور باطنة ولذا قال بكر بن عبدالله المزنى ما فضلكم ابوبكر بصوم و صلوة ولكن بشيء فى قلبه انتهى فلا يحفى ان كثرة الثواب لا تعلم الا باخبار الشارع ولا مدخل فيها للعقل والمناقب الظاهرة - محققين نے ذکر کیا ہے کہ علم کلام میں جس افضلیت سے بحث کی جاتی ہے وہ کثرت ثواب ہے یعنی اعمال خیر پر بڑی جزاء ہے۔

جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ راز اس میں یہ ہے کہ اصل خیر وہ اخلاص فی العمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور یہ امور باطنی ہیں یہی وجہ ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک (اخلاص اور اللہ رسول کی محبت) ہے جس کی بنا پر پوری امت پر فضیلت پا گئے۔ یہ اخلاص و محبت کا علم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ تعلیم براہ راست صحابہ کرام کو دی گئی لہذا جسے وہ افضل بتائیں گے وہی ہوگا۔

صحابہ کے بتائے بغیر افضلیت کا علم نہیں آ سکتا۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: وقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بترتب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی و مراد از افضلیت کثرت ثواب ست عند اللہ تعالیٰ ۱۔



خلفاء اربعہ کی افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق ہیں پھر حضرت عثمان ذی النورین ہیں پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب اعمال خیر اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **الافضلیت فی کثرت الثواب وقرب رب الارباب**۔ افضلیت کا معنی کثرت ثواب اور رب الارباب کا قرب۔ بایں معنی حضرت صدیق اکبر پوری امت محمد علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔ یہ افضلیت علی الاطلاق ہے لہذا اس افضلیت کا منکر اہل سنت و جماعت سے خارج ہے نہ کہ شرف نسب کا اعتبار ہے (افضلیت میں) ورنہ لازم آئے گا نبی کا بچہ اُس نبی سے افضل ہو جائے جس کا باپ نبی نہیں ہے۔ (نبی سے غیر نبی کسی لحاظ سے بھی افضل نہیں ہو سکتا۔ کلی فضیلت تو ایک طرف رہی غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی جزوی فضیلت مانے تو یہ کفر ہے۔ بعض مقررین ایسے ہیں جو اہل بیت کی جزوی فضیلت کو بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون ہیں اور پھر تقریروں میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کی بنا پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دیتے ہیں جو کہ صراحتہ کفر ہے۔ اور نہ کثرت طاعات کا لحاظ ہے کیونکہ ثواب مقدار کے مطابق نہیں ہوتا۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا فی سبیل اللہ خرچ کرے تو صحابہ کرام کی مٹھی بھر جو یا اس آدھے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔



لہذا بعد والے لوگ کسی کو افضل و مفضل نہیں قرار دے سکتے کثرت ثواب کے لحاظ سے اور جس کو صحابہ کرام افضل قرار دے دیں کسی کو حق حاصل نہیں کہ اُسے مفضل اور دوسرے کو اس سے افضل قرار دے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت

دینا۔

برطانیہ میں بعض بڑے وجہہ مقررین کو دیکھنے اور سننے میں آیا اور ریکارڈ موجود ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کی بنا پر اور اہل بیت کرام کو خون رسول اللہ ﷺ کی بنا پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دیتے ہیں۔

جو کہ صریح کفر ہے۔ سید السادات امام علامہ سید محمود الوسی حنفی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ! یوں رقم طراز ہیں: فان اعتقاد الفضلیت ولی من الاولیاء علی نبی من الانبیاء کفر عظیم وضلال بعید، ولو ساغ تفضیل ولی علی نبی لفضل الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی احد من الانبیاء لانه ارفع الاولیاء قدرا کما ذهب الیہ اهل السنة ونص علیہ الشیخ قدس سرہ العزیز فی کتاب التریۃ ایضا مع انه لم یفضل کذا لک بل فضل علی من عداہم کما نطق بہ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبین الفضل من ابی بکر الصدیق فمتی لم یفضل الصدیق وهو الذی وقر فی صدرہ ما وقر ونال من الکمال ما لا یحصر فکیف یفضل غیرہ؟

وفضل کثیر من الشیعۃ علیا کرم اللہ وجہہ الکریم وکذا



اولادہ الائمة الطاہرین رضی اللہ عنہم اجمعین علی کثیر من الانبیاء  
والمرسلین من اولی العزم وغیرہم ولا مستندہم فی ذالک الاخبار  
کاذبہ وافکار غیر صائبۃ ۔

بیشک کسی ولی کی کسی نبی پر فضیلت کا اعتقاد رکھنا بڑا کفر اور کھلی گمراہی ہے۔  
اگر کسی امتی ولی کی کسی نبی پر فضیلت کی گنجائش ہوتی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
کو کسی نبی پر فضیلت دی جاتی کیونکہ اولیاء امت میں سے سب سے بلند قدر اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے اور  
کتاب القربہ میں شیخ (ابن عربی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے نص کی ہے کہ حضرت صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اولیاء میں سب سے بلند ہیں انکو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ  
والسلام کے علاوہ پر افضل مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث پاک ناطق ہے کہ انبیاء  
کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی ایسے شخص پر نہ سورج طلوع ہوتا ہے نہ غروب  
ہوتا ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

### بعض سادات کی توجہ:

مذکور بالا اپنے دور کا عظیم مفسر سید محمود الوسی بغدادی سادات کرام میں سے  
ہیں وہ ایسے صاف اور بہترین عقیدہ کی تقریر فرما رہے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں میں  
فاطمی شہزادہ ہوں اور اتنا بڑا مفسر ہوں مگر ان کو یہ بھی معلوم ہے شرف نسب اور ہے اور  
افضلیت (کثرت ثواب) اور ہے۔ لہذا حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہوئے  
یہ تقریر فرمائی ہے۔ وہ سادات جو اہل سنت کی صفوں میں بھی ہیں اور حضرت علی رضی



اللہ عنہ کی افضلیت علی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا اہل بیت اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی جزوی فضیلت کے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر کے قائل ہیں وہ حضرت سید السادات سید محمود الوسی حنفی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں اور اس عقیدہ کفریہ سے توبہ کریں۔ اور عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے سے باز آئیں۔

**الاتقی سے استدلال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر:**

ہم یہاں تک متعدد تفاسیر اور اکابرین امت کی تصریحات سے واضح کر چکے ہیں کہ آیت مبارکہ میں الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور متعدد مفسرین اور اکابرین نے اس پر اجماع کا قول کیا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ الباری یوں رقم طراز ہیں: اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ ہم اہلسنت تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس مقام پر الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: واعلم ان الشيعة باسرههم ينكرون هذه الرواية ويقولون انها نزلت في حق علي ابن ابي طالب رضي الله عنه والدليل عليه قوله تعالى ويوتون الزكوة وهم راكعون المائده فقوله الاتقى الذي يوتى ماله يتزكى اشارة الى مافي الآية من قوله يوتون الزكوة وهم راكعون لما ذكر ذالك بعضهم في محضري قلت اقيم الدلالة العقلية على ان المراد من هذه الاية ابوبكر رضي الله عنه وتقريرها ان المراد من هذا الاتقى هو افضل الخلق فاذا كان كذا

۱۔ تفسیر کبیر



وجب ان يكون المراد هو ابوبكر فهاتان المقدمتان متى صحتا صح  
 المقصود انما قلنا ان المراد من هذا الاتقى افضل الخلق لقوله تعالى  
 ان اكرمكم عند الله اتقاكم والاكرم هو الافضل فدل على ان كل من  
 اتقى وجب ان يكون افضل. فتقدير الآية كانه وقعت الشبهة في ان  
 الاكرم عند الله من هو؟ ف قيل هو الاتقى فاذا كان كذلك كان  
 التقدير اتقاكم اكرمكم عند الله فثبت ان الاتقى المذكور ههنا لا بد  
 ان يكون افضل الخلق عند الله فنقول لا بد وان يكون المراد به ابا بكر  
 رضى الله تعالى عنه لان الامة مجتمعة على ان افضل الخلق بعد  
 رسول الله ﷺ اما ابوبكر او على ولا يمكن حمل هذه الآية على  
 على ابن طالب رضى الله تعالى عنه. فتعين حملها على ابي بكر رضى  
 الله تعالى عنه وانما قلنا لا يمكن حملها على على ابن ابي طالب  
 رضى الله تعالى عنه لانه قال في صفة هذا الاتقى ومالا حد عنده من  
 نعمة تجزى. وهذا الوصف لا يصدق على على ابن ابي طالب لانه  
 كان في تربية النبي ﷺ لانه اخذه من ابيه وكان يطعمه ويسقيه  
 ويكسوه ويربيه وكان الرسول منعماً عليه نعمة يجب جزائها، اما  
 ابوبكر فلم يكن للنبي عليه الصلوة والسلام عليه نعمة دنيوية بل  
 ابوبكر كان بنفق على الرسول عليه الصلوة والسلام بل كان للرسول  
 ﷺ نعمة الهداية والارشاد الى الدين انها لا تجزى لقوله تعالى  
 ما اسئلكم عليه اجرا سورة حم عسق والمذكور ههنا ليس مطلق



النعمۃ بل نعمۃ تجزیٰ فعلمنا ان هذه الایۃ لاتصلح لعلی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ واذا ثبت ان المراد بهذا الایۃ من كان افضل الخلق وثبت ان ذالک الافضل من الامة اما ابوبکر او علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وثبت ان الایۃ غیر صالح لعلی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم تعین حملها علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وثبت دلالة الایۃ ایضاً علی ان ابابکر افضل الامة۔

جان تو کہ شیعہ تمام ایسی روایات کا انکار کرتے ہیں جو اس آیت کریمہ کے نزول کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں تعین کرتی ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ویؤتون الزکوۃ وهم راکعون۔ (جو المائدہ میں ہے) لہذا قول اللہ تعالیٰ ہے الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اشارہ ہے اس چیز کی طرف جو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے قول ویؤتون الزکوۃ وهم راکعون میں (امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ) میں کہتا ہوں دلالت عقلیہ قائم ہے اس پر کہ اس آیت کریمہ میں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ تقریر دلالت عقلیہ یہ ہے کہ اتقی سے مراد افضل الخلق ہے۔

ایک مقدمہ۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جب اس طرح ہے تو ضروری ہوا کہ اس کی مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ (مطلب یہ ہوا اتقی افضل الخلق ہے اور افضل الخلق ابوبکر صدیق ہیں لہذا نتیجہ آیا اتقی لمة ابوبکر صدیق ہیں) جب یہ



دونوں مقدمہ صحیح ہوئے تو مقصود صحیح ہوا۔ باقی اتقی سے مراد افضل المخلوق ہے (یعنی پہلے مقدمے کی دلیل) وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ تم میں سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تم میں پرہیزگار ہے) اور اکرم وہی افضل ہے۔ پس دلالت اس پر ہوئی جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے ضروری ہے وہی سب سے افضل ہو۔ تقدیر آیت یہ ہوئی گویا کہ شبہ اس میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کون ہے جواب دیا گیا جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ جب اس طرح ہوا ہوگی تقریر اتقی کم اکرمکم عند اللہ پس ثابت ہوا کہ اتقی مذکور اس جگہ ضروری ہے کہ افضل المخلوق ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ہم کہتے ہیں ضروری ہے اتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ امت کا اجماع اس پر ہے کہ امت میں افضل المخلوق بعد الانبیاء کون ہے۔ آیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

### ایک شبہ کا ازالہ:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے مراد اہل سنت اور اہل تشیع ہیں ان کے درمیان اختلاف کی صورت پر اجتماع ہے نہ یہ کہ اہل سنت کے درمیان اختلافی صورت ہے۔

لہذا متعین ہو گیا کہ اس کا محمل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور جزی نیست ہم کہتے ہیں اس آیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس اتقی کی صفت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما لاحد عنده من نعمة تجزى کہ وہ اتقی وہ ہے جس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ اور یہ وصف حضرت علی



رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سچی نہیں آتی کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی تربیت میں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ان کے باپ (ابوطالب) سے لے لیا تھا۔ کھانا، پینا، لباس، تربیت سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذمہ لے رکھی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے (دنوی طور پر بھی) ایسے منعم قرار پائے کہ آپ ﷺ کے انعام کا بدلہ ان پر واجب ہے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ایسی دنیوی نعمت نہیں بلکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر مال خرچ کرتے رہے۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ کیلئے نعمت ہدایتہ وارشاد الی الدین ہے لیکن اس کا بدلہ دیا نہیں جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول کی بنا پر ما اسئلکم علیہ اجرا میں عطائے دین پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ اور اس جگہ ذکر مطلق نعمت کا نہیں بلکہ ایسی نعمت کا ذکر ہے جس کا بدلہ دیا جاسکتا ہو۔

پس ہمیں یقین ہو گیا اس آیت کریمہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

اور جب ثابت ہو گیا اس آیت سے مراد وہ شخص ہے جو افضل المخلوق ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے افضل الامتہ ابوبکر ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہما اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حمل کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ لہذا اس آیت کا حمل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر متعین ہو گیا لہذا آیت کی دلالت بھی اس پر ہوگی کہ ساری امت سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک وضاحت:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتقی کے مخصص کی تقریر فرمائی ہے وہ



ظاہر کے اعتبار سے کہ بدلا دیا جاتا ہے۔ ورنہ تمام کی تمام نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے میرے ساتھ نیکی اور احسان کیا اس کا بدلہ میں دنیا میں دے کر جا رہا ہوں مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وہ احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت کو میرا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام رازی کا استدلال یوں ذکر فرمایا:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ایسا بہترین استدلال ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی بایں کریمہ استدلال بر افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمودہ است زیرا کہ بحکم کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقی کم گرامی ترین این امت کہ مخاطب است نزد خدا جل و علا اتقائے این امت است و چوں حضرت صدیق بحکم نص سابق اتقائے این امت است باید کہ گرامی ترین این امت نیز نزد حق جل و علا بحکم نص لاحق او باشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقی کم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر استدلال کیا ہے کیونکہ آیت کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقی کم کے حکم کے ساتھ سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا مخاطب ہے اور



وہ ہے اس امت کا سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق نص کے حکم کے ساتھ اس امت کے سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں تو پھر چاہیے کہ جو نص لاحق ہے (الذی یوتی مالہ یتزکی و مالا حد الایة) معزز ترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی وہی ذات مراد ہو (یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام بن حجر مہتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں

اما الآیات فالاولی قوله تعالیٰ و سیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی و مالا حد عنده من نعمته تجزی الا ابتغاء و حبه ربہ الاعلیٰ و لسوف یرضیٰ فیہا التصریح بانہ اتقی من سائر الامۃ و الاتقی ہوا لا کرم عند اللہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ ان اکرمکم عبد اللہ اتقی کم و الا کرم عند اللہ ہوا لا فضل فتنج انہ افضل من بقیۃ الامۃ۔ فلا یمکن حملہ علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلا فالما افتراہ بعض الجہلۃ لان قوله تعالیٰ مالا حد عنده من نعمۃ تجزی بصرفہ عن حملہ علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رباه فلہ علیہ نعمۃ ای نعمۃ تجزی و اذا خرج علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعین ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ للاجماع علی ان ذالک الاتقی ہوا اَحَدُہما لا غیر۔ آیات قرآنی میں پہلی آیت بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان و سیجنبھا الایۃ ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ اس ساری امت میں سے جو کہ اللہ تعالیٰ کا مخاطب ہے سب سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی ہے جو کہ سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے تم سب میں سے اللہ تعالیٰ



کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا ہو وہی افضل ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام امت میں سے سب زیادہ افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ لہذا اس آیت کریمہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں ہے ہاں ان جاہلوں نے اختلاف کیا ہے جنہوں نے (افضلیت والا) افتراء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر باندھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مالا حد عندہ من نعمۃ تجزی اس آیت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حمل کرنے سے پھیرتا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت فرمائی ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک نعمت ہے جسکا بدلا (جزا) دیا جانا ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے حکم سے خارج ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مراد ہونا متعین ہو گیا۔ کیوں اس پر اجماع ہے کہ دونوں ابوبکر، یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک اتقی ہے نہ غیر۔

### ایک وضاحت

خیال رہے صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتقی سے مراد شان نزول اور بعد والی تخصیصات کی وجہ سے لیا جا رہا ہے اور اتقی حقیقی ہیں امت میں۔ باقی العیاذ باللہ تعالیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اتقی کلی کی نفی نہیں۔ آپ اتقی کلی کے فرد ہیں فرق کی دو تقریریں ہیں آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بالاتفاق اتقی اضافی ہیں۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت علی الاختلاف بین اہل السنتہ والجماعۃ لیکن خلفاء ثلاثہ کے بعد



آپ ساری امت سے زیادہ متقی پرہیزگار ہیں اور یہ اتنی حقیقی ہے۔

دوسری تقریر یہ ہے اتنی کلی مشکک ہے اسود ابیض کی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشد واقوی طور پر پچی آرہی ہے باقیوں پر اضعف طور پر اور حلفاء ثلاثہ کو چھوڑ کر باقی امت کے لحاظ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشد واقوی طور پر پچی آرہی ہے۔ مگر جزی حقیقی کے طور پر اس آیت کریمہ میں صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصداق ہیں لہذا آیت مذکورہ سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ انبیاء کرام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی ساری امت سے مطلق افضل ہیں (بمعنی کثرت ثواب)

دوسری آیت کریمہ

و لا یاتل الوال فضل منکم والسعۃ ان یوء تو اولی القربی  
والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ والیعیفوا والیصفحو الا  
تجبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ سورۃ النور۔ اور نہ قسم کھائیں وہ  
جو تم میں فضیلت اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ  
میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا  
تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش کرے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا  
مہربان ہے۔ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل  
ہوئی۔ امام سید محمود الوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ان الایۃ نزلت  
علی الصیحح بسبب حلف ابی بکر ان لا ینفق علی مسطح و هو  
متصف کما سمعت، ۱۔ نزول آیت کا سبب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی

۱۔ تفسیر روح المعانی



اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خرچ نہیں کریں گے (آیت میں جتنی صفات مذکورہ ہیں وہ ساری حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود تھی وہ قریبی بھی تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور مسکین بھی تھے۔ اور مہاجر بھی تھے۔ اور بدری صحابی تھے) وجہ یہ تھی جن لوگوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عقیقہ بنت صدیق محبوبہ محبوب رب العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بہتان لگایا تھا انہوں نے ان میں حصہ لیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے حصہ لینے کا بڑا رنج ہوا تھا تو آپ نے قسم کھائی کہ آئندہ میں مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خرچ نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کو بیان فرمایا۔

امام علامہ سید محمود الوسی بعدادی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

واستدل بها على فضل الصديق رضي الله تعالى عنه لانه داخل في اولي الفضل قطعاً لانه وحده اومع جماعته سبب النزول۔ اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر کیونکہ وہ اولی الفضل میں قطعی اور یقینی طور پر داخل ہیں کیونکہ سبب نزول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی جمیع الصحابہ آیت مذکورہ سے امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں۔ اجمع المفسرون على ان المراد من قوله تعالى اولي الفضل، ابوبكر رضي



اللہ تعالیٰ عنہ وھذہ الآیۃ تدل علی انہ اللہ تعالیٰ عنہ کان الفضل  
الناس بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لان الفضل المذكور فی  
ھذہ الآیۃ اضافی الدنیا واما فی الدین الاول باطل لانہ تعالیٰ ذکرہ فی  
معرض المدح لہ والمدح من اللہ تعالیٰ بالدنیا غیر جائز ولانہ لو کان  
کذالک لکان قولہ والسعة تکریرا لتعین ان یکون المراد منہ الفضل  
فی الدین فلو کان غیرہ مساویا لہ فی الدرجات فی الدین لم یکن ہو  
صاحب الفضل لان المساوی لا یکون فاضلا فلما البت اللہ تعالیٰ لہ  
الفضل مطلقا غیر مفید بشخص دون شخص وجب ان یکون الفضل  
الخلق۔ ۱۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول واولی الفضل سے مراد  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے اس  
بات پر کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام لوگوں سے  
افضل ہیں۔ کیونکہ جو فضل آیت میں ذکر کیا گیا ہے دو حال سے خالی نہیں یا فضل فی  
الدنیا ہے یا فضل فی الدین اور پہلا تو باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مقام مدح میں  
فضل کو ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدح بالدنیا جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے  
کہ اگر فضل سے مراد فضل فی الدین لیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول (والسعة) میں  
تکرار لازم آئے گا اور یہ قانون ہے التامیس اولی من التاکید۔ لہذا متعین ہو  
کیا کہ فضل سے مراد فضل فی الدین ہے۔ اگر دینی درجات میں غیر ابی بکر صدیق رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ ان کے برابر ہو جائے تو پھر وہ صاحب فضل نہ ہوں گے کیونکہ مساوی



فاضل نہیں ہوتا پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مطلق فضل ثابت کیا جس میں شخص دون شخص کی قید نہیں تو پھر ضروری ہوا کہ وہ مطلق فضل والا افضل المخلوق ہو (اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں)۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی مقام پر تھوڑا آگے یوں ارشاد فرماتے ہیں کل من طالع کتب التفاسیر و الاحادیث علم ان اختصاص هذه الآية بابی بکربالغ حد التواتر فلو جاز منعه لجاز منع کل متواتر۔ جس شخص نے کتب تفاسیر اور احادیث کا مطالعہ کیا ہے اُسے علم ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کا اختصاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ تو اگر اس تواتر کا انکار کرنا جائز ہے تو پھر ہر متواتر کا انکار کرنا جائز ہوگا۔ (جبکہ تالی باطل ہے لہذا مقدم متواتر (اختصاص کا انکار) باطل ہوا)۔

امام فرماتے ہیں: وايضاً فهذه الآية دالة على ان المراد منها الفضل الناس واجمعت الامة على ان الفضل اما ابوبکر او على فاذا بينا انه ليس المراد عليا تعينت الآية بابی بکر۔ اور یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو افضل الناس ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ افضل یا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آیت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (شان نزول کے اعتبار سے) مراد نہیں۔ لہذا متعین ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ (تو پھر نتیجہ یہ نکلا کہ افضل الناس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں)



## ایک شبہ کا ازالہ

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس جملہ (اجمعت الامتہ) سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ امت سے مراد فقط اہل سنت ہیں اور اہل سنت کے درمیان افضلیت مختلف فیہ بین ابی بکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بلکہ یہاں لفظ امت دونوں (اہل سنت اور گروہ شیعہ) کو شامل ہے۔ یعنی اس بات میں دونوں کا اتفاق ہے کہ افضل الناس ان دو بزرگوں (ابو بکر صدیق و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) میں سے ایک ہے اب رہا یہ سوال کہ وہ ایک جو افضل الخلق بعد الانبیاء ہے وہ کون ہے تو اس میں اہل سنت اور شیعہ کا اختلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الناس ہیں مطلقاً۔ لہذا امام رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ افضلیت کا اختلاف بین اہل السنۃ نہیں بلکہ اہل سنت اور شیعہ کے درمیان ہے۔ اس اختلاف کو ابھی اپنے مقام پر واضح کیا جائے گا۔ اور اکابرین کی تصدیقات پیش کی جائیں گی۔ موضوع کی تنگی کی وجہ سے مزید آیات نہیں لائی جاتیں۔

## افضلیت پر احادیث سے استدلال

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح البخاری ہے جسکو امیر المومنین فی الحدیث عالم ربانی واصل باللہ عارف باللہ فانی فی اللہ باقی باللہ حجۃ اللہ محسن امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جن کی قبر سے چالیس سال تک کستوری کی خوشبو آتی رہی۔ بحوالہ حافظ دراز رحمۃ



اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں مستقل افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے۔

باب: فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام اہل سنت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھ کر ہی اہل سنت و جماعت کا مسلک واضح فرمادیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

بعدیۃ سے مراد بعدیت رتبہ ہے یا بعد زمانہ ہے؟

امام بدرالدین عینی حنفی اور امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بعدیت سے مراد بعدیت رتبہ ہے۔ لیس المراد البعدیۃ الزمانیۃ لان فضل ابی بکر کان ثابتاً فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعدیۃ زمانہ مراد نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نبی اکرم ﷺ کی حیات (ظاہرہ) میں ثابت تھی، ای نی رتبہ الفضل و لیس المراد البعدیۃ الزمانیۃ فان فضل ابی بکر کان ثابتاً فی حیاتہ ﷺ کما دل علیہ حدیث الباب ۲ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ فضیلت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد ہیں۔ بعدیۃ زمانہ مراد نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نبی اکرم ﷺ کی حیات (ظاہرہ) میں ثابت تھی۔

لیکن امام احمد بن محمد قسطلانی شافعی شارح بخاری فرماتے ہیں بعدیۃ سے مراد بعدیۃ زمانہ ہے۔ باب فضل ابی بکر بعد (فضل) النبی ﷺ



والمراد بالبعدیة هنا الزمانیة اما البعدیة فی الرتبة فیقال فیها الافضل بعد الانبیاء ابو بکرؓ، یعنی نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کے بعد ابو بکر صدیق کی فضیلت ہے اور بعدیۃ سے مراد اس جگہ (باب فضل میں) بعدیۃ زمانیہ ہے۔ باقی بعدیۃ فی الرتبة تو اس کو یوں ذکر کیا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔

امام بدرالدین عینی اور امام ابن حجر عسقلانی کی مراد اور امام ابن حجر قسطلانی کی مراد کے درمیان نزاع لفظی ہے کیونکہ ان دونوں بزرگوں کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت صحابہ کرام سے ثابت نہ ہوئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل نہ ہوئے تو وہم فاسد کا رد فرما دیا۔ لہذا بعدیۃ زمانی مراد نہیں کیونکہ آپ کی فضیلت صحابہ کرام پر آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں ہی ثابت تھی لہذا تمام صحابہ کرام پر آپ کی افضلیت ثابت ہے۔ لیکن امام ابن حجر قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کے بعد امت میں سب سے زیادہ فضیلت والے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ تاکہ بعدیۃ رتبی لینے سے کسی کو باقی انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت کا وہم فاسد نہ ہو۔ تو ان کی تقریر سے جب ساری امت سے افضل ہوئے (جیسا کہ خود آگے اسی مقام پر ذکر فرماتے ہیں۔ وقد اطبق السلف علی انه افضل الامتہ اس پر سلف کا اتفاق ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں) تو پھر افضل الخلق بعد الانبیاء ہوئے۔ تو ان دو بزرگوں (امام ابن حجر عسقلانی و امام بدرالدین عینی) کی تقریر سے



بھی یہی مطلب نکلا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہوئے۔ لہذا انبیاء کرام پر فضیلت کا وہم بھی نہ رہا اور کوئی صحابی آپ کی افضلیت سے باہر بھی نہ رہا سوء فہم باقلت تدبر کا ازالہ۔

باقی انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر حضرت صدیق اکبر یا کسی بھی فرد امت یا اہل بیت کو جزوی فضیلت دینا اہل سنت کے نزدیک کفر ہے ہم پہلے امام سید السادات سید محمود الوسی بغدادی فاطمی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا فاضل ہونا بدیہی اور ضروریات دین میں سے ہے۔

**افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امم سابقہ پر:**

باقی ان دو بزرگوں کی تقریر سے کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ سابق امتوں پر فضیلت کیسے ثابت ہوئی تو عرض یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت سے آپ افضل ہیں تو آپ کی امت پہلی تمام امتوں سے افضل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ کنتم خیر امت تم (اے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) تمام امتوں سے افضل ہو، لہذا آپ باقی تمام امتوں سے بالطریق الاولیٰ افضل ہوئے کیونکہ افضل کا افضل، افضل ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ پر تین بزرگ شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہی ہے کہ افضل الخلق بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔



افضلیت پر حدیث اول ہم سب سے پہلے بخاری شریف کی حدیث ذکر کرتے ہیں۔

حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله حدثنا سليمان عن يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنه قال كنا نخير بين الناس في زمن النبي ﷺ فنخير ابا بكر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا انہوں نے ہم لوگوں کے درمیان خیریت (مرتبہ و فضیلت) بیان کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ (ظاہرہ) میں پس ہم خیر جانتے اور مانتے تھے۔ ابوبکر کو، پھر حضرت عمر بن خطاب کو پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو

امام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں قولہ نخیر ای کنا نقول فلان خیر من فلان فلان خیر من فلان فی زمن النبی ﷺ وبعده کنا نقول ابوبکر خیر الناس ثم عمر۔ ثم عثمان وفي رواية عبدالله بن عمر عن نافع الآتية في مناقب عثمان لانعدل بابي كبرای نجعل له مثلاً وفي رواية الترمذی کنا نقول ورسول الله حي ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان وقال حديث صحيح غريب. ورواه الطبرانی بلفظ کنا نقول ورسول الله ﷺ حي افضل هذه الامة ابوبکر وعمر، وعثمان يسمع ذلك رسول الله ﷺ فلا ينكره وعلى هذا اهل السنة والجماعة۔

۱۔ عمدۃ القاری شرح بخاری



ہم کہا کرتے تھے فلاں فلاں سے افضل ہے فلاں فلاں سے افضل حالانکہ نبی اکرم ﷺ حیات ظاہرہ سے ہم میں موجود تھے اس کے بعد ہم کہتے تھے تم لوگوں سے ابوبکر افضل ہیں۔ پھر عمر، پھر عثمان اور ایک روایت حضرت نافع کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مناقب عثمان ذوالنورین میں ہے کہ ہم حضرت ابوبکر کے برابر اور ان کی مثل کسی کو نہیں مانتے تھے اور ترمذی شریف کی روایت یوں ہے کہ ہم کہا کرتے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ حیات ظاہرہ سے موجود تھے مرتبے میں ابوبکر ہیں اور عمر اور عثمان (یعنی ترتیب فی المراتب) اور طبرانی شریف کے لفظ یہ ہیں ہم کہا کرتے تھے درآں حالیکہ رسول اللہ ﷺ حیات ظاہرہ سے ہم میں موجود تھے اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں اور عمر، عثمان ہیں۔ حالانکہ یہ بات نبی اکرم ﷺ سماعت فرماتے۔ آپ انکار نہ فرماتے۔

امام بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں یہ مسلک ہے اہل سنت و جماعت کا لہذا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہل سنت و جماعت ناجی گروہ سے خارج ہے۔ باقی بہتر ناری گمراہ فرقوں میں داخل ہے۔ (مؤلف)

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں تقریباً وہی تقریر فرماتے ہیں جو امام بدرالدین عینی عمدة القاری میں فرماتے ہیں کچھ اضافے کے ساتھ امام ابوداؤد کی روایت کو یوں درج فرماتے ہیں ولابی دائود من طریق سالم عن ابن عمر کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی افضل امتہ النبی ﷺ بعدہ، ابوبکر ثم عمر، ثم عثمان ابوداؤد شریف میں ہے طریق سالم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ہم کہا کرتے تھے درآں حالیکہ رسول



اللہ ﷺ حیات ظاہرہ سے ہم میں موجود تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی ساری امت سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم ہیں۔ اسی حدیث الباب کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں علی هذا الترتیب کخلافتمہم اس حدیث میں خیریت اور افضلیت (تین خلفاء اربعہ) کی خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور اسلاف کا اتفاق ہے جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مراتب ہیں۔ لہذا مراتب میں مطلقاً حضرت ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ امام ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة میں جو حدیث بحوالہ ابن عساکر روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: عن ابن عمر کنا وفینا رسول اللہ ﷺ بفضل ابابکر وعمر، وعثمان وعليہ۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کردہ حدیث ذکر فرمائی: کنا معشر اصحاب رسول اللہ ﷺ ونحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم ابوبكر وعمر وعثمان ثم نسكت ہم گروہ اصحاب رسول اللہ ﷺ در آں حالیکے کثیر تھے کہا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر اور عمر و عثمان ہیں پھر ہم خاموش ہو جاتے تھے۔

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت فرماتے ہیں: عن عمر بن الخطاب قال ابوبکر سيدنا وخيرنا واحبنا الى رسول الله ﷺ هذا حديث صحيح غريب۔ حضرت عمر



فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم (سب صحابہ) میں سے افضل ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے نزدیک ہم میں سے زیادہ محبوب تھے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت محمد بن حنفیہ (ابن علی کرم اللہ وجہہ الکریم) سے روایت یوں ذکر فرماتے ہیں: عن محمد بن حنفیہ قال قلت لابی (علی بن ابی طالب) ای الناس خیر بعد رسول ﷺ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا رجل من المسلمین۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا ابوبکر میں نے عرض کیا پھر ان کے بعد کون؟ تو آپ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب۔ آپ کہتے ہیں مجھے خوف ہوا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے میں نے (انداز سوال کو بدل کر کہا پھر آپ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا نہیں میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ اس حدیث میں ایک تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ نے حق سے خوف کیوں کھایا؟ تو جواب یہ ہے کہ شاید ان کے ظن میں یہ بات تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ تو ان کو خوف ہوا کہ آپ یہ نہ فرمادیں کہ حضرت عثمان افضل ہیں۔

امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: وفيه خلاف بين اهل السنة والجماعة فمنهم من فضل عليا علي عثمان والاكثرون بالعكس۔ امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تشریح سے یہ بات



واضح ہے بلکہ آپ نے اس پر نص کر دی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان فاضل و مفضل ہونے میں اختلاف صرف حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہے۔ شیخین کی افضلیت علی جمیع الصحابہ بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی جمیع الصحابہ بشمول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان اتفاقی مسئلہ ہے۔ ہم اس صورت اتفاقیہ اور اختلافیہ کا ابھی ذکر کریں گے۔ مزید اکابرین امت کی تصریحات سے یہاں طردا ذکر آگیا۔

**افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر میں:**

اس حدیث سے ایک یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ شیخین کی افضلیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسی ہے جس پر خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نص فرمائی ہے دارقطنی شریف میں حدیث ہے عن محمد بن علی قلت لابی یا ابی من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال أو ما تعلم یا بنی قلت لا قال ابوبکر و فی رواية الحسن بن محمد بن الجنفیہ عن ابیہ قال سبحان اللہ یا بنی ابوبکر امام احمد نے ابن جحیفہ کی روایت ذکر فرمائی قال لی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابا جحیفہ الا خبر با فضل هذه الامة بعد نبی قلت بلی قال ولم اکن اری ان احداً افضل منه محمد بن حنفیہ کہتے ہیں میں اپنے ابا جان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کیا کہ ابا جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے بہتر (افضل) کون ہے آپ



نے فرمایا میرے بیٹے تمہیں یہ بھی علم نہیں میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ  
 عالی عنہ اور امام حسین جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں وہ اپنے باپ سے  
 روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ نے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا  
 سبحان اللہ اے میرے بیٹے وہ افضل ابو بکر ہیں اور امام احمد کی روایات ابن حنیفہ کی وہ  
 یہ ہے کہ میں (یعنی ابن حنیفہ) نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے  
 اے ابو حنیفہ کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری  
 امت سے افضل ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا وہ ابو بکر ہیں ان سے افضل میں  
 کسی کو نہیں مانتا۔

### افضلیت شیخین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

امام علاؤ الدین علی روایت کرتے ہیں۔ عن ابن عباس قال وضع

عمر بن الخطاب علی سریرہ

فتكفہ الناس يدعون و يصلون قبل ان يرفع فاذا علی بن طالب فترحم  
 علی عمر و قال ما خلفت احدا احب ان القی اللہ بمثل عملہ منك  
 وایم اللہ انی كنت لا ظن لیجعلنك اللہ مع صاحبك وذاك  
 انی كنت اكثر ان اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول دھبت  
 انا و ابو بكر و عمر و دخلت انا و ابو بكر و عمر و خرجت انا و  
 ابو بكر و عمر فانی كنت لا ظن لیجعلنك اللہ منھما حضرت ابن  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہا انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو



چارپائی پر رکھا ہوا تھا کہ لوگ آتے دعا کرتے نماز جنازہ پڑھتے قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جاتا اچانک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے دعا کی اور کہا آپ سے بڑھ کر ایسا کوئی آدمی نہیں جو مجھے یوں محبوب ہو کہ اُس کے عمل کی مثل میں اعمال لیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اللہ کی قسم مجھے یقین تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبوں کے ساتھ ضرور ملا دے گا۔ کیونکہ میں اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا کرتا تھا گیا میں ابوبکر اور عمر داخل ہوا میں، ابوبکر اور عمر، نکلا میں، ابوبکر اور عمر لہذا مجھے یقین ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر صدیق کے ساتھ ملا دے گا۔ سبحان اللہ پھر ایسا ہی ہوا۔ جو محض حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ قول و عمل پر نظر ثانی کریں اور عقیدہ کو درست کریں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اور ارشاد:

عن علی قال خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمرؓ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر اور افضل ابوبکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان نمبر ۳:

عن علی قال خیر هذه الامة ابوبکر و عمر ثم اللہ اعلم بخیار کم ۲ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر (افضل) ابوبکر ہیں پھر عمر پھر کون ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔



فرمان نمبر ۴:

عن شباب عن عبد الله بن كثير قال قال لي علي رضي الله  
تعالى عنه افضل هذه الامة بعد نبيا ابوبكر و عمر دلو شئت ان اُسمى  
لكم الثالث لسميته و قال لا يفضلني احد علي ابي بكر و عمر الاحلد  
ته جلدًا و جيعًا و سيكون في آخر الزمان قوم ينتحلون محبتنا  
و التشيع فينا هم شرار عباد الله الذين يشتمون ابا بكر و عمر قال و  
لقد جاء سائل فسئل رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم فاعطاه و اعطاه  
ابوبكر و اعطاه عمر و اعطاه عثمان فطلب الرجل من رسول الله صَلَّى  
الله عليه وسلم ان يدعو له فيما اعطوه بالبركة فقال رسول الله صَلَّى  
الله عليه وسلم كيف لا يبارك لك و لم يعطك الابني او صديق او  
شهيد! عبد الله بن كثير سے مروی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر ہیں اگر میں  
چاہوں تو تیسرا آدمی بتا سکتا ہوں آپ نے فرمایا جو آدمی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر  
(شیخین) پر مجھے فضیلت دے گا میں اسکو دردناک کوڑوں کی سزا دوں گا۔ اور عنقریب  
آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہم سے محبت اور ہماری جماعت ہونے کا دعویٰ کریگی  
وہ لوگوں میں سے بدترین شدید شرارتی لوگ ہوں گے۔ وہ حضرت ابوبکر اور عمر  
(شیخین) کو گالیاں دیں گے۔ فرمایا آپ نے بلاشبہ ایک سائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور سوال کیا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا

۱۔ کنز العمال



فرمایا اور ابو بکر صدیق نے بھی عطا فرمایا اور حضرت عمر نے بھی عطا فرمایا اور حضرت عثمان نے بھی عطا فرمایا پھر اس سائل نے عطا کردہ میں دعائے برکت کی درخواست کی آپ نے فرمایا اُس چیز میں برکت کیوں نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے نبی اور صدیق اور شہداء نے عطا فرمائی ہو۔ اس روایت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ لفظ خیر اور لفظ افضل کا ایک ہی معنی ہے متعدد روایات میں لفظ خیر آیا ہے اور کئی میں لفظ افضل آیا خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں خیر اور افضل دونوں آئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ الامتہ سے مراد پوری امت ہے یعنی ساری امت پر مرتبہ میں افضل ہیں۔

تیسرا یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا دعویٰ شیخین پر حضرت علی کو شدید ناگوار گزرتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اُسے کوڑے ماروں گا۔ چوتھا یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک قطعی ہے کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے میں اُسے مفتری کی حد ماروں گا اور ایک روایت میں آتا ہے میں ایسے شخص کو زانی کی حد ماروں گا اور حد قطعیات میں ہوتی ہے۔

پانچواں شیعہ قوم کے مذہب و عقیدہ کی برائی اور ان کی محبت کی عدم قبولیت کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں ان کی محبت کی قطعاً کوئی وقعت نہیں لہذا اللہ تعالیٰ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان کی محبت کی کوئی حیثیت نہیں۔

چھٹا یہ کہ شیخین کو گالیں دینے سے ان کے عقیدہ پر پانی پھر گیا۔ اس فرمان عالیشان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان حق ترجمان سے یوں مزین فرمایا کہ جب سائل کو ترتیب سے عطا فرمایا ترتیب سے مسئلہ افضلیت واضح فرمایا اور پھر فرمایا



یہ مبارک ہستیاں جسکو عطا فرمائیں برکت کی دعا کی ضرورت ہی کیا۔  
ارشاد علی نمبر ۵:

اخرج احمد وغیرہ عن علی قال خیر هذه الامة بعد نبیہا ابوبکر و  
عمر قال الذهبی هذا متواتر عن علی فلعن الله الرافضه ما اجهلهم۔

بحوالہ تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ

امام احمد وغیرہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت سے بہتر (افضل) ابوبکر اور عمر ہیں امام ذہبی  
نے فرمایا یہ فرمان حضرت علی سے متواتر منقول ہے پس اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت  
کرے کتنے جاہل ہیں۔ حضرت علی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق  
رضی اللہ عنہ سے افضل ماننے والا رافضی اہلسنت سے خارج ہے مذکورہ بالا اثر علی کو  
امام ذہبی کے تبصرہ نے بالکل واضح کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم پر فضیلت دینے کا عقیدہ رافضیوں کا ہے اور  
رافضی اور اہلسنت میں تباہین کلی ہے کیونکہ رافضی ناری فرقوں میں سے ہے اور دوزخی  
ہے اور اہلسنت ناجی جنتی ہے۔ اور لعنت ان پر اس عقیدہ کے پیش نظر ہے۔ امام ذہبی  
نے ان کی جہالت پر تعجب کیا کہ اس مضمون کے فرامین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم  
تو حد تواتر کو پہنچتے ہیں اور بد بخت متواتر علی کے منکر ہیں۔

فرمان علی نمبر ۶:

اخرج ابن عساكر عن ابی لیلی قال قال علی لا یفضلنی احد  
علی ابی بکر و عمر جلا تہ حد المفتوی (تاریخ الخلفاء) ابی لیلی نے کہا کہ  
حضرت علی نے فرمایا جو شخص مجھے حضرت ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیگا تو اسے بہتان  
باندھنے والے کی حد ماروں گا۔



فرمان علی نمبر ۷:

اجرج الطبرانی فی الاوسط عن علی قال والذی نفسی بیدہ  
ما استبقنا الی خیر قط الا استیقنا الیہ ابوبکر تاریخ الخلفاء امام جلال  
الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں امام طبرانی کی روایت کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ  
حضرت علی نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم  
جس نیکی کی طرف بڑھتے ہیں ابوبکر صدیق وہ نیکی پہلے کر چکے ہوتے ہیں۔  
فرمان نمبر ۸:

عن جحیفہ قال علی خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ابوبکر و عمر لا یجتمع حبی و بغض ابی بکر و عمر فی  
قلب مومن تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی طبرانی کے حوالہ سے روایات  
کرتے ہیں جحیفہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے خیر (افضل) ابوبکر اور عمر ہیں میری  
(حضرت علی) محبت اور ابوبکر و عمر کا بغض مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے اور خیال  
رہے اہل سنت کے نزدیک جس طرح حضرت علی کی محبت اور شیخین کا بغض مومن کے  
دل میں جمع نہیں ہو سکتے یوں ہی شیخین کی محبت اور حضرت علی کا بغض مومن کے دل  
میں جمع نہیں ہو سکتے (مؤلف) حضرت علی سے مروی نمبر ۱۹ اخرج الدار قطنی فی  
الافراد و الخطیب و ابن عساکر عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یقد مک ثلاثا فابی علی الا تقدیم ابی  
بکر تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی دار قطنی خطیب اور ابن عساکر کے حوالہ



روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میں نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا امامت کیلئے تجھے آگے کروں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکا انکار فرمایا مگر ابوبکر (حکم ہوا ابوبکر کو آگے کرو) سبحان اللہ کیا تسلی اور کیا اظہار مرتبہ، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پیاری صاحبزادی ہیں ان کی تسلی کے لیے اور اظہار محبت کیلئے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا فیصلہ تقدیم ابی بکر کا ہی ہے۔ دوسرا یہ جو مرتبہ ابوبکر صدیق کا نگاہ الوہیت میں تھا ظاہر کرنا تھا کہ یہ افضل المخلوق بعد الانبیاء ہیں۔ تیسرا یہ تقدیم ابی بکر کا مسئلہ وحی الہی سے ہے بلکہ اس میں صریح حدیث بھی ہے اخـرج ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات و ابن عساکر عن حفصة رضي الله تعالى عنها انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم اذ انت مرضت قدمت ابا بكر قال لست انا اقدمه ولكن الله يقدمه تاريخ الخلفاء امام جلال الدين سيوطي نے ابوبکر شافعی اور ابن عساکر کے حوالہ سے حدیث روایت کی ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایام مرض میں ابوبکر کو امامت کے لیے آگے کرتے ہیں؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں ابوبکر کو آگے نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ آگے کرتا ہے۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں: امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے باب اهل العلم والفضل احق



بالامامتہ اس کے تحت امام ابن حجر عسقلانی متوفی فتح الباری شرح البخاری میں ارقام فرماتے ہیں ”و مقتضاه ان الاعلم والا فضل احق من العالم والفاضل۔ اسکا مقتضایہ ہے کہ امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے کہ جو علم میں اور فضل میں باقیوں سے زیادہ ہو۔ اس باب کے تحت امام بخاری نے یہ حدیث درج فرمائی ہے۔ عن ابی موسیٰ قال مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر فليصل بالناس قالت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یصلی بالناس قال مری ابابکر فليصل بالناس فعادت فقال مری ابابکر فليصل بالناس فان کن صواحب یوسف فاتاہ الرسول فصلی بالناس فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بخاری شریف جلد نمبر ۱)

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو میرا حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ابوبکر (میرے والد) رقیق القلب ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو وہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عائشہ ابوبکر کو حکم دو وہ نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین نے پھر وہ الفاظ دہرائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیسری بار فرمایا تم (عائشہ) ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا تم ہی تو یوسف علیہ السلام کی صواحب ہو۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاصد (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے



حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم پہنچایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس باب کے تحت امام بخاری نے مختلف طرق سے پانچ احادیث روایت فرمائی ہیں۔ جن میں ایک حدیث یہ بھی ہے ان ابابکر کان یصلیٰ لہم فی وجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی توفی فیہ حتی اذا کان یوم الاثنين وہم صفوف فی الصلوٰۃ فکشف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر الحجرۃ ینظر الینا و هو قائم کانه کان وجہہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک فہمنا ان نفتن من الفرح بریدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف و ظن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج الی الصلوٰۃ ف اشار الینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اتمو صلاتکم وارخی الستر فتوفی من یومہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیشک ابوبکر صدیق صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے اُس تکلیف کے دوران جسمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا جب سوموار (پیر) کا دن ہوا صحابہ کرام صفیں باندھے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ چہرہ مبارک ورقہ مصحف کی طرح چمک رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے ضحک فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیکھنے کی ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ ہم نے خیال کیا ہم آزمائش میں پڑھ گئے ہیں (یعنی کہیں نماز چھوڑ نہ دیں) ابوبکر صدیق اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہوئے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے صف میں تشریف لائیں انہوں نے گمان کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کیلئے تشریف لا رہے ہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اشارہ فرمایا تم اپنی نماز کو پورا کرو اور پردہ ڈال دیا پس اسی



دن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا۔

قارئین بخاری شریف کی ان دو احادیث مبارکہ کے ملاحظہ کرنے سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ میں سے سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں کیونکہ امامت کا زیادہ حقدار وہی ہوتا ہے جو علم و افضل ہو۔ آپ نے غور فرمایا کہ ام المؤمنین نے بار بار مشورہ دیا کہ آپ کسی اور کو امامت کا حکم فرمائیں بلکہ اسی مقام پر بخاری شریف میں حدیث موجود ہے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام صراحتہ محبوبہ محبوب رب العالمین نے امامت کیلئے پیش کر دیا۔ درحقیقت محبوبہ محبوب رب العالمین کی یہ بصیرت و فقاہت تھی کہ آپ اس اعتقادی (افضلیت صدیق اکبر علی جمیع الامۃ علی الاطلاق) مسئلہ کو زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکد کروانا چاہتی تھیں علماء نے تصریح فرمائی کہ حضرت ابو بکر صدیق کو ان کے فضل کی بناء پر امام مقرر فرمایا گیا اور پھر پردہ ہٹا کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ فرما کر مسکرانا اور ضحک فرمانا اس وجہ سے تھا کہ ابو بکر صدیق کے پیچھے صحابہ کی اجتماعیت ہے تین روز تک یوں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ظاہرہ میں نماز پڑھائی جاتی رہی اور اس سے یہ بھی استفادہ ہے کہ آپ ہی خلیفۃ الرسول بلا فصل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بکر صدیق کی افضلیت و امامت کو یوں بھی بیان فرمایا۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں عن عائشہ لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان ینومہم غیرہ۔ جس قوم میں ابو بکر صدیق موجود ہوں اُس قوم کے لیے جائز نہیں



وہ کسی اور کو امام بنائے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے امامت کبریٰ (خلافت) بھی ان احادیث سے ثابت ہے امام ابن ہمام ارشاد فرماتے واحسن ما يستدل به تقديم العلم على الاقراء حديث مروا ابابكر فليصل بالناس الى سب سے بہتر دلیل اس پر کے علم الناس کو امام بنانا چاہئے وہ حدیث مروا ابابكر ابو بكر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں) ہے مطلب یہ ہے کہ ابو بكر صدیق کو امام الصحابہ اس لیے بنایا گیا کہ آپ علم الصحابہ تھے اور جو علم الناس ہو وہی افضل الناس ہوتا ہے۔ قیاس منطقی یوں بنے گا ابو بكر صدیق اعلم الامتہ صغریٰ و كل اعلم الامتہ افضل الامتہ، نتیجہ آئے گا ابو بكر صدیق افضل الامتہ۔ امام سراج الدین بن عبد الرشید نے باب مقاسمۃ الجد میں ارقام فرمایا قال ابو بكر: الصديق رضى الله تعالى عنه ومن تابعه من الصحابة بنو الاعيان و بنو العلات لا يرثون مع الجد و هذا قول ابی حنیفہ و یفتی بہ ۲ حضرت صدیق اکبر اور ان کے متبعین صحابہ میں سے فرماتے ہیں بنو اعیان اور بنو علات دادے کے ہوتے ہوئے میت کے وارث نہیں بن سکتے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس مقام پر محشی یوں رقم طراز ہیں قوله ابو بكر: الصديق وهو اعلم الصحابة وافضلهم ولم تنعارض عنه الروايات فلذلك اختاره الامام الاعظم۔ ابو بكر صدیق تمام صحابہ سے زیادہ علم والے اور تمام صحابہ سے افضل ہیں ان سے روایات متعارض نہیں ہیں اسی لیے امام اعظم نے ان کا مذہب اختیار کیا۔ علامہ علاء الدین علی الممتنی بن حسام الدین الہندی متوفی ۷۵۹ھ روایت فرماتے ہیں عن ابی امامۃ قال



قال رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم وضعت في كفة الميزان و  
وضعت امتي في الكفة الاخرى فرجحت بهم ثم وضع ابو بكر  
مكاني فرجح بهم ثم وضع عمر مكانه فرجح بهم ثم رفع الميزان ۱  
حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور ساری امت کو دوسرے میں رکھا گیا میرا  
پلڑا بھاری رہا۔ پھر میری جگہ ابو بکر کو رکھا گیا باقی تمام امت سے ابو بکر کا پلڑا بھاری رہا  
۔ پھر ابو بکر کی جگہ عمر فاروق کو رکھا گیا تو باقی ساری امت سے عمر کا پلڑا بھاری رہا۔ اور  
حدیث عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم خير امتي  
من بعدى ابو بكر و عمر لا تخبر هما يا علي ۲ حضرت ابو ہریرہ سے مروی  
ہے کہا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری ساری امت  
سے بہتر اور افضل ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ہیں اے علی ان کو نہ بتانا ایک اسکا مطلب  
یہ ہے کہ حضرت علی کو معلوم تھا کہ یہ قید حیات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے دوسرا  
حضرت ملا علی قاری مرقات میں فرماتے اسکا مقصد یہ تھا کہ بڑی بشارت اب علی یہ خبر  
تم نہ دو۔ یہ سرور کن خبر میں خود ان کو دوں گا۔ اور حدیث عن ابن عمر ان رسول  
الله صَلَّى الله عليه وسلم دخل المسجد و عن يمينه ابو بكر و عن  
يساره عمر فقال هكذا نبعث يوم القيامة ۳ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے  
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ کے  
دائیں طرف حضرت ابو بکر تھے اور بائیں طرف عمر فاروق تھے فرمایا اسی طرح ہم



قیامت کو اٹھائے جائیں گے۔ اور حدیث عن ابن عمر قال خرج رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم بين ابى بكر و عمر ثم قال هكذا نموت و هكذا ندفن و هكذا ندخل الجنة۔ عبد الله بن عمر سے مروی ہے کہا انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیاں تشریف لائے فرمایا اسی طرح ہمارا وصال ہوگا۔ اسی طرح ہم دفن کیئے جائیں گے اور اسی طرح ہم جنت میں داخل ہوں گے۔ اور حدیث عن ابن عباس قال قال رسول الله صَلَّی الله عليه وسلم لكل نبی و زیران من اهل السماء و اهل الارض فوزیرای من اهل السماء جبرائیل و میکائیل و زیرای من اهل الارض ابو بکر و عمر ۲۔ حضرت ابن عباس سے مروی کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو زمین پر ہوتے ہیں۔ میرے آسمان میں جبریل اور میکائیل ہیں۔ اور زمین میں ابو بکر اور عمر ہیں۔ امام ترمذی نے حدیث روایت کی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صَلَّی الله عليه وسلم مالا حد عندنا ید الا و قد کان کافیناہ ما خلا ابو بکر فان له عندنا یداً یکافیہ الله تعالیٰ یہا یوم القیامتہ و ما نفعی مال احد قط ما نفعی مال ابی بکر و لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابانکر خلیلاً الا وان صاحبکم خلیل الله حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ جس نے بھی احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابو بکر صدیق کے ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا اور مجھے کبھی کسی



کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا خبردار تمہارا نبی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے اس حدیث میں غیر اللہ سے خلتہ کی نفی ہے دوسری حدیث مثبت ملاحظہ ہو حضرت ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ امام الواحدی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں اخرج الواحدی فی تفسیرہ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراهیم خلیلاً وانہ لم یکن نبی الا لہ فی امتہ خلیل الا وان خلیلی ابوبکر واخرج الحافظ ابو الحسن علی بن عمر الحزلی السکری عن ابی بن کعب قال ان احداث عہدی نبیکم صَلَّی اللہ علیہ وسلم قبل وفاته بخمس لیل دخلت علیہ وهو یقلب یدیه وهو یقول انہ لم یکن نبی الا وقد اتخذ من امتہ خلیلاً۔

ابی امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا ہی خلیل بنایا جیسا ابراہیم علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔ ہر نبی کا خلیل اس امت میں ضرور ہوا ہے اور خبردار میرا خلیل ابوبکر ہے ابی ابن کعب سے حافظ ابو الحسن علی نے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں تمہارے نبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات بیان کرتا ہوں جو وفات سے پانچ راتیں قبل ہوئی، میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں کو پلٹ رہے تھے فرما رہے تھے کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت میں سے اپنا خلیل بنایا اور میرا خلیل میری امت سے ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح خلیل بنایا جس طرح ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔ حضرت ملا



علی قاری حنفی احادیث نافیہ و مثبتہ کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں والا حدیث النافیة الاتخاذ اصح واثبت وان صحت هذه الرواية فيكون قد اذن الله له عند تبرئته من خلة غير الله مع تشوقه بخلة ابي بكر لولا خلة الله في اتخاذه خليلا مراعاة بجنوحه و تعظيم الشان ابي بكر ولا يكون ذالك انصرافا عن خلة الله عز وجل بل اخلتان نائبان كما تضمنه الحديث احدهما تشریف للمصطفى صَلَّى الله عليه وسلم والا خرى تشریف لابی بكر رضى الله تعالى عنه . وفي الجملة هذا الحديث دليل ظاهر على ان ابابكر افضل الصحابة .

وہ احادیث جن میں اتخاذ خلت کی نفی ہے وہ اصح اور اثبت ہیں اور اگر اثبات والی روایات صحیحہ ہوں تو پھر مطلب ہوگا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابوبکر کو خلیل بنانے کا شوق تھا اللہ تعالیٰ کی خلت سے انصراف نہیں ہے۔ دونوں خلتیں ثابت ہیں جس طرح کہ حدیث مبارک سے واضح ہے ایک خلت میں عظمت و شرافت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ہے اور دوسری میں شرافت ابوبکر صدیق کا بیان ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث مبارکہ واضح دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی ثانی اور مثبت احادیث کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں فان ثبت حدیث ابي امامة امکن ان يجمع بينها بانه لما برى من ذالك تواضعا لربه واعظا ماله اذن الله تعالى له فيه من ذالك اليوم لما رى



من تشوقه اليه واكرامه لابي بكر بذلك فلا يتنا في الخبر وان اشار  
الى ذلك المحب الطبري و قد روى من حديث ابي امامة نحو  
حديث ابي بن كعب دون التقيد بالخمس. ۱

اگر ابي ابن کعب کی حدیث ثابت ہو تطبیق و جمع ان دونوں (ثانی اور مثبت)  
کے درمیان ممکن ہے وہ یوں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الہی میں  
عاجزی اور اسکی بارگاہ کی تعظیم کرتے ہوئے غیر اللہ کی غلت سے برات ظاہر فرمائی تو  
اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شوق کا لحاظ کرتے ہوئے اور ابوبکر صدیق  
کی عزت و تکریم ظاہر کرتے ہوئے ان کی غلت (یعنی ان کو خلیل بنانے) کی اجازت  
دے دی لہذا دونوں احادیث میں منافات نہ رہی امام ترمذی نے ایک روایت یہ بھی  
درج فرمائی عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا  
بالذین من بعدی اہی بکرو و عمر ۲ میرے بعد تم ان دو بزرگوں (ابی بکر  
صدیق اور عمر فاروق) کی اقتدا کرو۔ حضرت ملا علی قاری حنفی مجدد فقہ حنفی یوں ارقام  
فرماتے ہیں وزاد الحافظ ابو نصر القصار فانہما حبل اللہ ممدود فمن  
تمسک بہما تمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لہا ۳ حافظ ابو نصر قصار  
نے زیادہ کیا ہے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جس نے ان  
دونوں کو تھاما اس نے بڑی مضبوط گرہ کو تھاما جسے کبھی کھلنا نہیں ہے جامع ترمذی والی  
حدیث کو امام حاکم نے متعدد طرق سے روایت کیا اقتدوا بالذین من بعدی اہی  
بکرو و عمرو و اہتدوا بہدی عمار و تمسکوا لہدی ابن ام عبد (ولبدۃ



قال) هذا حديث من اجل ما روى في فضائل الشيخين. یہ حدیث شیخین کے فضائل میں بڑی واضح ہے امام ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کی عن انس قال قال رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم ارحم امتي بامتي ابوبكر واشدهم في امر الله عمرو واصدقهم حياً عثمان واقراءهم لكتاب الله ابى بن كعب وافرضهم زيد بن ثابت واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل الا وان لكل امة اميناً وان امين هذه الامة ابو عبيدة ابن الجراح۔ اس حدیث کی ترتیب میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کو ذکر فرمایا۔ یہ واضح اشارہ ہے کہ ساری امت سے افضل علی الاطلاق وہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام ترمذی نے روایت کی عن ابی سعید قال قال رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم ان اهل الدرجات العلی لیراهم من تحتهم کماترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابابکر وعمر منهم وانعماء ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے جو درجات علیا والے حضرات ہیں ان کو نیچے رہنے والے لوگ یوں دیکھیں گے جیسے افق آسمان پر طلوع ہونے والے ستارے کو تم دیکھتے ہو۔ اور بلاشبہ ابوبکر اور عمر فاروق ان لوگوں میں سے بلکہ ان کی بلندی اور زیادہ ہے۔ امام ترمذی کی ایک اور روایت۔

ان امرات رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم فكلمة في شيء فامرها بامر فقالت ارنيت يا رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم ان لم اجدك قال ان لم تجدني فاتي ابابكر هذا حديث ۳



ایک عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی کسی معاملہ میں معروضات پیش کیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو کوئی امر فرمایا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اگر پھر آؤں اور آپ موجود نہ ہوں (اسکی مراد وصال تھا) تو پھر کیا کروں فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آ جانا قارئین ملاحظہ فرمایا یہ ابوبکر صدیق کی خلافت کی خبر ہے جو کہ خبر مغیب ہے کہ آپ خلیفہ بلا فصل ہیں اور افضلیت کی بڑی دلیل ہے۔ اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو امام ابن عساکر نے روایت کی اخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال جاءت امرأة الى النبي صَلَّی اللہ علیہ وسلم تساله شياء فقال العود ين فقالت يا رسول الله صَلَّی اللہ علیہ وسلم ان عدت فلم اجدك تعرض بالموت قال ان جئت فلم تخديني فاتي ابا بكر فانه الخليفة من بعدى ۲ سبحان اللہ تعالیٰ کتنی واضح اور نص ہے خلافت بلا فصل پر اور آپ کی افضلیت کو واضح فرمایا امام بنایا حیات طیبہ ظاہرہ میں پھر فرمایا لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یومہم غیرہ یہ امامت صغریٰ اور کبریٰ دونوں پر نص ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں وفيہ دلیل علی فضلہ فی الدین علی جمع الصحابہ وکان تقدیمہ فی الخلافة اولی و افضل ولهذا قال سيدنا علي رضي الله تعالى عنه قدمك رسول الله صَلَّی اللہ علیہ وسلم فی امر دیننا فمن الذی یؤخرک فی دنیانا ۳ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ آپ تمام صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں علی الاطلاق اور آپ کی



خلافت و تقدیم اولیٰ و افضل ہے اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر صدیق آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے امور میں مقدم رکھا کون ہے وہ جو آپ کو ہمارے دنیاوی امور میں موخر کرے۔ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضلیت ابی بکر اسی پر حضرت ملا علی قاری حنفی رقم طراز ہیں و فیہ دلیل علی انہ افضل جمیع الصحابة اور سند عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی یدخل منه امتی . ۲ فقال ابوبکر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی مع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تو وہ دروازہ میں بھی دیکھتا فرمایا ابوبکر میری ساری امت میں سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے اور دیکھ لو گے حضرت ملا علی قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کی شرح میں یوں ارقام فرماتے ہیں و فیہ دلیل علی انہ افضل الامة والا لما سبقہم فی دخول الجنة اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ ابوبکر صدیق ساری امت سے افضل ہیں ورنہ جنت میں داخل ہونے کی سبقت نہ لے جاتے۔

ایک وہم کا ازالہ:

اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور کہا ہذا حدیث



صحیح علی شرط الشیخین . ولم یخرجاه . اگر کوئی شبہ وارد کرے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے داخل ہوں گے تو جواب میں عرض ہے وہ بحیثیت خادم اور لجام تھامے ہوئے بالتبع داخل ہو رہے ہوں گے جبکہ مستقل داخلہ اول امت میں سے وہ ابو بکر صدیق کا ہی ہوگا ۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں عن علی بن ابی طالب قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلع ابو بكر وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي لا تنخرهما ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ کہا انہوں نے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ۔ اچانک حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق حاضر بارگاہ ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ دونوں ادھیر عمر کے جنتیوں کے سردار ہیں اولین و آخرین میں سے سوائے انبیاء و مرسلین کے اے علی ان کو یہ نہ بتانا ۔

### ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی یہ شبہ وارد کرے کہ جنت میں تمام نو جوان ہوں گے ادھیر عمر کا کوئی نہیں ہوگا لہذا ان کی سیادت و افضلیت ثابت نہ ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ بات درست ہے کہ جنت میں سب نو جوان ہوں گے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہول لفظ استعمال کر کے ان حضرات کی عظمت شان کو واضح فرمایا کیونکہ کہول کی عمر ۳۲ سال سے لیکر ۵۵ سال تک کہلاتی ہے اور عقل کی پچھلی اور فہم و فراست والی عمر ہے ۔ بنسبت



نوجوانوں کے یہ عقل و فہم کے لحاظ سے زیادہ کامل عمر ہوتی ہے۔

اور جنت میں مراتب فہم و فراست کے مطابق دیئے جائیں گے لہذا بتایا یہ گیا یہ حضرات دنیا و آخرت میں سوائے انبیاء و مرسلین کے تمام افراد سے زیادہ عقل و فہم و فراست والے ہیں لہذا جنت میں ان کا مقام بھی انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے ارفع و اعلیٰ ہوگا۔

تو ثابت ہوا کہ یہ دونوں تمام امت سے افضل ہیں کیونکہ افضل کا ہی مقام ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس کی تائید امام احمد بن حنبل کی اس روایت سے ہوتی ہے:

ہذان سیدا کھول اهل الجنة وشبا بها بعد النبیین والمرسلین ۱

یہ دونوں بزرگ ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے بھی سردار ہیں اور نوجوانوں کے بھی انبیاء و مرسلین کے بعد باقی یہ پہلے ہم بتا چکے ہیں جو نہ بتانے کا حکم فرمایا تو مقصد تھا یہ سرور کن خبر میں خود ان کو دونگا۔

ایک اور حدیث:

ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علی

احد افضل من ابی بکر ۲

انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا جو ابوبکر صدیق سے افضل ہے اس حدیث کو عالم نحریر امام علامہ خیالی حاشیہ شرح عقائد میں نقل فرما کر یوں ارقام فرماتے ہیں: ومثل هذا السوق لاثبات الفضلية المذكور وبه يظهر ان ابابکر افضل من سائر الامم ايضاً۔ اس طریقہ



سے کلام فرمانا مذکور (ابوبکر صدیق) کی افضلیت بیان کرنا ہے (نہ کہ مساواة) اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی تمام امتوں سے بھی افضل ہیں۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ خیالی کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: ان مثل هذا الكلام انما قال في العرف لاثبات الافضلية وان كان المنطوق لا يفي بذلك فانك اذا قلت لارجل افضل من زيد يفهم من اثبات افضلية زيد۔ اس طرح کی کلام عرف میں اثبات افضلیت کیلئے بولی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہا جائے کوئی مرد زید سے افضل نہیں ہے تو اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ زید سب سے افضل ہے۔

خیال رہے حاشیہ خیالی وہ کتاب ہے علم عقائد میں جو علامہ سیالکوٹی کے حاشیہ کے بغیر سمجھ نہیں آتی۔ اور ہر مدرسہ میں نہیں پڑھائی جاتی بلکہ آج کل تو متروک ہی ہو چکی ہے۔ صرف بنڈیالوی حضرات یعنی جو استاذ الکمل حضرت علامہ شیخ المسلمین عطا محمد چشتی گولڑوی بنڈیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ہیں وہی پڑھاتے ہیں۔ استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے پہلے زمانہ میں جو خیالی پڑھاتا تھا اس کے مکان پر جھنڈا لہرایا جاتا تھا کہ یہ خیالی پڑھاتا ہے۔ کسی نے کہا

خیالات خیالی پس بلند است      نہ ایں جاگل احمد و جند است  
ولے عبدالحکیم را فکر عالی      کہ حل کردہ خیالات خیالی

عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لحسان هل قلت في ابى بكر شيئاً فقال نعم فقال قل وانا اسمع فقال وثاني اثنين في الغار المنيف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبل



وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رجلا فضحك  
النبي صلى الله عليه وسلم حتى يدت نواجده ثم قال صدقت يا  
حسان۔!

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے ابوبکر صدیق کی مدح میں کوئی  
کلمات کہے ہیں تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا وہ  
کہو میں ابوبکر کی شان سننا چاہتا ہوں۔ تو حضرت حسان نے عرض کیا وہ دو میں سے  
دوسرا بلند غار میں دشمن اس کے گرد گھوم رہا تھا کہ وہ بلند پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اُس کے دل  
میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اتنی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کی محبت کو رسول اللہ  
ﷺ ان کی محبت کے برابر نہیں جانتے۔

یہ سننے سے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے  
دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ہے۔

قارئین اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے۔ نمبر 1۔ رسول اللہ ﷺ  
نے اپنی مجلس میں قصداً ابوبکر صدیق کا ذکر خیر کروایا۔ نمبر 2۔ افضلیت ابوبکر صدیق  
بیان کرنا کروانا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔ نمبر 3۔ افضلیت ابوبکر  
صدیق سن کر خوش ہونا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ لہذا جس کے سینہ میں بغض ابوبکر  
ہے وہ صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔ نمبر 4۔ افضلیت ابوبکر سننا، سنانا، ماننا اور اس پر  
خوش ہونا یہ ہے ماننا علیہ ایوم واصحابی لہذا افضلیت مطلقہ ابوبکر صدیق کیلئے ماننا ہی



اہل سنت و جماعت اور حق کی علامت ہے۔

ایک اور حدیث عن عبد اللہ بن زمعة قال لما استقر برسول اللہ ﷺ وجعه وانا عنده فی نفر من الناس دعاه بلال الی الصلوة فقال رسول اللہ ﷺ مروا ابابکر یصلی بالناس قال فخر جنا فاذا عمر فی الناس وکان ابوبکر غائباً فقلت یا عمر قم فصل بالناس فتقدم مکبر فلما سمع رسول اللہ ﷺ صوته وکان عمر رجلاً مجہراً قال فاین ابوبکر یالی اللہ ذالک والمسلمون یابی اللہ ذالک والمسلمون فبعث الی ابی بکر فجاء بعد ان صلی عمر تلک الصلوة فصلی بالناس زاد فی رواية قال لما سمع النبی ﷺ صوت عمر خرج النبی ﷺ حتی اطلع راسه من حجرته ثم قال لا لا فیصل بالناس ابن ابی قحافة یقول ذالک مغضباً۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس مذکورہ حدیث کو بطور دلیل لائے ہیں۔

عبد اللہ بن زمعہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا درد شدت اختیار کر گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر تھا کہ حضرت بلال حاضر بارگاہ ہو کر نماز کے متعلق عرض کرنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں میں نماز کیلئے مسجد میں گیا تو دیکھا عمر فاروق موجود ہیں اور ابوبکر صدیق موجود نہیں تو میں نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں وہ آگے ہوئے اور تکبیر کہی جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی

۱۔ البوداؤد، والبوعمر فی الاستیعاب۔ بحوالہ قرۃ العین فی تفصیل الشیخین



چونکہ یہ جہیر الصوت تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کہاں ہیں اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر کی طرف آدمی بھیجا تو ابو بکر تشریف لائے کہ حضرت عمر نماز پڑھا چکے تھے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق نے پھر سے نماز پڑھائی۔ انہی سے دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق کی آواز سنی تو آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا نہیں۔ نہیں۔ نہیں ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

اس حدیث کے تیسرے بتاتے ہیں ابو بکر صدیق مطلقاً افضل الامۃ ہیں۔ اور اس میں تصریح موجود ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کا امام بننا اللہ کو پسند نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا غضب و جلال بتاتا ہے ابو بکر صدیق کو مرتبہ میں کم جانے والا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا مغضوب ہے اور بارگاہ ایزدی سے دور ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مردود ہے۔ یہ حدیث کس قدر افضلیت ابی بکر صدیق پر واضح ہے۔

**افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کی نظر میں:**

امام ابن حبان روایت کرتے ہیں: عن ابن عمر قال کنا نفاضل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نسکت (صحیح ابن حبان)۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر فضیلت ذکر کرتے تھے پہلے ابو بکر پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر سکوت اختیار کرتے تھے۔



علامہ علاؤ الدین علمائے امتی روایت کرتے ہیں: فلما قبض ابو بکر قال رجل الى عمر بن الخطاب فقال يا امير المؤمنين من خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بکر الصديق فمن قال غيره فعليه ما على المفتری (کنز العمال)۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ایک آدمی کھڑا ہو گیا اُس نے حضرت فاروق اعظم سے سوال کیا اے امیر المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون سب سے افضل ہے آپ نے جواب میں فرمایا ابو بکر صدیق اور جو ان کے علاوہ کسی اور کو فضیلت دے اس کو مفتری کی حد (۸۰ کوڑے) مارے جائیں۔

### افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُمت کا اجماع

امام جلال الدین السیوطی الشافعی رضی اللہ تعالیٰ متوفی ۹۱۱ھ نے تاریخ الخلفاء میں فصل باندھی ہے: فصل فی انه (ابابکر) افضل الصحابة وخیرهم۔ فصل کے عنوان میں امام موصوف نے واضح فرما دیا کہ افضل ۱۔ اور خیر الفاظ مترادف ہیں۔ ان کا معنی ہے کثرت ثواب اعمال الخیر و اعلیٰ مرتبہ عند اللہ۔ لہذا دونوں کا مصداق انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ایک ہی ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام اجل فرماتے ہیں:

اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله ﷺ

ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علي ثم سائر العشرة ثم باقي اهل بدر ثم

۱۔ اس سے وہ لوگ اپنی غلط فہمی دور کریں جو کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق افضل نہیں بلکہ خیر ہیں اور حضرت علی افضل ہیں



باقی اہل احد ثم باقی اہل البیعة ثم باقی الصحابة هكذا حکى  
الاجماع عليه ابو منصور البغدادی تاریخ الخلفاء. (مطبوعہ مصر)

اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے اس پر کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے  
افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذی النورین پھر علی المرتضیٰ پھر باقی عشرہ  
مبشرہ پھر باقی اہل بدر، پھر باقی اہل احد پھر باقی اہل بیعت الرضوان تحت الشجرة پھر  
باقی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ ارقام  
فرماتے ہیں: نقل البهقی فی الاعتقاد لسبندہ عن ابی ثور عن الشافعی  
انه قال اجمع الصحابة والتابعهم علی الفضلیت ابی بکر ثم عمر، ثم  
عثمان، ثم علی۔ امام بیہقی نے الاعتقاد میں امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں  
نے فرمایا اس پر امت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے تبعین کا کہ تمام صحابہ میں  
سے ابو بکر افضل پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام ابن حجر قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارقام فرماتے ہیں: وقد وقع الاجماع  
بآخره بین اهل السنة ان مرتبتهم فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة  
رضی اللہ عنہم ۲ تحقیق آخر کار اہل سنت و جماعت کے درمیان اتفاق ہو گیا  
کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب ہیں فضیلت میں۔

امام علامہ مسعود بن عمر بن عبد اللہ الشہیر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ  
یوں ارقام فرماتے ہیں: الا فضلیت عندنا بترتیب الخلافة مع تردد بین  
عثمان و علی رضی اللہ عنہما۔ ۳ وفی مقام آخر ایضا فقال اهل

۱۔ فتح الباری شرح بخاری ۲۔ ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸ ۳۔ شرح مقاصد جلد ۳ الفقہ الاکبر



السنة الافضل ابوبكر ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي شرح مقاصد جلد ۳  
افضلیت ہمارے (اہل السنة) کے نزدیک خلافت کی ترتیب سے ہے حضرت  
عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تردد ہے۔ دوسرے مقام پر  
عبارت ہے کہ اہل سنت و جماعت نے فرمایا سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر  
عثمان ہیں پھر علی المرتضیٰ ہیں۔

امام الائمہ سراج الائمہ کاشف الغمہ امام ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
یوں ارقام فرماتے ہیں: افضل الناس بعد النبی علیہم الصلوٰۃ والسلام  
ابوبکر بن الصدیق ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان ذو النورین  
ثم علی بن ابی طالب المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔  
محقق علی الاطلاق برکت رسول اللہ ﷺ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث  
دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں: ومقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ  
بترتیب خلافت است۔ یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم  
عثمان ثم علی ومراد از افضلیت اکثریت ثواب است عند اللہ ۲ مقام  
ثانی یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کے مراتب ترتیب خلافت کے ساتھ ہیں۔ یعنی تمام صحابہ  
سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم  
اجمعین اور افضلیت سے مراد اکثریت ثواب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

افضلیت خلفاء راشدین خلافت کی ترتیب پر ہے۔

اس پر اکابرین اہل سنت کی تصریحات ذکر کی جا چکی ہیں۔



اہل سنت و جماعت کی نہایت ہی معتبر کتاب عقائد نسفیہ جو قدیم زمانہ سے نصاب درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہے یہ امام ہمام عمر بن محمد النسفی متوفی ۳۷۵ھ نے تصنیف فرمائی۔ تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے۔ علم العقائد میں نہایت ہی معتبر ہے۔ وہ یوں ارقام فرماتے ہیں: افضل البشر بعد نبینا ﷺ ابوبکر صدیق ثم الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ نبی اکرم ﷺ کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان ذوالنورین ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ کتاب عقائد اہل سنت و جماعت کی نہایت معتبر ہے۔ امام علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: علی هذا (الترتیب) وحدنا السلف والظاهر انه لو لم یکن لهم دلیل لما حکموا بذاک۔ ۲

ہم نے اس ترتیب پر سلف کو پایا تو یہ بات یقینی ہے کہ ان کے پاس دلیل ہے ورنہ وہ حکم نہ لگاتے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ ان ۳ کے متعلق جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر استاذی المکرم علامہ محمد اشرف السیالوی دامت برکاتہم العالیہ ارقام فرماتے ہیں کہ: فصار ماہرا فی سائتین وسبعین علوماً۔

شارح شرح العقائد کہ یہ ۲ علوم میں ماہر تھے۔

وہ یوں ارقام فرماتے ہیں: اجمع الصوفیۃ علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی صوفیاء کرام کا بھی اجماع و اتفاق ہے کہ امت میں ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم



اجمعین۔

حافظ امام ابوسعید السمان روایت کرتے ہیں: عن علی رضی اللہ عنہ  
قال خیر الناس فی هذه الامتہ ابوبکر، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین  
ثم انا۔

امام حجۃ الاسلام حامد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ یوں ارقام فرماتے ہیں: ان  
يعتقد فضل الصحابة وترتيبهم وان افضل الناس بعد النبي ﷺ  
ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بندے کے ایمان  
کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ کرام کی فضیلت میں ترتیب کا لحاظ رکھیں اور یہ  
عقیدہ رکھے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر  
صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں ۲  
ابو الحسن علی بن عثمان الجوزی الغزنوی الاہوری المشہور بہ داتا گنج بخش رحمہ  
اللہ تعالیٰ متوفی ۵۰۰ھ یوں رقم طراز ہیں۔

باب فی ذکر آئمتہم من الصحابة ومنہم شیخ الاسلام وبعد  
از انبیاء۔ بہترین انام کہ خلیفۃ پیغمبر ﷺ بود امام وسید اہل تجرید و پیشوائے ارباب  
تفرید و از آفات نفسانی بعید ابوبکر عبد اللہ بن عثمان الصدیق رضی اللہ عنہ ۳ حضرت  
ابوبکر صدیق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوق میں افضل ہیں کہ وہ  
رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوئے۔ اہل تجرید کے امام اور ارباب تفرید کے پیشوا اور  
آفات نفسانی سے دور ہیں۔



حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کشف المحجوب شریف میں ایک اور مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقدم ہمہ خلّاق است از پس انبیاء و روان باشد کہ کسے قدم پیش وے نہد۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوق پر مقدم (افضل) ہیں۔ کسی کیلئے جائز نہیں کہ ان سے آگے بڑھے۔ یعنی فضل و کمال میں کوئی بھی ان سے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ یعنی کسی کیلئے ممکن ہی نہیں کہ مرتبہ و کمال و فضل میں ان سے آگے بڑھ جائے۔

علم و عرفان کے آفتاب شریعت و طریقت کے مہتاب دنیا تصوف میں نئے باب کا اضافہ کرنے والے نظریہ وحدۃ الشہود قائم فرمانے والے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: وخلفہ مطلق بعد خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت عمر فاروق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں عثمان ذوالنورین است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب است رضی اللہ عنہ افضلیت ایشاں بترتیب خلافت است۔

علامہ قاری علی رضا اپنی معتبر کتاب بدائع منظوم فارسی جو درس نظامی کی مقبول ترین کتاب ہے یوں ارقام فرماتے ہیں:

ہست ابوبکر اول آچار	پیشوائے مہاجر و انصار
پس عمر آنکہ رائے اوبصواب	یافت راہ موافقت بکتاب
بعد ازاں معدن حیا عثمان	کامل الحکم و جامع القرآن



بعد ازاں حامل لواء نبی شاہ مرداں حق علی ولی

تمام علماء حق اہل سنت و جماعت کا طرز تحریر و تقریر یہی ہے کہ جب خلفاء اربعہ کا ذکر فرماتے ہیں تو اسی ترتیب سے، اس سے اہل سنت و جماعت کا مسلک بے غبار ہوتا ہے۔ کما قال امام المحدثین محقق علی الاطلاق برکت رسول اللہ ﷺ فی الہند۔

امام عبدالوہاب الشمرانی متوفی ۹۷۳ھ یوں ارقام فرماتے ہیں: قد اطبق السلف الصالح من الصحابة والتابعین علی احترام هؤلاء الاربعة الخلفاء عند اللہ وتعظیمہم علی هذا الترتیب الذی ذکرنا اما الصحابة فلا نهم شاہد و افضل ابی بکر بقرائن الاحوال المقترنة بقوله ﷺ وبفعلة المنبثین عن الافضلیة عند اللہ تعالیٰ واما التابعون فلا نهم خیر القرون بعد الصحابة ولانہم اعراف بعقائد الصحابة فی ابی بکر وغیرہ۔

۱۔ سلف صالحین صحابہ کرام اور تابعین میں تمام کا اتفاق ہے۔ کہ ان خلفاء اربعہ کا احترام و تعظیم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ صحابہ کرام نے تو حضرت صدیق اکبر کے فضل کا مشاہدہ کیا ایسے قرائن و احوال کے ساتھ جو نبی اکرم ﷺ کے قول و فعل مبارک سے حاصل تھے۔ ان سے ان کی افضلیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے معلوم ہوگئی۔

تابعین اس لئے کہ خیر القرون ہیں بعد از صحابہ کرام کیونکہ یہ صحابہ کرام کے



عقائد سے بخوبی واقف تھے کہ ابوبکر صدیق اور دوسروں کے متعلق ان کے کیا عقائد تھے۔ دوسرے مقام پر امام شعرانی شافعی یوں رقم طراز ہیں:

اعلم ان الامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابوبکر فعمرو  
 فعثمان فعلى رضى الله عنهم اجمعين۔ اے جان توں بیشک امام برحق رسول  
 اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ حدیث بشارت بالجنة کے  
 تحت یوں ارقام فرماتے ہیں: اینجا نکتہ ایست کہ برائے آن متنبہ باید شد کہ ذکر خلفاء  
 اربعہ ہر جا کہ در احادیث واقع شدہ کلاً و بعضاً ہمیں ترتیب شدہ و بایں استینا سے  
 بمذہب اہلسنت و جماعت حاصل میگردد ۲

اس جگہ (ابوبکر فی الجنة عمر فی الجنة عثمان فی الجنة علی  
 فی الجنة ہے) نکتہ ہے جو معلوم ہونا چاہیے کہ خلفاء اربعہ کا جہاں بھی ذکر ہوا ہے کلایا  
 بعضاً اسی ترتیب سے ہوا ہے۔ اس سے اہل سنت و جماعت کا مسلک حاصل ہوتا ہے۔  
 وہ یہی ہے کہ جس ترتیب سے ان کا ذکر ہے اسی ترتیب سے مراتب عند اللہ ہیں۔  
 (مؤلف)

لفظ افضل اور خیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں بطور نص:  
 قارئین ہم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ پر دلائل  
 کتاب و سنت۔ آثار صحابہ اور خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات اور



اجماع امت سے پیش کئے ہیں جن میں لفظ افضل، تفضیل، خیر سید، بطور نص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بولے گئے ہیں۔ افضل و خیر میں نسبت تساوی کی ہے لیلۃ القدر میں فرمایا خیر من الف شہر (افضل الف شہر) اور مصداق دونوں کا حضرت ابوبکر صدیق کی ذات ہے۔ لہذا ان دلائل سے واضح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت اور خیریت میں شک و شبہ اور تاویل و توجیہ کی بالکل گنجائش نہیں اور اہل سنت و جماعت کا مذہب اور عقیدہ بے غبار ہے اور جو اس عقیدہ سے منحرف ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

### افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کی تحقیق:

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اکابرین امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے عند اللہ مراتب ہیں۔

اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شیخین کی ترتیب، تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں ان کی آپس میں ترتیب، دوسری ان کے مجموعہ کی باقی دو (ختین) کے ساتھ ترتیب یہ دونوں صورتیں ایسی ہیں کہ پوری امت متفق ہے کہ حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم سے افضل ہیں اور اس میں بھی پوری امت متفق ہے کہ شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) ختین (حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی المرتضیٰ) سے افضل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں: ونبہتی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابو ثور از شافعی روایت میکند کہ ہج یکے از صحابہ و تابعین در تفضیل ابوبکر و عمر و تقدیم ایشان اختلافی نکرده و اختلافی اگر بہست در علی و عثمان است۔



وبالجملہ قرار داد مشائخ اہلسنت بران است کہ در تقدیم ابوبکر و عمر بر سائر صحابہ در رعایت ترتیب میان ایشان اختلافی نیست۔ ۱۔ امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں ابو ثور امام شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرم اور تابعین میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت و اقدمیت میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں اگر اختلاف ہے تو حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجماع کے درمیان ہے۔ شیخ صاحب بالجملہ سے خود خلاصہ ذکر فرماتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مشائخ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تمام صحابہ سے افضل ہیں اور ان کی ترتیب خلافت کی رعایت میں کوئی اختلاف نہیں یعنی جس طرح ترتیب خلافت میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق ہیں یوں ہی مراتب میں دوسری صورت کہ ختین (حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ) کی خلافت کی ترتیب ہے ان کے مراتب بھی اسی ترتیب پر ہیں۔ اس میں صحابہ و تابعین کا اجماع ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف ترمذی شریف، کے علاوہ دیگر کتب سے احادیث نقل کی جا چکی ہیں۔

جن کا خلاصہ یہی ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر افضل و خیر الناس ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر خاموش رہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سن کر خاموش رہتے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ کا اپنا ارشاد خیر الناس فی ہذہ الامۃ ابوبکر و عمر و عثمان ذوالنورین ثم انا النبراس اس امت میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان ذوالنورین پھر میں (علی المرتضیٰ) رواہ الحافظ ابوسعید۔ امام ابن حجر قسطلانی



امام ابن عساکر کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ عن عبد اللہ ابن عمر قال انکم تعلمون انا کنا نقول علی عهد رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر و عثمان و علی یعنی فی الخلافة کذا فی اصل الحدیث ففیہ تقید الخیریت المذکورہ و الافضلیت بما یتعلق بالخلافة فقد اطبق السلف علی خیریتهم عند اللہ علی هذا الترتیب بخلافتهم۔ ۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تمہیں علم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی یعنی فی الخلافة۔ یہ آخری جملہ یعنی فی الخلافة حضرت عبد اللہ بن عمر کی تفسیر ہے کہ یہ ترتیب خلافت ہے۔ اس جملہ سے ایک تو اس ترتیب سے خلافت حقہ کا ثبوت ہے دوسرا صحابہ کرام کے علم غیب کا ثبوت۔ باقی اس سے افضلیت بالترتیب کی نفی نہیں۔ بلکہ مشعر بالافضلیت ہے۔

حضرت امام ابن حجر قسطلانی فرماتے ہیں اس حدیث میں افضلیت و خیریت کو مقید کیا ہے۔ اس شے سے جو متعلق بالخلافة ہے اور متعلق بالخلافة ترتیب ہے لہذا سلف نے اتفاق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مراتب بھی اسی ترتیب پر ہیں۔ امام قسطلانی کی عبارت کو مولوی برخوردار ملتانی صحیح نہ سمجھ سکایا تجاھل عارفانہ کے پیش نظر نیر اس شرح شرح عقائد کے حاشیہ میں اس ترتیب سے افضلیت عند اللہ کے خلاف پیش کرتا ہے۔ اس پر مزید بات آگے کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں و نقل اللیہقی فی الاعتقاد بسندہ الی ابی ثور عن الشافعی انه قال اجمع الصحابة و اتباعهم علی



افضلیت ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی۔ ۱

صحابہ و تابعین کا اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اسی ترتیب سے افضل ہیں عند اللہ۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: بل حکى ابو منصور البغدادى الاجماع على ان عثمان الفضل وعن عبدالله بن عمر قال اجمع المهاجرون والانصار على ان خير هذه الامم ابو بكر وعمر وعثمان رواه خيثمه بن سعد ۲ ابو منصور بغدادی نے اجماع نقل کیا کہ حضرت عثمان غنی حضرت علی سے افضل ہیں اور عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے مہاجرین اور انصار صحابہ نے اجماع کیا ہے کہ اس امت سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔

ایک اور مقام پر علامہ امام عبدالعزیز پرہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: وفى التعرف اجمع الصوفيه على تقديم ابى بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم۔

صوفیاء کرام نے بھی اجماع کیا ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ثم عمر الفاروق ثم عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

لہذا ثابت ہوا صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب ہیں۔ امام ہمام عمر النسفی علم عقائد کی معرکہ الآراء کتاب عقائد نسفیہ میں اسی ترتیب کو ذکر فرماتے ہیں، افضل البشر بعد الانبياء ابوبکر ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذوالنورین، ثم علی المرتضیٰ اس پر حضرت علامہ تفتازانی شرح عقائد



میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔

وَعَلَىٰ هَذَا وَجَدْنَا السَّلَفَ شَرْحَ عَقَائِدِ إِمَامِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِرِهَارُودِي مِلَّتَانِي هَذَا كَمَا  
مَشَارَالِيهِ ذَكَرَ كَرْتِ هُوَ اَرْقَامُ فَرَمَاتِ هِيَ: التَّرْتِيبُ الْمَذْكُورُ ۱ السَّلَفُ كِي شَرْحِ  
مِی شَارِحِ شَرْحِ عَقَائِدِ یوں ارقام فرماتے ہیں: وَقَالَ بَعْضُ الْمُحْشِينَ الْمُرَادُ  
مِنَ السَّلَفِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ فَقَطْ. وَامَّا الَّذِي تَوَقَّفَ فِي عَثْمَانَ وَعَلَى  
الَّذِي فَضَّلَ الثَّانِي عَلَى الْاَوَّلِ فَمِنَ الْمُتَاخِرِينَ اَنْتَهَى ۲ یہاں جو امام سعد  
الدین تفتازانی نے سلف کا لفظ ذکر فرمایا کہ ہم نے مذکورہ ترتیب پر اسلاف کو پایا یہاں  
سلف سے مراد صحابہ اور تابعین ہیں فقط باقی یہ جو ہے کہ بعض نے ختمین کی تفصیل میں  
توقف فرمایا حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہیں تو اختلاف متاخرین میں  
ہے۔ لہذا صحابہ و تابعین کا اجماع ہے کہ خلافت کی ترتیب پر عند اللہ مراتب ہیں۔

خلفاء اربعہ میں سے کن کی تفصیل میں اور کن کا اختلاف؟

یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ شیخین کی افضلیت میں سلف و خلف کا اتفاق  
ہے۔ ختمین یعنی شیخین کی افضلیت ختمین پر اتفاقی ہے۔ ہاں ختمین کی آپس میں تفصیل  
اختلافی ہے متاخرین کے نزدیک۔ علامہ امام عبدالعزیز پر ہارودی یوں ارقام فرماتے  
ہیں: ان كثرة الثواب لا تعرف بالعقل ولذا وقف الامام مالك قيل له  
وعثمان وعلي قال ما دركت احدا اقتدى به يفضل احدهما علي  
الآخر ۱



افضلیت کا معنی کثرت ثواب ہے یہ معنی بغیر اعلام اللہ و اعلام النبی ﷺ محض عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا اسی لئے امام مالک نے توقف کیا ان سے پوچھا گیا نبی اکرم ﷺ کے بعد کون افضل الناس ہے آپ نے فرمایا ابو بکر و عمر کی افضلیت میں کوئی شک نہیں۔ پوچھا کیا حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے کون افضل ہے فرمایا ہم نے ایسا کوئی نہیں پایا جس کی اقتدا کریں کہ انہوں نے دونوں میں سے ایک کو فضیلت دی ہو دوسرے پر۔

مگر یہ اختلاف اٹھ گیا۔ امام عبدالعزیز پر ہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں:

قال الامام النووی فی شرح مسلم الصحيح المشهور تقديم عثمان على رضى الله عنهما انتی۔ ۱ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا صحیح اور مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں: منقول از ابو بکر ابن خزیمہ تفصیل علی بر عثمان و در جوہر الاصول میگوید کہ منقول از اہل تقدیم علی علی عثمان است و سفیان ثوری نیز بہمیں قائل است و از علماء حدیث آنکہ تقدیم علی بر عثمان کردہ است محمد اسحاق بن خزیمہ است و امام محی الدین نووی در شرح صحیح مسلم میگوید کہ بعضی اہل سنت و جماعت از اہل کوفہ بتقدیم علی بر عثمان رفتہ اند و قول صحیح و مشہور تقدیم عثمان است بر علی۔ ۲

وہ حضرات متاخرین میں جو تفصیل علی رضی اللہ عنہ کے قائل تھے ان کو شیخ نے ذکر فرمایا اور آخر میں امام نووی شارح مسلم کے قول کو بطور فیصلہ کن ذکر فرمایا کہ صحیح قول اور مشہور اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی



اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع:

امام مالک رضی اللہ عنہ کا توقف بین عثمان و علی رضی اللہ عنہما جو نقل کیا گیا آپ نے اس سے رجوع فرمایا امام عبدالعزیز پر ہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: ذکر القاضی عیاض عن الامام مالک انه رجع عن التوقف الى هذا وحكى القسطلانی عن سفیان الثوری انه رجع عن تفضیل علی الى تفضیل عثمان! قاضی عیاض نے ذکر فرمایا کہ امام مالک نے تفضیل علی رضی اللہ عنہ سے تفضیل عثمان ذی النورین کی طرف رجوع فرمایا اور امام قسطلانی نے فرمایا حضرت سفیان ثوری نے بھی تفضیل عثمان کی طرف رجوع فرمایا۔ امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں: وقسطلانی در شرح صحیح بخاری میگوید کہ بصفی از سلف بتقدیم علی بر عثمان رفتہ اند و سفیان ثوری از ایشان است و بعضی گفتہ اند کہ وہ در آخر ازاں رجوع کردہ است ۲۔ امام قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا کہ بعض سلف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم منقول ہے اور سفیان ثوری انہیں میں سے ہیں اور آخر میں انہوں نے رجوع کر لیا۔ مؤلف امام قسطلانی کی عبارت یوں ہے: وذهب بعض السلف الى تقديم علی علی عثمان وممن قال به سفیان الثوری لكن قيل انه رجع ۳



سیدی و مرشدی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ان کے ارشاد کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں اہل سنت کا بالکل اختلاف نہیں۔ اگر متاخرین میں اختلاف ہے بھی تو ختین میں ہے اور اس میں رجوع ثابت ہے۔ کہ توقف در افضلیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ از امام مالک نقل کردہ اند قاضی عیاض گفتہ کہ اور رجوع کردہ است از توقف بسوئے تفضیل عثمان ۱۔ وہ توقف جو حضرت عثمان غنی کی افضلیت میں حضرت امام مالک سے منقول ہے حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان کی افضلیت کی طرف رجوع فرمایا۔

امام ابن حجر عسقلانی شافعی یوں ارقام فرماتے ہیں: وان الاجماع انعقد بآخرة بين اهل السنة ان ترتيبهم في الفضل كترتيبهم في الخلافة رضي الله عنهم اجمعين ۲۔ آخر کار اس پر اہل سنت و جماعت کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ خلفاء اربعہ فضیلت خلافت کی ترتیب پر ہیں۔

اسی مقام پر فتح الباری میں یوں مذکور ہے: ان هؤلاء الاربعة اختارهم الله تعالى بخلافة نبيه واقامة دينه منزلتهم عنده بحسب ترتيبهم في الخلافة۔ ان چار خلفاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی خلافت کیلئے اور اقامتہ دین

۱۔ ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸ ح ۳ مکتوبات شریف جلد ۱ ح ۳ فتح الباری شرح بخاری جلد ۸



کیلئے پسند فرمایا تو ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی ترتیب کے مطابق ہے جو خلافت کی ترتیب ہے۔

افضلیت صدیق اکبر اور عمر فاروق میں اہل سنت کا بالکل اختلاف نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ افضلیت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما میں اہل سنت و جماعت کا اختلاف بالکل نہیں۔ اور رہا حجتین (حضرت عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو فاضل و مفضل والا اختلاف ہے) اولاً تو اختلاف کرنے والے بزرگوں نے رجوع فرمالیا اور اگر باقی ہے تو ایک یہ ہے کہ وہ متاخرین اہل سنت میں اختلاف ہے۔ دوسرا یہ کہ جمہور (اکثر) اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی سیدی و مرشدی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: **واما تفضیل عثمان بر علی رضی اللہ عنہما پس اکثر علماء اہل سنت بر آئند کہ الفضل بعد از شیخین عثمان است۔** **بہر حال الفضلیت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تو اکثر علماء اہل سنت کا مذہب ہے کہ شیخین کے بعد حضرت عثمان غنی افضل ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔**

**آئمہ اربعہ کے نزدیک مسئلہ تفضیل:**

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ رقم

طراز ہیں کہ مذہب آئمہ اربعہ مجتہدین نیز ہمیں است۔ ۲ آئمہ اربعہ حضرت امام

۱۔ مکتوبات امام ربانی ج ۲ مکتوبات شریف



اعظم ابو حنیفہ۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب و فضیلت ہے۔ عند اللہ تعالیٰ۔

### ایک شبہ کا ازالہ اور علامات اہل سنت:

امام علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد میں ایک عبارت ذکر فرمائی ہے۔ اُس سے ایک شبہ پیدا ہو رہا ہے۔ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ مکتوبات میں اُس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں۔

اولا شرح عقائد کی عبارت ملاحظہ ہو والسلف کانو متوقفین فی تفضیل عثمان حیث جعلوا من علامات اهل السنة والجماعت تفضیل الشيخین ومحبة الختین ۱ سلف تفضیل عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں توقف کرتے ہیں۔ جس مقام پر کیا انہوں نے تفضیل شیخین اور محبت ختین کو اہل سنت و جماعت کی علامت۔

۲ اسی طرح وہ توقف جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے سمجھا گیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کی علامات سے تفضیل شیخین و محبت ختین فقیر (امام ربانی) کے نزدیک اس عبارت کے اختیار فرمانے کی وجہ ہے چونکہ ان دونوں بزرگوں کے دورِ خلافت میں فتنوں اور خلل کا ظہور زیادہ تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان بزرگوں کے متعلق کدورتیں پائی جاتی تھیں۔

جب امام صاحب نے یہ معنی ان بزرگوں کے حق میں ملاحظہ فرمایا تو آپ



نے ان بزرگوں کے حق میں فقط محبت استعمال فرمایا اور ان کی دوستی کو اہل سنت کی  
 علامت قرار دیا اور تفصیل کے توقف کا تو شاید تک بھی نہیں ہے۔ توقف در تفصیل  
 کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ کتب حنفیہ بھری پڑی ہیں اس بات سے ان (خلفاء اربعہ) کی  
 افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ جیسا کہ خود امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عقائد  
 کی معجز کتاب فقہ اکبر میں تصریح فرمائی ہے کہ انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین  
 کے بعد مرتبہ ابو بکر صدیق کا پھر عمر فاروق کا پھر عثمان ذوالنورین کا پھر علی المرتضیٰ رضی  
 اللہ عنہم کا ہے۔ (مؤلف)

### افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجہ کیا ہے؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی الاطلاق کی وجہ کیا ہے؟  
 ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ہم جس افضلیت سے بحث کر رہے ہیں اس کا  
 معنی کثرت ثواب اور اعظم جزاء علی افعال الخیر ہے۔ لہذا اس میں کثرت خیرات  
 احسان یعنی کثرت کمال نہیں بلکہ کثرت ثواب خیرات احسان یعنی کثرت کمال  
 ہے۔ جیسے بعد والے لوگ اگر احاد پہاڑ کے برابر سوا فرغ کریں تو صحابہ کرام کے ایک  
 برابر جو با آداب و جو کے برابر ثواب نہیں پاسکتے۔ دوسری مثال جیسے حدیث شریف  
 میں آتا ہے اگر جماعت سے نماز ادا کی جائے تو پھر جماعت کے ادا کی ہوئی نماز سے  
 ۷۰ درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ اور تیسرا حدیث میں ہے کہ جس نماز کے وضو میں  
 مسواک استعمال کی جائے اس نماز کا ثواب اس نماز (جس کے وضو میں مسواک  
 استعمال نہیں کی گئی ہے) کے ثواب سے ۷۰ درجے زیادہ ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص  
 مسواک استعمال کرنے کے باوجود پھر جماعت کے نماز ادا کرے تو ۷۰ درجے ثواب



زیادہ رکھنے کے باوجود جماعت والی نماز کے ثواب کو نہیں پاسکتا بظاہر مسواک والی نماز کے درجے کمیت و تعداد میں زیادہ ہیں۔ وجہ یہ ہے کیفیت اور کثرت ثواب میں فرق ہے۔ مسواک والی نماز کے ۷۰ درجے اجر و ثواب اور کیفیت میں جماعت والی نماز کے ایک درجے سے بھی کم ہیں۔ یہ ہے فرق اور تفاوت ابو بکر صدیق کی حسنات و نیکی اور دوسرے صحابہ کرام کے حسنات و نیکیوں کے درمیان۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لو اتنرون ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح۔ اگر ابو بکر کا ایمان میری ساری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکر کا ایمان بھاری ہوگا۔ لہذا مدار فضیلت کثرت اعمال الخیر نہیں بلکہ کثرت ثواب اعمال الخیر ہے۔ امام عبدالعزیز پرہاروی چشتی ملتانی یوں ارقام فرماتے ہیں: والسرفی ذالک ان اصل الخیر هو الاخلاص فی العمل ومحبة الحق سبحانه ودوام الحضور معه وہی امور باطنیة ولذا قال بکر بن عبد اللہ المزنی ما فضلكم ابو بکر بصوم و صلوة. ولكن بشئ فی قلبہ انتہی ۱۔

افضلیت میں سر یہ ہے کہ اصل خیر وہ اخلاص فی العمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ ہمیشہ حضور اور یہ امور باطنی ہیں اسی لئے بکر بن عبد اللہ المزنی نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق کو تم پر صوم و صلوة کی وجہ سے فضیلت نہیں دی گئی بلکہ ایسی باطنی شے کی وجہ سے جو ان کے دل میں پائی جاتی ہے۔

تصوف کے امام حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں یوں ارقام فرماتے ہیں: اعلم ان السر الذی وقر فی صدر ابی بکر رضی اللہ



تعالیٰ عنہ وفضل بہ علی غیرہ هو القوة التي ظهرت فيه يوم موت رسول الله ﷺ فكانت له كالمعجزة في الدلالة على دعوى الرسالة فقوى حين ذهلت الجماعة۔ جان تو بیشک وہ راز جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ بے کینہ کے اندر رکھا گیا جس کی وجہ سے آپ ساری امت پر فضیلت پا گئے وہ قوت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت ظاہر ہوئی۔ یہ قوت دعوی رسالت رسول اللہ ﷺ کیلئے معجزہ تھی۔ جب باقی جماعت صحابہ کمزور ہو چکی تھی تو حضرت ابو بکر صدیق قوی و مضبوط تھے۔

لہذا الفضیلت کی مدار کثرت فضائل و مناقب پر نہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں:

وزیرا کہ سلف از صحابہ و تابعین آن قدر فضائل و مناقب کہ از حضرت امیر نقل کرده اند از هیچ صحابی منقول نشده است حتی قال الامام احمد بن حنبل ما جاء لاحد من الصحابة من الفضائل ما جاء لعلي مع ذالك هم ايشان حکم کرده اند با فضیلت خلفاء ثلاثه پس معلوم شد وجہ افضلیت دیگر است وراء این فضائل و مناقب ۲

اسلاف نے صحابہ کرام اور تابعین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل مناقب اس قدر نقل کیے کہ کسی صحابی کے اس قدر نقل نہیں کیے۔ حتی کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کسی صحابی کے اتنے فضائل بیان میں نہیں آئے تھے جتنے حضرت علی



رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان ہوئے ہیں اسکے باوجود سلف خلفاء ثلاثہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افضلیت کا حکم کرتے ہیں معلوم ہوا افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے سوا کوئی اور چیز ہے مؤلف وہ وجہ وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ بے کینہ کے اندر ودیعت فرمائی گئی ہے۔

### شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے اہل

سنت کو مغالطہ دینا: محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان میں ایک عبارت ذکر فرمائی ہے۔ بعض اہل سنت و جماعت کی صفوں میں پیش پیش حضرات اس عبارت کا غلط مطلب بیان کرتے ہیں۔ یا اس عبارت کو سمجھے نہیں۔ یا پھر اہل سنت عوام کو مغالطہ دے کر ان کے عقائد کو خراب کرتے ہیں۔ ہم قارئین کی نذر وہ عبارت کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کا اخذ کیا ہوا مطلب ذکر کریں گے پھر اس عبارت کا صحیح مطلب پیش کریں گے شیخ محقق کی عبارت یہ ہے۔ بدانکہ جمہور اہل سنت و جماعت بریں ترتیب اندک مذکور شد۔<sup>۱</sup> جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جس ترتیب پر خلافت ہے اسی ترتیب پر مراتب ہیں اس عبارت کی وضاحت عبارت میں لفظ ایں اسم اشارہ ہے اسکا مشارالیه شیخ صاحب کی وہ عبارت ہے جو پچھلے صفحہ پر موجود ہے وہ یہ عبارت ہے۔

افضلیت خلفاء اربع بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابو بکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی شیخ نے لفظ مذکورہ شد سے اسی کا حوالہ دیا۔ یہ عبارت خاص ہے اس پر نص ہے کہ ان چار بزرگ صحابہ کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلافت کی ترتیب پر



ہیں اور خلافت ایک واقعی چیز ہے جو واقع ہو چکی ہے۔

یہ ترتیب جزئی حقیقی ہے۔ اور وہ ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ، یہ متعدد چیزوں کو وحدانیت وحدانیہ لگی ہوئی ہے اس وجہ سے یہ ترتیب جزئی حقیقی بن گئی۔ شیخ صاحب نے لفظ جمہور ذکر فرمایا اس سے اختلاف کی طرف اشارہ ہے بعض اہل سنت و جماعت اس ترتیب مراتب کے قائل نہیں مطلب یہ ہوا تمام متفق نہیں یہ نفی ہے اور ترتیب چار چیزوں میں ہے اور یہ متعدد ہیں اور یہ قانون ہے متعدد پر نفی آئے تو کئی صورتیں بن جاتی ہے لہذا اختلاف کی کئی صورتیں بن جاتی ہیں

نمبر ۱: حضرت عمر فاروق حضرت ابو بکر صدیق سے افضل۔

نمبر ۲: حضرت عثمان غنی حضرت ابو بکر سے افضل۔

نمبر ۳: حضرت علی المرتضیٰ حضرت ابو بکر صدیق سے افضل۔

نمبر ۴: حضرت عثمان غنی حضرت عمر سے افضل۔

نمبر ۵: حضرت علی حضرت عمر سے افضل۔

نمبر ۶: حضرت علی المرتضیٰ حضرت عثمان غنی سے افضل:

اسی طرح دو دو کو پھر تین کے مجموعہ کو لیکر ترتیب نکالی جائے تو کئی صورتیں بن جاتی ہیں ان تمام صورتوں میں ایک صورت اختلافی ہے یعنی مادہ اختلاف متعین ہے وہ ہے حضرت عثمان غنی اور علی المرتضیٰ کے درمیان کہ جمہور کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں اور بعض اہل سنت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ کی تفصیل ہے لہذا باقی تمام احتمالات باطل اور بحیثیت مختلف فیہ ایک ہی صورت ہے۔ جب ایک مادہ میں جمہور اور بعض کا اختلاف ہوا ہے جمہور اس مادہ ترتیب کے مثبت



ہیں اور بعض نافی ہیں اور صورت اثبات میں وہ ترتیب ھئیت واحدانیہ کے ساتھ جزئی حقیقی ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ جمہور اس ترتیب پر ہیں لیکن لفظ جمہور کا متعلق صرف وہ ایک مادہ ترتیب ہے جو حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان متحقق ہے۔ باقی وہ مادہ ترتیب جو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے درمیان فاضل و مفضل والا متحقق ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور پھر جو حضرت عمر فاروق کی تقدیم کا مادہ ہے باقی ھئتین پر اس میں بھی اختلاف نہیں۔

قارئین اب ہم مادہ اختلاف کے تعین پر احادیث و اقوال پیش کرتے ہیں۔ حضرت عثمان کی فضیلت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اس میں (اختلاف ہے) اکثر علماء اہل سنت کا مذہب ہے کہ شیخین کے بعد حضرت عثمان افضل پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئمہ اربعہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، احمد بن حنبل، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب کہ حضرت عثمان غنی افضل ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور یہی مراد ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت سے جمہور علماء اہل سنت اس ترتیب پر ہیں کیونکہ ترتیب خلافت میں جمہور اور غیر جمہور کا تعلق صرف اس افضلیت میں ہے جو حضرت علی اور حضرت عثمان غنی کے درمیان پائی جاتی ہے۔ باقیوں میں جمہور غیر جمہور کا مسئلہ نہیں ہے۔ امام علی القاری حنفی یوں ارقام فرماتے ہیں اجمع اہل السنة والجماعة علی ان الفضل الصحابة ابوبکر فعمرو فعثمان فعلی فبقية العشرة المبشرة بالجنة فاهل بدر فباقي اہل احد فباقي اہل بیعة الرضوان بالحديبية فباقي الصحابة انتمی۔

ولعله اراد بالا جماع اجماع اکثر اہل السنة والجماعة لان



الاختلاف واقع بين علي و عثمان رضي الله تعالى عنهم عند بعض اهل السنة وان كان الجمهور على الترتيب المذكور ۱۔ اجماع سے مراد اکثر اہل سنت و جماعت کا اجماع مراد ہے کیونکہ اختلاف واقع ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بعض اہل سنت کے نزدیک اگرچہ جمہور ترتیب مذکور پر ہیں کہ صحابہ میں افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ.....

حضرت ملا علی قاری نے بالکل واضح فرمادیا کہ اختلاف صرف حضرت علی اور حضرت عثمان کے درمیان ہے جمہور اور اکثر اہل سنت کے نزدیک خلافت والی ترتیب پر مراتب ہیں لہذا شیخ صاحب کی عبارت اور ملا علی صاحب کی عبارت بالکل باہم مطابق ہیں لیکن یہ کہنا کہ جمہور کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق افضل ہیں۔ اور غیر جمہور (بعض) کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ ابو بکر صدیق سے افضل ہیں جہالت یا بددیانتی کے سوا کچھ نہیں۔

امام علامہ سعد الدین تفتازانی یوں ارقام فرماتے ہیں فقال اهل السنه والجماعت الافضل ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي وقد مال البعض منهم الى تفضيل علي رضي الله تعالى عنه علي عثمان والبعض الى التوقف بينهما ۲

اہل سنت کے نزدیک ابو بکر صدیق سب سے افضل پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ۔ اہل سنت سے بعض نے میلان کیا ہے اس طرف کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت عثمان غنی سے افضل ہیں اور بعض نے ان کے درمیان توقف کیا ہے۔



علامہ تفتازانی نے واضح فرمادیا اہل سنت کے درمیان اگر اختلاف ہے تو صرف ختین کے درمیان ہے۔

امام ابن حجر مکی یوں تحریر فرماتے ہیں: اعلم ان الذی اطبق علیہ عظماء الملت و علماء الامة ان افضل هذه الامة ابوبکر الصديق ثم عمر ثم اختلفوا فالا كثرون ومنهم الشافعي واحمد و هو المشهور عن مالک ان الافضل بعد هما عثمان ثم علی۔ بلاشبہ یہ بات ہے کہ عظماء ملت اور علماء امت کا اتفاق ہے کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں۔ پھر اختلاف پایا جاتا ہے۔

اکثر اور ان میں سے امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام مالک کا مذہب یہ ہے حضرت عثمان غنی افضل ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لہذا ان کی عبارت سے مادہ اختلاف کا تعین بھی ہوا اور بالکل بے غبار ہوئی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب روز روشن کی طرح واضح ہوا۔ لہذا تفصیل حضرت علی ابی بکر الصديق والا مطلب نکال کر اہل سنت کو مغالطہ دینا اور اس تفصیلی شیعہ کو سنی قرار دینا اور حوالہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تکمیل الایمان کا دنیا سرا سرا اہل سنت کو دھوکہ دینا ہے۔ اور ساتھ یہ کہنا میں جمہور والا عقیدہ رکھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق کو افضل مانتا ہوں یہ باطنی رفض کو مخفی رکھنے اور اہل سنت کی ضرب کاری سے بچنے کی کوشش ہے اور پھر اوپر سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ دیکر دوسرے علماء اہل سنت و جماعت کو مرعوب کرنے اور علماء اہل سنت کے اس عقیدہ کے محل میں زلزلہ پیدا



کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں: **فالمقطوع بین اهل السنن بافضلیت ابی بکر ثم عمر ثم اختلفو فیمن بعدهما فالجمهور علی تقدیم عثمان ۱** افضلیت صدیق اکبر پھر عمر فاروق اہل سنت کے نزدیک قطعی ہے اختلاف ان کے بعد میں (عثمان غنی اور علی المرتضیٰ میں ہے) جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔

شیخ صاحب کی عبارت واضح ہوگئی۔

امام ابن حجر قسطلانی یوں تحریر فرماتے ہیں: **فقد اطبق السلف علی خیرہم عند اللہ علی هذا الترتیب کخلافتہم و ذهب بعض السلف الی تقدیم علی علی عثمان ۲** اسلاف کا اتفاق ہے کہ خلفاء اربعہ کی افضلیت (خیریت) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی ترتیب پر ہے جس ترتیب پر خلافت واقع ہوئی ہے۔ ہاں بعض سلف کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

اس عبارت نے بھی شیخ صاحب کی عبارت کو واضح فرمادیا۔

شیخ صاحب کی ایک اور عبارت سے مغالطہ دیا جاتا ہے۔ تکمیل الایمان میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک اور عبارت ہے اہل سنت کو اس عبارت سے بھی مغالطہ دیا جاتا ہے۔ ہم پہلے عبارت نقل کرتے ہیں پھر وضاحت



کریں گے۔ شیخ صاحب کی عبارت، ولیکن بعضے از فقہاء محدثین در شرح قصیدہ امالیہ نقل کرده اند کہ افضلیت خلفاء اربعہ مخصوص است بماعدای اولاد پیغمبر ﷺ وابن عبدالبر کہ از مشاہیر علماء حدیث است در استیعاب ذکر میکند کہ سلف اختلاف کرده اند در تفضیل ابوبکر و علی میگویند کہ مروی از سلمان و ابوذر و مقداد و خباب و جابر و ابو سعید خدری و زید بن ارقم آن است کہ علی مرتضیٰ او کسی است کہ اسلام آورده و لیکن از جهت خوف ابی طالب کتمان نموده و گفته است کہ این جماعت از صحابہ علی را تفضیل دهند برہر نہ غیر اوست این کلام ابن عبدالبر است۔

۱۔ لیکن بعض فقہا محدثین سے شرح قصیدہ امالیہ میں منقول ہے کہ خلفاء اربعہ (یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) کی افضلیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک کو چھوڑ کر باقیوں کے ساتھ خاص ہے۔

ابن عبدالبر جو کہ مشاہیر علماء حدیث میں سے ہے۔ استیعاب میں یوں ارقام کرتے ہیں سلف نے افضلیت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ میں اختلاف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت سلمان، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خباب، حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری اور حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ وہ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے مگر ابوطالب کے خوف سے ظاہر نہ کیا ابن عبدالبر نے کہا صحابہ کی یہ جماعت حضرت علی کو ان کے غیر پر فضیلت دیتی تھی یہ



کلام ابن عبد البر کی ہے۔

قارئین بعض لوگ اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں کہ شیخ کا مذہب ہے کہ ابن عبد البر کی یہ روایت معتبر ہے اور اہلسنت اس روایت کو لیتے ہیں۔  
لہذا بعض اہل سنت کے نزدیک حضرت علی حضرت ابو بکر صدیق سے مطلق افضل ہیں۔

### اس عبارت کی وضاحت:

اولاً عرض ہے کہ اس عبارت کو افضلیت حضرت علی المرتضیٰ پر بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں چونکہ عبارت کے حصہ اولیٰ کا معنی یہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک خلفاء اربعہ سے افضل ہے تو خلفاء اربعہ میں حضرت علی المرتضیٰ بھی ہیں لہذا اس عبارت کے پہلے حصہ سے حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت بعد الانبیاء علی سائر الخلق ثابت نہ ہوئی۔

ثانیاً ابن عبد البر کی عبارت بحوالہ تکمیل الایمان پیش کر کے عوام و خواص کو یہ بتانا کہ یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ بعض اہل سنت افضلیت حضرت علی المرتضیٰ علی ابی بکر صدیق کے قائل ہیں۔ سراسر بدیانتی اور دھوکہ اور فریب ہے او اہل سنت و جماعت کے قطعی عقیدہ اور عظمت ابی بکر صدیق کو مجروح کرنا ہے اور شیخ عبدالحق جو امام اہل سنت ہیں انکے عقیدہ پر حملہ ہے اور پھر شیخ کا حوالہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں شیخ کی شخصیت کو بطور حجت پیش کیا جاتا ہے مگر یہ دھوکہ عوام اہلسنت کو دیا جاسکتا ہے لیکن اہل علم کو نہیں دیا جاسکتا۔

اب ان کی بددیانتی ملاحظہ ہو۔ شیخ صاحب تکمیل الایمان میں ابن عبد البر کی



مذکورہ روایات کو نقل کر کے فرماتے ہیں: ایں کلام ابن عبدالبر است۔ یہ کلام ابن عبدالبر کی ہے۔ اس کے بعد شیخ یوں ارقام فرماتے ہیں: ولیکن میگویند کہ ایں مقالہ از ابن عبدالبر مقبول و معتبر نیست زیرا کہ روایت شاذہ کہ مخالف قول جمہور افتد معتبر نباشد و جمہور آئمہ دریں باب اجماع نقل میکنند۔ لیکن مشائخ اہل سنت فرماتے ہیں ابن عبدالبر کا یہ قول معتبر و مقبول نہیں کیونکہ جو روایت شاذہ جمہور کے قول کے مخالف ہو وہ معتبر نہیں ہوتی اور جمہور اس باب میں (یعنی افضلیت ابی بکر علی سائر الصحابہ میں) امت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ قارئین دیکھا کہ شیخ صاحب کی ابن عبدالبر کی عبارت نقل کرنے کی غرض کیا تھی وہ ابن عبدالبر کا رد کرنا چاہتے تھے اس لئے اس کی عبارت استیعاب سے لائے اور جمہور کی طرف سے رد پیش فرمایا کہ جمہور مشائخ اہل سنت اس روایت کو رد کرتے ہیں یعنی اہل سنت کے نزدیک ابن عبدالبر کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں اور کتنا ظلم ہے کہ اہل سنت کے بڑے بڑے اجتماعات میں صرف ابن عبدالبر کی درجہ اعتبار سے ساقط و مردود عبارت سے بعض اہل سنت کا عقیدہ صحیح ثابت کرنا کہ یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ اہل حق ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن حکیم کی آیت: (ولا تقربوا الصلوٰۃ نماز کے قریب نہ جاؤ) پڑھ کر تبلیغ کی جائے (وانتم سکاری در آں حالیکہ تم نشے میں ہو) کو نہ پڑھا جائے یہ بے دینی نہیں تو اور کیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب تکمیل الایمان میں لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق افضل ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ جمہور والا ہے۔ یہ کیسا



مغالطہ ہے اہل سنت کو کہ ادھر بھی حق ہے جو حضرت علی المرتضیٰ کو حضرت ابو بکر صدیق پر فضیلت دے۔ شیخ محقق ابن عبدالبر کی عبارت پر مؤلف کا تبصرہ کہ ابن عبدالبر کی عبارت سرے سے افضلیت علی الاطلاق ثابت ہی نہیں ہوتی کیونکہ اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ یہ صحابہ کرام اس بات کے قائل تھے کہ حضرت علی المرتضیٰ ایمان لانے میں سابق ہیں لیکن اس کا یہ مطلب کب ہے کہ آپ حضرت ابو بکر یا عمر فاروق اور عثمان غنی سے افضل ہیں۔ تکمیل الایمان کے اسی صفحہ ۵۶ پر چند سطور بعد یوں تحریر فرماتے ہیں: وبہی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابو ثور شافعی روایت میکند کہ ہج یکے ز اصحاب و تابعین در تفصیل ابو بکر و عمر و تقدیم ایشان اختلافی نکرده و اختلافی اگرست در علی و عثمان و بالحملة قرار داد میں مشائخ اہل سنت براں است کہ در تقدیم ابو بکر و عمر سائر صحابہ در ریاعت ترتیب میاں ایشان اختلافی نیست۔ امام بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں کہا کہ ابو ثور نے امام شافعی سے روایت کی ہے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت و تقدیم میں صحابہ و تابعین میں سے کسی کا اختلاف نہیں اگر اختلاف ہے بھی تو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عثمان غنی کے درمیان ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے مشائخ اہل سنت کا مذہب یہ کہ افضلیت صدیق اکبر اور عمر فاروق تمام صحابہ میں اتفاقی ہے اس میں اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں۔ قارئین حضرت شیخ محقق کی زبانی مادہ اختلاف متعین ہو گیا۔

تکمیل الایمان کا حوالہ دینے والے لوگ خیانت سے کام لیتے ہیں۔ صرف رض کا بیج بونے کیلئے۔ اور شیخ صاحب کی عبارت سے یہ مطلب لینا کہ جمہور کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق حضرت علی سے افضل ہیں اور بعض اہل سنت کے نزدیک



حضرت علی افضل ہیں یہ انتہا درجے کی جہالت ہے یا انتہاء درجے کا دھوکہ اور مغالطہ ہے جس کا مقصد عوام اہل سنت کے سینوں سے سنیت کی نعمت کو نکالنا ہے اور تاثر یہ دینا کہ جو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کو حضرت ابوبکر صدیق سے افضل مانے وہ بدستور سنی رہتا ہے۔ ہم عنقریب اس کا اپریشن کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب اور کتب سے مادہ اختلاف کو متعین کرتے ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں و ترتیب افضلیت در میان خلفاء راشدین بترتیب خلافت است اما افضلیت شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است۔ چنانچہ نقل کردہ اند انرا جماعہ زاکابر آئمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی است قال الشيخ الامام الاشعري ان تفضيل ابي بكر ثم عمر على بقية الامة قطعي قال الذهبي وقد تواتر عن علي في الخلافة وكرسي مملكته وبين الجم الغفير من شيعته ان ابا بكر وعمر افضل الامة ثم قال ورواه عن علي كرم الله وجهه الكريم نيف وثمانون نفسا وعد منهم جماعة ثم قال قبح الله الرافضة ما اجهلهم وروى البخاري عنه انه قال خير الناس بعد النبي ﷺ ابوبكر ثم عمر ثم رجل آخر فقال ابنه محمد بن الحنفية ثم انت فقال انما انا رجل من المسلمين وصحح الذهبي وغيره عن علي انه قال الا وانه بلغني ان رجلا يفضلونني عليهما ومن وجدته فضلني عليهما فهو مفتر عليه ما على المفترى واخرج الدارقطني عنه لا اجد احدا يفضلني على ابي بكر وعمر



الاجلدة، جلد المفتری وامثال ذالك منه ومن غيره من الصحابة متواترة بحيث لا مجال فيه لانكار احد. واما تفضيل عثمان بر علي رضي الله عنه عنهما۔ پس اكثر علماء اهل سنت بر آئند کہ افضل بعد از شيخین عثمان است پس علی و مذہب آئمہ اربعہ نیز ہمیں است۔ ۱۔

خلفاء اربعہ کی افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ کرام و تابعین کے اجماع سے ثابت ہے۔ آئمہ اکابرین کی جماعت نے نقل کیا ہے ان میں سے امام شافعی بھی ہیں۔

امام شعرانی فرماتے ہیں شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے امام ذہبی نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے اپنے دور حکومت و خلافت میں اپنے گروہ کے جم غفیر میں فرمایا تھا کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ساری امت سے افضل ہیں پھر امام ذہبی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ۸۰ سے زائد افراد نے روایت کیا اور ایک جماعت کو ان میں سے ذکر کیا۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کو ہلاک کرے کتنے جاہل ہیں۔ مؤلف امام ذہبی نے تصریح فرمادی کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت کا منکر رافضی ہے۔

امام بخاری نے روایت فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے ابو بکر صدیق خیر (افضل) ہیں پھر عمر فاروق پھر اور ایک آدمی حضرت محمد بن حنفیہ نے کہا پھر آپ نے فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ امام ذہبی اور ان کے علاوہ آئمہ نے اس روایت کو صحیح



قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار مجھے خبر ملی ہے کچھ لوگ مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں۔ فرمایا جو مجھے ان بزرگوں پر فضیلت دیگا وہ مفتری (بہتان تراش) ہے اس پر بہتان تراش کی حد ہے۔ امام الدار قطنی نے روایت فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے شیخین پر فضیلت دیگا میں اُسے مفتری کی حد ۸۰ کوڑے ماروں گا۔ اس طرح کی روایات حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے حد تواتر کو پہنچ رہی ہیں۔ کسی کیلئے انکار کی مجال نہیں۔ بہر حال حضرت عثمان غنی کی فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی افضل ہیں حضرت علی سے اور آئمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔ قارئین دیکھا حضرت مجدد پاک نے مسئلہ کس طرح بے غبار فرمایا کہ چند طریق سے:

نمبر ۱: افضلیت شیخین قطعی ہے نمبر ۲: حضرت جمع غیر میں نص فرما رہے ہیں:  
نمبر ۳: امام بخاری کی روایت بھی واضح اور صریح ہے۔  
نمبر ۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضلیت کے منکر کو کوڑے مارنے کی حد بیان فرماتے ہیں۔

نمبر ۵: امام ذہبی نے فرمایا افضلیت شیخین کا منکر رافضی (خارج از اہل سنت ہے)

نمبر ۶: مجدد صاحب فرماتے کسی کے لیے انکار کی گنجائش نہیں۔ ہاں مادہ اختلاف حضرت علی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہے اور آئمہ اربعہ اور دیگر اکثر علماء اہل سنت و جماعت تفصیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل ہیں۔ ثانیاً شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عبد البر کی روایت کا رد علی طریقۃ التسلیم



فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: و بر تقدیر تسلیم روایت وے ازاں جماعت صحابہ کہ تفصیل علی مرتضیٰ نقل کردہ و امثال آں روایات چنانچہ خطابى از بعضے مشائخ حدیث نقل مے کند کہ میگویند ابو بکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر امام تاج الدین سبکی کہ از اعظم علماء شافعه است در طبقات کبریٰ از بعضے متأخرین نقل کرده است کہ ایشان تفصیل ختین میکنند از جهت ثبوت زوجیت بابضعه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شیخ جلال الدین سیوطی در کتاب خصائص از امام علیم الدین عراقی نقل کرده است کہ فاطمہ و برادر وے ابراہیم باتفاق افضل اند از خلفاء اربعہ و امام مالک آورده اند کہ گفت ما افضل علی بضعه النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد افراد من ہج یکے را بر آنکہ جگر پارہ رسول اللہ است تفصیل نہم ایں تفصیل نسبت بدیگراں است نہ بالیشان میگویند کہ ایں ہمہ روایات ضرر بمقصود ندارد و منافی مدعائے ما نیست مدعا ما الیجا چنانچہ تحریر کردہ آد اثبات افضلیت بوجہ خاص است و آں بمفضولیت بوجہ دیگر منافات ندارد (و ایں فضائل الخ) دیگر منافات ندارد و ایں فضائل کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بکلہ بزمید شرف نسب و کرامت جوہر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ اجزائے اویند شرفی و شانی ہست کہ در ذات شیخین نیست ہچکس را در آنجا مجال توقف و انکار نخواہد بود باوجود آں ثواب شیخین اکثر و نفع ایشان در اسلام و اہل آں اعظم و اوفر است۔ ۱۔ اب شیخ صاحب ابن عبدالبر کی روایت کا جواب علی طریقہ التسلیم دیتے ہیں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے ابن عبدالبر والی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق



اکبر رضی اللہ عنہ پر افضلیت دیتے تھے وہ انضلیت اور معنی میں ہے جیسا کہ بعض حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ دونوں کو افضل قرار دیتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی بنات طہرات طاہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وعلیہن کے ساتھ زوجیت والی تھی۔ اور یہ دونوں بنات طہرات چونکہ سر کا ﷺ کے جسم پاک کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا بایں معنی حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت اہل سنت کے مدعا کو مفر نہیں جیسا کہ بعض نے قول کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد پاک شیخین سے افضل ہے۔ کیونکہ جسم رسول اللہ ﷺ کا ٹکڑا ہیں تو فضیلت شرف نسب کی بنا پر ہے۔ باوجود اس شرف کے شیخین کا مرتبہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ ہے۔ کیونکہ افضلیت کی مدار شرف نسب پر نہیں بلکہ کثرت ثواب اعمال الخیر پر ہے اور یہ معنی ساری امت میں مع اولاد پاک ﷺ سب سے زیادہ شیخین میں پایا جاتا ہے۔ پھر اکثر و جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان غنی افضل ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

قابل غور بات یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے یہ بات بھی نقل فرمائی بعض کے نزدیک خلفاء اربعہ کی افضلیت سوائے اولاد پاک ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے تو اس میں حضرت علی المرتضیٰ بھی شامل ہیں اور اولاد پاک پر ان کی افضلیت بھی ثابت نہیں ہوتی تو پھر اگر خصم حضرت علی کو فاضل مانے تو بتائے کس دلیل سے اگر علی الاطلاق فاضل مانتا ہے تو وضاحت کرے پھر ہم بھی جواب دیں گے۔ حقیقت یہ ہے جواب وہی حق ہے جو شیخ محقق نے خود تکمیل الایمان میں ارشاد فرما دیا ہے۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔



لہذا خواہ مخواہ یہ رٹ لگانی کے حضرت علی افضل ہیں غلط ہے اس سے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ رد ہوتا ہے جو کہ خلاف واقع ہے کیونکہ جس معنی میں حضرت صدیق اکبر افضل ہیں جو اہل سنت کی مراد ہے کثرت ثواب اس میں حضرت صدیق اکبر کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں ہو سکتا بلکہ ممکن نہیں۔

ابن عبد البر کی روایت کی وضاحت امام ابن حجر مکی کی زبانی تفصیلوں (شیعہ) کو ایک یہ گزارش بھی ہے کہ شیخ صاحب کی عبارت سے واضح ہے کہ بعض حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت کے قائل اس لئے ہیں کہ اُن کی نسبت بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فاطمہ الزہراء) سے زوجیت والی ہے تو پھر ہم گزارش کریں گے پھر تمہیں چاہیے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت علی سے ایک مرتبہ اور شیخین سے دو مرتبہ افضل مانا جائے کیونکہ ان کے نکاح میں دو بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ (مؤلف)

امام ابن حجر مکی یوں ارقام فرماتے ہیں: فان قلت ينافي ما قدمته من الاجماع على افضلية ابي بكر قول بن عبد البر ان السلف اختلفوا في تفضيل ابي بكر وعلى رضى الله تعالى عنهما وقوله ايضا قبل ذلك روى عن سلمان وابي ذر والمقداد وخباب وجابر وابي سعيد الخدري وزيد بن ارقم ان عليا اول من اسلم وفضله هو لاء على غيره قلت اما ما حكاها اولاً من ان السلف اختلفوا في تفضيلهما فهو شئ غريب انفرد عن غيره ممن هو اجل منه حفظاً واطلاعاً فلا يعول عليه. فكيف والحاكي لاجماع الصحابة والتابعين على تفضيل ابي بكر



وعمر وتقديهما اعلی سائر الصحابة جماعة من اكابر الائمة منهم الشافعي رضي الله عنه كما حكاه عنه البيهقي وغيره وان من اختلف منهم انما اختلف في علي وعثمان وعلى التنزل فانه حفظ ما لم يحفظ غيره فيجاب عنه بان الائمة اعرضوا عن هذه المقالة لشذوذها الى ان شذوذ المخالف لا يقدح فيه اورأو انها حادثة بعد انعقاد الاجماع فكانت في حيز الطرح والرد على ان المفهوم من كلام ابن عبد البر ان الاجماع استقر على تفضيل الشيخين على الحسين واما ما وقع في طبقت ابن السبكي الكبرى عن بعض المتأخرين من تفضيل الحسين من حيث انهما بضعة فلان في ذلك مما قدمناه ان المفضول قد توجد فيه مزية ليست في الفاضل على ان هذا تفضيل لا يرجع لكثرة الثواب بل لمزيد شرف ففي ذات اولاده عليه السلام من الشرف ما ليس في ذات الشيخين ولكنهما اكثر ثوابا واعظم نفعا للمسلمين والاسلم واخشى لله واتقى ممن عداهم من اولاده عليه السلام فضلا عن غيرهم واما ما حكاها اعني ابن عبد البر حاكيا عن اولئك الجماعة فلا يقتضي انهم قائلون بافضيلت علي على ابي بكر مطلقا. اما من حيث تقدمه عليه اسلاما ببناء على القول بذلك او مرادهم بتفضيل علي على غيره ماعد الشيخين وعثمان لقيام الادلة الصحريحة الصحيحة على افضيلت هؤلاء عليه - ا خلاصة اس عبارت كا



یہ ہے کہ امام ابن حجر مکی نے افضلیت صدیق اکبر پر اجماع نقل فرمایا۔ ابن عبدالبر کی عبارت کو لیکر معترض نے اعتراض کیا تو امام ابن حجر اُس اعتراض کو نقل کرتے ہیں فان قلت سے تو پھر کئی وجوہ سے جواب دیتے ہیں۔

اعتراض یہ ہے کہ آپ نے کہا افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے حالانکہ ابن عبدالبر کا قول ہے کہ سلف نے تفصیل ابی بکر اور علی میں اختلاف کیا ہے۔ دوسرا یہ بھی قول ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سلمان حضرت ابوذر حضرت مقداد حضرت خباب حضرت جابر حضرت ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ اسلام لائے اور یہ صحابہ کی جماعت حضرت علی المرتضیٰ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتی تھی۔

قلت سے جواب دیتے ہیں: اولاً یہ جو حکایت ابن عبدالبر نے کی ہے کہ سلف نے ان دونوں (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ) میں تفصیل کا اختلاف کیا ہے۔ یہ شئی غریب ہے اس میں ابن عبدالبر منفرد ہے ان اکابر سے جو حفظ و معلومات کے اعتبار سے اس سے بڑے ہیں لہذا اس روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کس طرح اعتماد کیا جاسکتا ہے حالانکہ تفصیل ابی بکر اور ان کی تقدیم تمام صحابہ پر صحابہ و تابعین کا اجماع منقول ہے اور حکایت کرنے والی اکابر ائمہ کی جماعت ہے۔ ان اکابر میں سے امام شافعی ہیں جس طرح امام بیہقی وغیرہ نے حکایت کیا ہے اور وہاں اگر اختلاف ہے تو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہے۔

ثانیاً علی سبیل التنزل جواب۔ اگر مانا جائے کہ ابن عبدالبر نے وہ کچھ محفوظ



کیا جو اس کے غیر نے نہیں کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ اولاً آئمہ نے اس مقالہ سے اعراض فرمایا کیونکہ یہ روایت شاذہ ہے اور مخالف کا شذوذ اجماع میں خرابی پیدا نہیں کر سکتا۔ ثانیاً آئمہ نے دیکھا کہ یہ اختلاف اجماع منعقد ہونے کے بعد پیدا ہوا تو یہ اختلاف مطروح و مردود ہے اس پر کوئی اعتماد نہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات ہے کہ ابن عبدالبر کی کلام سے مفہوم یہ ہے کہ اجماع تفصیل شیخین علی الحسنین پر منعقد ہوا۔

اور اعتراض کہ طبقات ابن السبکی میں ہے کہ بعض متاخرین حسنین کو شیخین پر فضیلت دیتے تھے اس حیثیت سے کہ یہ بضعہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو یہ ہمارے مدعا کے منافی نہیں کیونکہ مفضول میں کبھی ایسی فضیلت پائی جاتی ہے جو فاضل میں نہیں پائی جاتی۔

علاوہ اس کے اور جواب یہ کہ تفصیل کثرت ثواب کی طرف رجوع نہیں کرتی بلکہ یہ شرف نسب کی فضیلت کی طرف رجوع کرتی ہے اور جو شرف اولاد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں پایا جاتا ہے وہ جزوی شرف ذات شیخین میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن یہ دونوں بزرگ اکثر ہیں ثواب کے لحاظ سے اور اعظم ہیں از روئے مسلمان کے نفع کے اور اسلام کے نفع کے۔ یہ دونوں بزرگ شیخین اولاد رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ تقویٰ اور خشیت الہی رکھنے والے ہیں بڑھ کر ان کے غیر سے بھی

لیکن ابن عبدالبر نے جو صحابہ کرام سے تفصیل نقل کی ہے وہ اس کی مقتضی نہیں کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ کو حضرت ابوبکر صدیق پر مطلقاً افضل مانتے تھے یا اس وجہ سے کہ حضرت علی المرتضیٰ اسلام لانے میں مقدم و اول ہیں یا ان صحابہ کرام کی مراد یہ



ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرات شیخین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ ان تین بزرگ صحابہ کی افضلیت پر دلائل صریحہ صحیحہ قائم ہیں۔

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ نے ابن عبد البر کی روایت پر تبصرہ کر کے مسئلہ کو بے غبار فرمادیا اس کے بعد اس روایت کو افضلیت حضرت علی المرتضیٰ میں علی الاطلاق ذکر وہی کریگا جو متعصب اور ہٹ درم ہوگا۔ منصف اور متلاشی حق کیلئے یہ وضاحت کافی ہے۔

ابن عبد البر کا اعتراف کہ افضلیت علی ترتیب الخلافہ ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے حدیث بخاری پر اعتراض کرتے کرتے افضلیت خلفاء اربعہ کا علی وجہ ترتیب الخلافہ کا اعتراف کر لیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے حدیث روایت کی ہے: عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی ﷺ فنخیر ابابکر ثم عمر ابن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح میں چند ایک اور روایات بھی پیش فرمائی ہیں۔ یوں ارقام فرماتے ہیں: وفي رواية عبيد الله بن عمر عن نافع في مناقب عثمان كنا لانعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب رسول الله ﷺ ولا بي دائود من طريق سالم عن ابن عمر كنا نقول ورسول الله حيي ﷺ افضل امة النبي بعده ابوبكر ثم عمر ثم عثمان زاد الطبراني في روايته فيسمع رسول الله ﷺ ذالك



فلا ینکرہ روی خیشمة بن سلیمان فی فضائل الصحابة من طریق  
 سهل بن ابی صالح عن ابيه عن ابن عمر کنا نقول اذا ذهب ابوبکر  
 وعمر وعثمان استوی الناس فیسمع النبی ﷺ فلا ینکرہ ۱۔ یہ تمام  
 روایات حدیث ترجمۃ الباب کی شرح میں لائی گئی ہیں جن میں بالکل واضح ہے۔  
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی  
 رضی اللہ عنہم ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی اسی مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں: وفی  
 الحدیث تقدیم عثمان بعد ابی بکر وعمر کما هو المشهور عند  
 جمهور اهل السنة وذهب بعض السلف الی تقدیم علی علی عثمان۔  
 انہوں نے بھی مادہ اختلاف متعین فرمایا۔ (مؤلف) آگے فرماتے ہیں وحدیث  
 الباب حجة للجمهور۔ کہ بخاری شریف کی حدیث جمہور اہل سنۃ کی دلیل ہے۔ اب آیا  
 اعتراض ابن عبدالبر کا جو جمہور اہل سنۃ کی دلیل پر ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی یوں  
 ارقام فرماتے ہیں: وقد طعن فیہ ابن عبدالبر واستند الی ما حکاہ عن  
 ہارون بن اسحاق قال سمعت ابن معین یقول من قال ابوبکر وعمر  
 وعثمان وعلی وعرف لعلی سابقیة وفضله فهو صاحب سنة قال  
 ذکر ت له من یقول ابوبکر وعمر وعثمان ویسکتون فتکلم فیہم  
 بکلام غلیظ وتعقب بان ابن معین انکر رای قوم وهم العثمانیة الذین  
 یغالون فی حب عثمان وینتقصون علیا۔ ولا شک فی ان من اقتصر  
 علی ذالک ولم یعرف لعلی ابن ابی طالب فضله فهو مذموم وادعی



ابن عبدالبر ایضاً ان هذا الحديث خلاف قول اهل السنة ان علياً افضل الناس بعد الثلاثة فانهم اجمعوا على ان علياً افضل الخلق بعد الثلاثة ودل هذا الاجماع على ان حديث ابن عمر غلط وان كان السند اليه صحيحاً. وتعقب ايضاً بانه لا يلزم من سكوتهم اذا ذاك عن تفضيله عدم تفضيله على الدوام وبان الاجماع المذكور انما حدث بعد الزمن الذي قيده ابن عمر فيخرج حديثه عن ان يكون غلطاً۔ تحقیق ابن عبدالبر نے اس حدیث الباب میں طعن و اعتراض کیا اور اس طعن پر سند اس کو پیش کرتا ہے جو ہارون بن اسحاق سے مروی ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے محدث ابن معین کو یہ بات کہتے ہوئے سنا جس نے کہا ابو بکر و عمر و عثمان و علی (یہ ترتیب پیش نظر رکھتا ہے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی فضیلت و مرتبہ کا قائل ہے وہ اہل سنت و جماعت اور حق پر ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے کہا جو کہے ابو بکر و عمر و عثمان اور پھر خاموش ہو جائے تو اس کے متعلق کیا فرماتے ہو تو انہوں نے سخت کلام کی ایسے شخص کے متعلق امام ابن حجر اسکا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ابن عبدالبر کا تعاقب کیا گیا ہے۔ امام ابن معین نے ان لوگوں کا رد و انکار کیا ہے جو حضرت عثمان غنی کی شان میں غلو کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی شک نہیں جو شخص ان تین بزرگوں کا ذکر کرے اور بغض علی کی بنا پر حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر نہ کرے وہ بد بخت ہے اور مذموم ہے کہ اس نے فضل علی المرتضیٰ کو نہیں پہچانا۔ اعتراض کی دوسری شق ابن عبدالبر نے یہ



بھی دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث اہل سنت کے قول کے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کا قول ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ افضل البشر ہیں اور یہ اجماع دلالت کرتا ہے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما غلط ہے اگرچہ اس کی سند صحیح ہے۔ ”جواب“ اس کا بھی تعاقب کیا گیا ہے اولاً یوں کہ ان تین بزرگوں کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کے ذکر سے سکوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابن عمر کے نزدیک ان کے بعد حضرت علی کی فضیلت نہیں ثانیاً جو اہل سنت و جماعت کا اجماع اس زمانہ کے بعد منعقد ہوا جس زمانہ سے حضرت عبداللہ بن عمر نے مقید کیا ہے۔ لہذا حدیث غلط ہونے سے خارج ہو گئی۔ امام ابن حجر عسقلانی پھر یوں بھی ارقام فرماتے ہیں: والذی اظن ان ابن عبدالبر انما انکر الزیادة التي وقعت فی روایة عبید اللہ بن عمر وہی قول ابن عمر ثم نترک اصحاب رسول اللہ ﷺ لکن لم ینفرد بہا نافع فقد تابعہ ابن الماجشون اخرجه خیثمۃ من طریق یوسف بن الماجشون عن ابیہ عن ابن عمر کنا نقول فی عہد رسول اللہ ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان ثم ندع اصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تفاضل بینہم ومع ذالک فلا یلزم من ترکہم التفاضل اذ ذاک ان لا یكونوا اعتقدوا بعد ذالک تفضیل علی علی من سواہ واللہ اعلم۔

میرا گمان یہ ہے کہ ابن عبدالبر صرف اس زیادتی کا انکار کرتے ہیں جو عبداللہ بن عمر کی روایت میں واقع ہوئی جو نافع سے روایت وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں وہ زیادتی ابن عمر کا قول ہے ثم نترک اصحاب رسول اللہ ﷺ۔ لیکن اس



روایت میں نافع منفرد نہیں ابن ماسون نے متابعت کی ہے خیشم نے یوسف بن ماسون کے طریق سے اپنے باپ سے روایت کیا وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے ابوبکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا کرتے تھے ان میں سے افضل و مفضل کا بیان نہیں کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ تو لازم نہیں آتا فضیلت کا بیان نہ کرنا اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت کا بعد والے لوگوں پر عقیدہ نہیں رکھتے تھے لہذا ابن عبدالبر کا اعتراض حدیث الباب سے اڑ گیا اور مسکت جواب آ گیا۔ امام ابن حجر عسقلانی مزید یوں ارقام فرماتے ہیں: قد اعترف ابن عمر بتقديم علي علي غيره كما تقدم في حديثه الذي اوردته في الباب الذي قبله وقد جاء في بعض الطرق في حديث ابن عمر تقييد الخيرية والا فضلية بما يتعلق بالخلافة وذاك فيما اخرج ابن عساكر عن عبد الله ابن عساكر عن سالم عن ابن عمر قال انكم لتعلمون انا نقول على عهد رسول الله ﷺ ابوبكر وعمر وعثمان يعني في الخلافة كذا في اصل الحديث۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت کا اعتراف کرتے ہیں کہ بعد از خلفاء ثلاثہ تمام لوگوں سے آپ افضل ہیں۔ جیسا پہلے باب کی حدیث میں گذر چکا ہے اور بعض طرق میں حضرت عبداللہ بن عمر سے یوں بھی آیا افضلیت اُس ترتیب سے متعلق ہے جس ترتیب سے خلافت ہے۔ چونکہ خلافت میں ابوبکر اول، ثانی حضرت عمر، ثالث حضرت عثمان پھر افضل الناس حضرت علی المرتضیٰ۔ اور اس میں وہ



حدیث ہے جو ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے بیشک تم کو معلوم ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ہم کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر عثمان رضوان اللہ علیہم یعنی خلافت میں یعنی جو ترتیب خلافت میں ہے وہی ترتیب افضلیت بمعنی کثرت ثواب اور مراتب میں ہے عند اللہ۔ ایک روایت میں یوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کنا نقول فی عہد رسول اللہ ﷺ من یکون اولی الناس بهذا الامر ثم نقول ابوبکر ثم عمر۔ کہ ہم کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں خلافت کا مستحق کون ہے؟ ہم کہا کرتے تھے ابوبکر پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

قارئین امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے فتح الباری میں ابن عبدالبر کے اعتراض کو ہباء منشور کر دیا ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ ابن عبدالبر اس کے قائل اور معترف ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ حضرت علی خلفاء ثلاثہ کے بعد تمام خلق سے افضل ہیں۔ اور رہا علی الاطلاق افضل تو ابوبکر صدیق ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان کیونکہ ابن عبدالبر کی عبارت فانہم اجمعوا علی ان علیا افضل الخلق بعد الثلاثة کہ اہل سنت کا اجماع ہے اس بات پر کہ تین خلفاء کے بعد تمام خلق سے حضرت علی افضل ہیں اور جو روایت صحابہ والی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صحابہ کرام ان خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کو سب سے افضل مانتے تھے اور یہی مطلب امام ابن حجر مکی ھیتی صواعق محرقة میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان میں ذکر فرمایا۔ لہذا ابن عبدالبر کا اپنا عقیدہ



بھی یہی ہے کیونکہ وہ اہل سنت سے خارج تو نہیں۔

ایک اور مغالطہ ابو بکر خیر من علی و علی الفضل من ابی بکر۔  
جو لوگ افضلیت کا زہر گھولتے ہیں اور اہل سنت میں رافضیت کا بیج بوتے  
ہیں وہ یہ روایت بھی بیان کرتے ہیں بعض اکابر امت یوں کہا کرتے تھے حضرت  
ابو بکر حضرت علی المرتضیٰ سے خیر ہیں اور حضرت علی حضرت ابو بکر سے افضل ہیں۔ لہذا  
یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے کہ حضرت علی حضرت ابو بکر صدیق سے افضل ہیں۔

امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں اس کو ذکر فرمایا: ماحکاه الخطابی  
عن بعض مشائخہ انه کان یقول ابو بکر خیر و علی الفضل لکن قال  
بعضہم ان ہذا تہافت من القول ای انه لا معنی للخیرۃ الا الافضیلۃ  
خطابی نے اپنے بعض مشائخ سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ابو بکر  
خیر ہیں اور حضرت علی افضل ہیں۔ لیکن بعض اکابر نے فرمایا اس قول کا کوئی اعتبار نہیں  
کیونکہ خیر اور افضل دونوں الفاظ مترادف ہیں۔ ایک ہی معنی ہے۔ (وہ معنی اس باب  
میں کثرت ثواب ہے۔ مؤلف) جو بیان کیا جا چکا ہے۔ لہذا یہ تفریق درست نہیں۔

ثانیاً یہ کہ افضلیت ابو بکر صدیق پر قرآن سے لیکر احادیث صحیحہ صریحہ دال  
ہیں اور پھر امت کا اجماع منعقد ہے تو وہاں خطابی کی اس حکایت کا کیا اعتبار ہے۔ اور  
اجماع وہ قوی دلیل ہے کہ اگر حدیث صحیح معارض آجائے تو درجہ اعتبار سے ساقط  
ہو جاتی ہے تو پھر ابن عبد البر کی روایت شاذہ اور خطابی کی حکایت کا کیا اعتبار ہو سکتا  
ہے۔

امام ابن حجر مکی خطابی کی روایت کی تفصیل یوں فرماتے ہیں: فان ارید ان



خیرۃ ابی بکر من بعض الوجوه والفضلیۃ علی من وجہ آخر لم یکن  
 ذالک من محل الخلاف ولم یکن ذالک الامر خاصا بابی بکر  
 وعلی و ابوبکر و ابو عبیدہ مثلاً یقال فیہما ذالک فان الامانۃ الّتی فی  
 ابی عبیدہ و خصہ بہا ﷺ لم یخص ابابکر بمثلہا فکان خیراً من ابی  
 بکر من ہذا الوجہ الحاصل ان المفضول قد یوجد فیہ مزیۃ بل مزایا  
 لا توجد فی الفاضل۔

فان اراد الشیخ الخطابی ذالک وان ابابکر افضل مطلقاً الا  
 ان علیا وجدت فیہ مزایا لا توجد فی ابی بکر فکلامہ صحیح  
 والافکلامہ فی غایۃ التہافت خلافاً لمن انتصر لہ و وجہ بما لا یجدی  
 بل لا یفہم۔ ۱۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ خطابی کی نقل کردہ روایت سے ہم پوچھتے  
 ہیں خطابی کی کیا مراد ہے۔ اگر خیریت ابی بکر سے مراد اور وجہ ہے اور افضلیت حضرت  
 علی سے مراد اور وجہ ہے تو پھر یہ بات محل اختلاف نہیں اور یہ بات حضرت ابوبکر صدیق  
 اور حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت ابو عبیدہ  
 کے درمیان میں بھی کہا جاسکتا ہے۔ ابوبکر خیر من ابی عبیدہ اور ابو عبیدہ افضل من ابی بکر  
 کیونکہ امانت کے سلسلہ میں جو حضور ﷺ نے ان کو خصوصیت عطا فرمائی ہے اس کا بیان  
 انہی کے لیے ہے۔ تو لہذا کہا جاسکتا ہے ابو عبیدہ اس وجہ خاص (امانت میں) ابوبکر  
 صدیق سے خیر ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ بعض اوقات مفضول میں ایسی فضیلتیں پائی جاتی



ہیں جو فاضل میں نہیں پائی جاتیں (مگر فاضل فاضل ہی ہوتا ہے اور مفضول مفضول ہی ہوتا ہے)۔ اگر شیخ خطابی کا اعتقاد یہ ہے کہ ابو بکر صدیق مطلقاً افضل ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ میں کچھ ایسی فضیلتیں پائی جاتی ہیں کہ حضرت ابو بکر میں وہ جزئیات نہیں پائی جاتیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں جزئیات میں کلام درست ہے۔ اگر یہ مطلب نہیں تو پھر کلام درجہ اعتبار سے ساقط ہے باقی اگر کوئی اسکے علاوہ توجیہ کرتا ہے تو وہ بے فائدہ اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ یہ تبصرہ تھا امام ابن حجر مکی کا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اس روایت کو ذکر کر کے جواب ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ ہو شیخ صاحب یوں ارقام فرماتے ہیں آنکہ از قول خطابی کہ از بعض مشائخ خود نقل کرده است نیک تو اس دریافت کہ چه مقصود دار و خیریت چیست و افضلیت کدام خیر است کہ گفته است کہ ابو بکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر اگر مراد خیریت۔ ابو بکر از وجہ است و افضلیت علی از وجہ دیگر پس این سخن است بیروں از دائرہ خلاف و خارج از محل نزاع و اگر مراد از خیریت کثرت ثواب است و از افضلیت وجہ دیگر مثل شرف ذات و کرامت است و امثال آں پس منافات بمقصود ندارد اگر غرض دیگر و مرادے دیگر دار و بیان کند تا معلوم شود کہ حقیقت حال چیست واللہ اعلم۔ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خطابی نے جو اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر اس خیریت و افضلیت سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ حضرت ابو بکر کی خیریت ایک وجہ سے ہے اور حضرت علی کی افضلیت اور وجہ سے ہے تو پھر یہ مسئلہ اختلاف اور نزاع سے خارج ہے اگر خیریت ابو بکر سے کثرت ثواب مراد ہے اور



افضلیت حضرت علی اور وجہ سے مثلاً ذاتی شرف اور کرامت (کہ سیدۃ النساء اہل  
البحر بضعہ رسول ﷺ کے شوہر حسنین کریمین کے والد گرامی ہیں) تو یہ بات  
ہمارے مدعا کے خلاف نہیں اور اگر کوئی اور غرض اور مراد ہے تو بیان کی جائے تاکہ  
معلوم ہو جائے حقیقت حال کیا ہے؟

قارئین دونوں بزرگوں کی توضیحات اس عبارت کے سلسلہ میں آپ نے  
ملاحظہ فرمائی ہیں نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ اہل سنت کے نزدیک افضلیت کا معنی  
کثرت ثواب ہے جسکو متعدد بار پہلے واضح کیا جا چکا ہے اس معنی کے اعتبار سے انبیاء و  
مرسلین و رسل ملائکہ کے بعد ابو بکر صدیق مطلقاً پوری خلق خدا سے افضل ہیں اور یہاں  
فضائل کی اور تعداد کی بات نہیں بلکہ قیمت اور کیفیت کی بات ہے جزوی فضیلتیں جو  
مخصوصہ ہیں ان سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی۔ ورنہ لازم آئے گا بعض غیر نبی نبی  
سے افضل ہو جائیں العیاذ باللہ و ہذا باطل۔ جس طرح جزئیات خاصہ کے لحاظ سے  
غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا یوں جزئیات خاصہ کی کثرت کے پائے جانے سے  
امت میں سے کوئی شخص بھی حضرت ابو بکر صدیق سے افضل نہیں ہو سکتا (ان کے  
ایمان کی اتنی قدر و قیمت ہے کہ لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی  
لرجح اگر ساری امت کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ابو بکر  
صدیق کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو ایمان ابی بکر کا پلڑا بھاری ہوگا اور  
باقی نیکیوں کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے) کہ حضرت عمر فاروق کی ساری نیکیاں حضرت  
ابو بکر صدیق کی صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غار میں قیام والی ایک نیکی کی  
برابری نہیں کر سکتی۔



افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اہل سنت و جماعت

سے خارج ہے:

اس مدعا پر دلیل سے پہلے ایک تمہید ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ حدیث مبارکہ میں ہے عن عبد اللہ بن عمر وقال قال رسول اللہ ﷺ لیا تین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حدوا النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امہ علانیة لکان فی امتی من یصنع ذالک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة وستفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالو امن ہی یا رسول اللہ ﷺ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی احمد و ابی داؤد عن معاویة ثنتان و سبعون فی النار و واحدة فی الجنة و هی الجماعة و انه سیخرج فی امتی اقوام تبجاری بهم تلک الاءواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منه عرق و لا مفصل الا دخله ۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا اس طرح مطابقت ہوگی جس طرح نعل کی نعل (جو تے کی جو تے) سے مطابقت ہوتی ہے حتی کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کو علانیہ آیا تو میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو یہ فعل کریں گے۔ اور بیشک بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی تمام ناری (دوزخی) ہوں گے مگر ایک فرقہ ناجی اور جنتی ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا وہ

۱۔ مشکوٰۃ شریف



ایک ناجی جنتی کون سا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جو اس عقیدہ پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

امام احمد اور ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ۷۲ فرقے نار (آگ) میں ہیں اور ایک جنت میں اور جنتی فرقہ اہل سنت و جماعت ہے اور عنقریب میری امت میں ایسی قومیں ظاہر ہوں گی جن میں ہوائے نفس اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح کتے کا زہر کاٹے ہوئے انسان میں سرایت کر جاتا ہے کوئی رگ اور جوڑ باقی نہیں رہتا مگر اس میں اسکا زہر سرایت کر جاتا ہے۔

دوسری حدیث عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا یجمع امتی اوقال امة محمد ﷺ علی ضلالة وید اللہ علی الجماعة ومن شد فی النار رواہ الترمذی وعنه قال قال رسول اللہ ﷺ اتبعوا السواد الاعظم فانه من شد شد فی النار . ۱

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ تعالیٰ میری امت یا امت محمد ﷺ (علی تردول راوی) کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (اسکی تائید) جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا وہ نار جہنم میں پھینکا جائیگا۔

انہی سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ساتھ رہو جو اس بڑی جماعت سے جدا ہوا وہ نار جہنم



میں پھینکا جائے گا۔

قارئین ان احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت میں ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ یہ فرقے اصول (اعتقاد) کے لحاظ سے ہیں نہ کہ فروع (فہمہ) کے لحاظ سے اور ان میں صرف ایک گروہ ناجی اور جنتی اور حق پر ہوگا باقی ۷۲ فرقے گمراہ ناری اور باطل ہوں گے۔

اور پھر حضور ﷺ نے فرمایا جنتی برحق گروہ وہ ہے جو ان عقائد پر ہوگا جو میرے صحابہ کے عقائد ہیں۔ اور ایک تعبیر میں اُس ناجی جنتی اور حق گروہ کو جماعت سے تعبیر فرمایا۔ پھر سواد اعظم سے تعبیر فرمایا اور وہ حق گروہ وہی ہے جسے اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے خارج اور واقع میں یہی گروہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، نقشبندی قادری، چشتی، سہروردی کے نام سے پایا جاتا ہے۔

اس پر ایک اور واضح حدیث ذکر کرتے ہیں جو اہل سنت و جماعت میں نص ہے امام ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی متوفی ۵۴۸ھ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں واخبر النبی ﷺ ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقة الناجية منها واحدة والباقيون هلكي قيل من الناجية؟ قال اهل السنة والجماعة قيل وما السنة والجماعة قال ما انا عليه اليوم واصحابي! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ایک ان میں ناجی (نجات پانے والا) ہوگا اور باقی ۷۲ ہلاک ہونے والے ہیں عرض کیا گیا وہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا وہ اہل سنت و جماعت ہیں

۱۔ اسل بل



عرض کیا گیا اہل سنت و جماعت کون ہیں فرمایا جو اس عقیدہ پر ہوں گے جس عقیدہ پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ قارئین اس حدیث نے اہل سنت و جماعت کی حقانیت اور ناجی ہونے پر نص کر دی ہے اور یہ حدیث اہل سنت و جماعت کے نام پر مشتمل ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل و توجیہ کی گنجائش نہیں۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ معیار حقانیت صحابہ کرام ہیں باب العقائد میں انہی کے عقائد کا اعتبار ہے۔ لہذا زیر بحث مسئلہ افضلیت بعد الانبیاء میں بھی وہی عقیدہ معتبر ہوگا جو صحابہ کرام کا تھا۔ اور وہی عقیدہ اہل سنت کا ہوگا بلکہ اہل سنت وہی ہوگا جو صحابہ کرام کے عقیدہ پر ہوگا اب دیکھئے صحابہ کرام کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ تھا۔

ہم پہلے متعدد احادیث پیش کر چکے ہیں تو اب بھی چند ایک احادیث پیش خدمت ہیں۔ عن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ بعثہ علی حبیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر فعذر جالا فسکت فخافہ ان یجعلنی فی اخرہم۔ حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں بنی ﷺ نے ان کو ذات سلاسل کے لشکر پر بھیجا کہا انہوں نے، میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے فرمایا عائشۃ الصدیقہ میں نے عرض کیا مردوں میں سے فرمایا ان کے باپ (ابو بکر صدیق) میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر فاروق تو چند مرد آپ ﷺ نے شمار فرمائے تو میں خاموش ہو گیا اس خوف سے کہ کہیں مجھے ان کے آخر میں شمار فرمادیں گے۔



قارئین یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی جو ایسی حدیث کا منکر ہو۔  
ابن حجر قسطلانی امام بدرالدین عینی اور حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں وہ ملحد بے دین  
ہے یہ حدیث نص ہے اس بات میں کہ تمام لوگوں میں سے زیادہ محبوب رسول ﷺ  
کے نزدیک ابوبکر صدیق ہیں جو سب سے زیادہ ان کے نزدیک محبوب ہو وہ اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک بھی سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے کیونکہ محبوب کا محبوب ہوتا ہے اور جو  
احب الناس ہو وہ افضل الناس ہوتا ہے۔ لہذا اس حدیث سے افضلیت ابوبکر صدیق  
دلالت النص کے مرتبہ میں ثابت ہے۔

اب صحابہ کرام کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

عن ابن عمر قال كنا نقول خير الناس بعد النبي ﷺ ابوبكر  
ثم عمر ثم عثمان ولا ينكر ذلك علينا. ۱۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں ہم کہا  
کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر پھر عمر فاروق پھر عثمان  
ذولنورین اور حضور ﷺ اسکا ہم پر انکار نہیں فرمایا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲: عن محمد بن الحنفیہ قال قلت لابی ای الناس  
خير بعد النبي ﷺ قال ابوبكر قلت ثم من قال عمر و خشیت ان  
يقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا رجل من المسلمين ۲۔ حضرت محمد  
بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا انہوں نے میں نے اپنے والد گرامی  
(حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) سے عرض کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں  
سے افضل کون ہے فرمایا ابوبکر میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر اور مجھے خوف دامن



گیر ہوا کہ اب سوال پر حضرت عثمان غنی کا نام لیں گے میں نے عرض کیا پھر آپ؟ آپ نے فرمایا میں صرف مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں۔ (متوفی) اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳: عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي ﷺ لا نعدل بابي بكر احد اثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبي ﷺ لانفاضل بينهم وفي روايته لابي دائود قال كنا نقول ورسول ﷺ افضل امة النبي ﷺ بعده ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله تعالى عنهم ا. حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہا انہوں نے ہم (صحابہ کرام) نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ابوبکر صدیق کے برابر (مرتبہ) میں کسی کو نہیں مانتے تھے پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر صحابہ کرام کو چھوڑ دیا کرتے تھے ہم ان کے درمیان فضیلتوں کو بیان نہیں کیا کرتے تھے اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہم کہا کرتے تھے درآں حالیکہ رسول ﷺ ظاہری حیات طیبہ کے ساتھ موجود تھے حضور ﷺ کی تمام امت سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی بحوالہ مشکوٰۃ۔

حدیث نمبر ۴: اخرج ابن عساكر عن ابن عمر كنا وفينا رسول الله ﷺ نفضل ابابكر وعمر وعثمان وعليا بحواله صواعق محرقه ابن عمر فرماتے ہیں درآں حالیکہ رسول ﷺ ہم میں موجود تھے ہم ابوبکر کو فضیلت دیتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر حضرت علی المرتضیٰ کو۔

حدیث نمبر ۵: و اخرج ايضا عن ابي هريرة كنا معشر اصحاب



رسول ﷺ و نحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبينا ابوبكر  
ثم عمر ثم عثمان ثم نسكت ۱ ابو هريره فرماتے ہیں ہم گروہ اصحاب رسول  
ﷺ درآں حالیکہ کہ ہم کثیر تعداد میں تھے کہا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے بعد  
اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان غنی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
پھر ہم خاموش ہو جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۶: عن عمر قال ابوبكر سيدنا و خيرنا و احبنا الى  
رسول الله ﷺ ۲ حضرت عمر نے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم میں سے بہتر و  
افضل ہیں ہم سب سے زیادہ رسول ﷺ کو محبوب تھے۔

حدیث نمبر ۷: اخراج ابن عساكر ان عمر صعد المنبر ثم قال الا  
ان افضل هذه الامة بعد نبينا ابوبكر فمن قال غير هذا فهو مفتر عليه  
ما على المفترى ۳ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر جلوہ افروز  
ہوئے پھر فرمایا خبردار نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر  
صدیق ہیں جو ان کے علاوہ کسی اور کو افضل مانے گا وہ مفتری ہے اسکو بہتان تراش کی  
حد ماری جائے گی۔

امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں یوں ارقام فرماتے ہیں

انه تواتر عن علي خير هذه الامة بعد نبينا ابوبكر و عمر و

انه قال ليس يفضلني احد علي ابي بكر و علي عمر الا جلدته حدا  
جلدته المفترى ۴ حضرت علی المرتضیٰ سے تواتر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا اس



امت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر فاروق بنی اکرم ﷺ کے بعد اور فرمایا جو مجھے ان دونوں بزرگوں پر فضیلت دیگا میں اُسے بہتان تراش کی حد (۸۰ کوڑے) ماروں گا۔

حدیث نمبر ۷: عن علی قال خیر الناس فی هذه الامة بعد ابی بکر عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم انا رواہ الحافظ ابو سعید السمان کما فی فصل الخطاب بحوالہ نبراس شرح شرح عقائد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اس امت میں ابو بکر کے بعد سب سے افضل عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ذوالنورین پھر میں (حضرت علی المرتضیٰ) امام قاضی علی بن علی دمشقی متوفی ۷۹۲ھ یوں ارتقا فرماتے ہیں۔

قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی خطبته التي خطبها عمر فی مجمع من المهاجرین والانصار انت خیرنا وسیدنا واحبنا الی رسول ﷺ ولم ینکر ذالک منهم احدٌ۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں جو مهاجرین و انصار کے مجمع عام میں فرمایا اے ابو بکر صدیق آپ ہمارے سردار ہیں ہم سب میں سے افضل ہیں اور ہم سب میں سے رسول ﷺ کو زیادہ محبوب تھے صحابہ کے اس عظیم مجمع عام میں انصار و مهاجرین میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

قارئین یہ بھی افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع صحابہ ہے:  
امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی چشتی یوں نقل فرماتے ہیں عن عبد اللہ بن



عمر قال اجمع المهاجرون والا نصار على ان خير هذه الامة ابوبكر  
و عمر و عثمان رواه خيثمه بن سعد ۱۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا  
النصارو مهاجرین کا اس امر پر اجماع ہے کہ ساری امت سے افضل ابوبکر صدیق ہیں  
پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام ابن حجر عسقلانی شافعی یوں ارتقا م فرماتے ہیں عن الشافعی انه قال  
اجمع الصحابة واتباعهم على الفضلية ابي بكر ثم عمر ثم عثمان ثم  
علي ۲۔ امام شافعی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا صحابہ کرام و تابعین کا اجماع کہ تمام  
امت سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں پھر حضرت علی  
المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ قارئین یہاں تک ہم نے یہ واضح کیا صحابہ کرام کا  
عقیدہ یہ تھا کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ اور یہ بھی حدیث  
پاک کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے عقیدہ پر صرف اہل سنت و جماعت  
ہیں۔ اہل سنت و جماعت خارج اور واقع میں وہ لوگ ہیں جو آئمہ اربعہ (امام اعظم  
ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقلد ہیں۔  
امام طحاوی یوں ارتقا م فرماتے ہیں۔ ومن شد عن جمهور اهل الفقه والعلم  
والسواد الاعظم فقد شد فيما يدخله في النار فعليكم معاشر  
المؤمنين بالباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان  
نصرة الله وحفظه وتوليقيه في موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته في



مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب اربعة  
 وهم الحنفيون والشافعيون والمالكيون والحنبلون رحمهم الله  
 تعالى ومن كان خارجا عن هذه الاربعة في هذه فهو من اهل البدعة  
 والنار في حاشية الدر مستفاد از رسائل رضويه امام سيد طحطاوی  
 حاشیہ در مختار میں نقل فرماتے ہیں۔ جو شخص جمہور اہل فقہ، اہل علم اور بڑی جماعت  
 سے الگ ہوا وہ ایسی چیز میں الگ ہوا جو اسے جہنم میں لیجائیگی۔ تو اے گروہ مسلمانان  
 تم پر ناجی گروہ اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت حفظ  
 اور توفیق اسی کی موافقت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسوائی، اس کا غضب اور  
 ناراضگی اہل سنت و جماعت کی مخالفت میں ہے اور وہ ناجی (اہل سنت و جماعت)  
 آج چار مذہبوں میں جمع ہیں۔ وہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں اور جوان چاروں سے  
 باہر ہے وہ بدعتی جہنمی ہے۔ رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ ہدایت  
 المسلمین میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

دین نبی داسارا مذہباں وچ چواں دے ہر ایک شہر ولایت خلق تابع دارا نہاں دے  
 یعنی دین سارا اصول و فروع اعمال و عقائد کے اعتبار سے سارا ان چار  
 مذاہب میں بند ہے ان سے باہر بے دینی ہے۔ ہم پہلے مکتوبات امام ربانی حضرت  
 مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ مستند کر چکے ہیں کہ آئمہ اربعہ کے نزدیک خلفاء  
 اربعہ کے مراتب عند اللہ اسی ترتیب پر ہیں جس ترتیب پر خلافت واقع ہوئی ہے اور یہ  
 بات اظہر من الشمس ہے کہ ناجی گروہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ اہل سنت و جماعت وہ ہیں جو حضرت



صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مطلقاً بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام خلق سے افضل مانیں اور مقدمہ بھی واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت اجابت میں ۷۳ فرقے ہوں گے اُن میں سے ناجی اور جنتی گروہ صرف اہل سنت و جماعت ہیں اور باقی تمام ۷۲ فرقے ناری دوزخی ہیں۔ ان مذکورہ مقدمات کو ملانے سے منطقی قیاس یوں بنے گا فضیلت ابی بکر صدیق علی الاطلاق حق ہے کیونکہ فضیلت صدیق اکبر عقیدہ صحابہ کرام ہے اور عقیدہ صحابہ کرام حق عقیدہ ہے۔ حد اوسط عقیدہ صحابہ عقیدہ صحابہ کو گرا دیا تو نتیجہ یہی آیا عقیدہ فضیلت ابی بکر صدیق برحق عقیدہ ہے۔ دوسرا مدعا یہ ہے فضیلت ابی بکر صدیق عقیدہ اہل سنت کا ہے۔

قیاس یہ ہے کیونکہ یہ عقیدہ صحابہ کرام کا ہے اور جو عقیدہ صحابہ کرام کا ہے وہی عقیدہ اہل سنت کا ہے لہذا نتیجہ آیا فضیلت ابی بکر صدیق عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ ایک اور مدعا اہلسنت کا عقیدہ ہی حق ہے کیونکہ ان کا عقیدہ صحابہ کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جو عقیدہ صحابہ کے عقیدہ کے مطابق ہو وہی حق ہے لہذا نتیجہ آئے گا اہل سنت کا عقیدہ ہی حق ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ فضیلت ابی بکر صدیق حق ہے اور حق اہل سنت میں ہی بند ہے۔ لہذا جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ اہل سنت نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

قارئین جب فضیلت صدیق اکبر کا منکر اہل سنت سے خارج ہوا تو پھر ظاہر ہے اُن ۷۲ ناری جہنمی فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ میں داخل ہوگا۔

افضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر رافضی شیعہ ہے:

جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر



فضیلت دے وہ رافضی شیعہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ عقائد صحابہ کرام کے خلاف ہے اور پھر یہ عقیدہ رکھنے والا ۷۲ باطل ناری فرقوں میں سے کسی ایک میں ضرور داخل ہوگا۔ اور جس ناری فرقے میں یہ داخل ہوگا وہ رافضی اور شیعہ ہے اور رافضی (شیعہ) باطل فرقوں میں سے مشہور اور قدیمی فرقہ ہے۔ مثلاً باطل فرقوں میں سے جبری، قدری، معتزلی، خارجی یونہی رافضی ہے۔ ہم تنگی مقام کی وجہ سے نہایت ہی اختصار سے صرف خارجی اور رافضی کا ذکر کریں گے چونکہ موضوع سے تعلق ہے، خارجی وہ باطل گروہ ہے جو صحابہ کرام سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اُن کا بہت چرچا کرتا ہے اُن کے نام پر فوج بناتا پھرتا ہے اور ان کے نام پر کٹ مرتا ہے مگر اہل بیت اطہار سے عداوت رکھتا ہے ان کی گستاخی کرتا ہے، گستاخی چاہے کسی صورت میں کرے وہ گستاخی ہے۔ وہ کبھی سیاست امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ باد کا نعرہ لگائے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گستاخی ہے کیونکہ یہ حضرات دونوں مقابل تھے تو اگر ایک مقابل کی سیاست زندہ باد ہوئی تو دلالت یہ بات ثابت ہوئی کہ دوسرے مد مقابل کی سیاست مردہ باد ہوتی لہذا یہ نعرہ لگانے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیاست کو مردہ باد کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ یہ کتنی بڑی اہل بیت کی گستاخی ہے۔ لان علیا من اہل البیت ایضاً جب کہ اہل سنت کے نزدیک سیاست حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مبنی حق ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست کا مبنی بصورت مقابلہ خطاء اجتہادی ہے یعنی خطا ہے لیکن یہ خطا گناہ نہیں۔ مگر فرق واضح ہے صواب وحق اور خطاء کے درمیان اور کبھی خارجی یوں گستاخی کرتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے اور یزید امیر المؤمنین تھا العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اہل سنت کے



نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ پاک ہیں یزید پلید ہے۔ یہ سراپا حق ہیں وہ سراپا باطل و گناہ ہے۔ یہ سید الشہداء اور سید شباب اہل الجنت ہیں، وہ قاتل اہل بیت النبی ﷺ ہے اور وہ ناری دوزخی ہے۔

تو خارجی کی بظاہر محبت اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درحقیقت عداوت اہل بیت النبی ﷺ ہے لہذا یہ محبت مردود ہے اور رافضی وہ گروہ ہے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتا ہے اور اہل بیت النبی ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اُن کی محبت میں پیٹتا ہے اور کٹتا ہے واویلا کرتا ہے چونکہ ان میں محبت اہل بیت کے ساتھ صحابہ کرام کی عداوت ہوتی ہے لہذا یہ محبت بھی مردود و بیکار ہے لہذا یہ فرقہ بھی ناری ہوا۔

تو اہل سنت و جماعت کی کیا کیفیت ہے وہ مادہ اجتماعی ہے اس ناجی گروہ میں دونوں پاک گروہوں کی محبتیں ہیں اور ان محبتوں کو ایمان کا حصہ مانتے ہیں۔ چونکہ مشہور حدیث ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم میرے صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت و روشنی ملے گی۔ اور دوسری حدیث مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ہلک میرے اہل بیت کی شان اور کیفیت تم میں ایسے ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی تھی جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ اس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:



۔ اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول  
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

لہذا اہل سنت کے ہاتھ میں دونوں کا دامن ہے یہ صحابہ اور اہل بیت دونوں  
کے سپاہی اور محبت کرنے والے ہیں۔ آپ نے غور فرمایا دو باطل فرقے معرض وجود  
میں صحابہ کرام اور اہل بیت کی نسبت آئے۔  
باطل فرقہ رافضی پر ایک نظر اور افضلیت ابو بکر صدیق کا منکر رافضی کس  
طرح ہے۔

قارئین رافضی، شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اولاً خلافت کا حق حضرت علی المرتضیٰ  
رضی اللہ عنہ کا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق نہ تھی۔ اب ان کو  
جب دلیل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام  
کا اجماع ہے۔ اگر خلافت حق نہ ہوتی تو امت کا اجماع کیسے منعقد ہوتا لہذا یہ اجماع  
اور اتفاق دلیل ہے اس امر کی کہ خلافت آپ کی برحق ہے امام علامہ عبدالعزیز پر  
ہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: ان اجماع الامۃ علی الباطل ممنوع  
ولاسیما الصحابة الذین ہم افضل البشر بعد الانبیاء واجاب  
الروافض بانہم ارتدوا بعد موت النبی ﷺ الا اربعة نفر ابوذر  
وسلمان والمقداد وعمار ونقلوا ذالک عن جعفر الصادق افتراءً  
باطلاً۔ امت کا اجماع باطل پر ممنوع و محال ہے۔ خصوصاً صحابہ کرام کا اجماع جو  
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں تو روافض شیعہ اس کا



جواب یوں دیتے ہیں کہ تمام صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مرتد ہو گئے تھے سوائے چار افراد کے حضرت ابوذر، حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد اور حضرت عمار العیاذ باللہ تعالیٰ یہ ارتداد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں جو امام جعفر صادق پر افتراء باطل ہے۔

ملاحظہ فرمایا روافض کا عقیدہ خلافت کے بارے میں۔

امام عبدالعزیز پر ہاروی مزید برآں ارقام فرماتے ہیں: ولا يخفى ان من بلغت حماقة بكفر الصحابة اجمع فليس باهل الخطاب لـ یہ بات بالکل مخفی نہیں کہ جن لوگوں کی حماقت یہاں تک پہنچی کہ تمام صحابہ کرام کو کافر کہا وہ اس قابل نہیں کہ ان سے بات کی جائے۔

مولوی برخوردار ملتانی اسی مقام پر نیز اس کے حاشیہ میں یوں رقمطراز ہیں: اعلم ان سائر فرق الشيعة متفقة في ان الخلافة كانت حقا لـ علي وانه وصي اليه بها قال القاضي ثم اختلف هؤلاء فكفرت الروافض سائر الصحابة في تقديمهم غيره وزاد بعضهم وكفر عليا لانه لم يقم في طلب حقه نبرعهم وقال القاضي ولا شك في كفر من قال هذا لان من قال كفر الامة كله والصدر الاول فقد ابطال الشريعة وهدم الاسلام جان تو کہ تمام شیعہ فرقے اس میں متفق ہیں کہ خلافت اول مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کا حق تھی ان کیلئے خلافت کی وصیت ہو چکی تھی۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں پھر روافض شیعہ کا باہم اختلاف ہوا کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کے علاوہ



تمام کو کافر کہا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو حق نہیں دیا۔ دوسروں کو مقدم کیا اور بعض نے حضرت علی المرتضیٰ کو بھی کافر کہا کہ انہوں نے اپنا حق طلب نہیں کیا۔

روافض یہود و نصاریٰ سے زیادہ بُرے ہیں:

امام عبدالعزیز پر ہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: و ذکر بعض الاکابر ان الروافض شر من اليهود والنصارى فان اليهود على ان خير الامم اصحاب موسى على نبينا وعليه الصلوة والسلام والنصارى على ان خيرهم اصحاب عيسى على نبينا وعليه الصلوة والسلام والروافض على ان شر الناس اصحاب محمد ﷺ وقال الامام الرازى نمله وادى النمل اعقل من الروافض فانها قالت ادخلوا مساكنكم لا يحطمنكم سليمان وجنوده وهم لا يشعرون فانها لم يجوز الظلم من اصحاب سليمان على نبينا وعليه الصلوة والسلام عمدا على النمل والروافض يعتقدون الظلم من اصحاب محمد ﷺ على اهل بيته - بعض اکابر نے ذکر فرمایا کہ روافض یہود و نصاریٰ سے زیادہ برے ہیں کیونکہ یہود کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو اصحاب موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہیں اور روافض و شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام لوگوں سے بدترین اصحاب محمد ﷺ ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ امام فخر الملت والدین امام رازی رحمہ الباری فرماتے ہیں وادی نمل کی چوٹی روافض سے عقل مند تھی کیونکہ



اس نے چیونٹیوں سے کہا تھا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان علی نبینا  
 وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لشکر عدم شعور کی وجہ سے تمہیں پاؤں تلے روند نہ ڈالے۔ تو  
 انہوں نے اصحاب سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر عداچیونٹیوں پر ظلم جائز نہ رکھا  
 لیکن روافض کا عقیدہ ہے کہ اصحاب محمد ﷺ نے اہل بیت النبی ﷺ پر ظلم کیا۔

افضلیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روافض کا پہلا اصول ہے۔ اور  
 شیعہ مذہب کی بنیاد ہے امام عبدالعزیز پرہاروی حنفی چشتی یوں ارقام فرماتے ہیں:  
 هذه المسئلة يدور عليها ابطال مذهب الشيعة فان اصولهم ان عليا  
 رضى الله عنه افضل الكل ثم يفرعون عليه انه اشبه الصحابة بالنبي  
 ﷺ فهو الخليفة ان مذهبهم هو الحق لا مذهب غيره وان الصحابة  
 ظلموه حيث استخلفوا غيره مع انه افضل واعلم واشجع۔

افضلیت ابی بکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر حضرت علی المرتضیٰ ایسا مسئلہ ہے  
 کہ شیعہ مذہب کے ابطال کی اس پر مدار ہے اگر اس ترتیب کو صحیح مانا جائے تو شیعہ  
 مذہب باطل ہو جاتا ہے۔

کیونکہ ان کا پہلا اصول یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ تمام صحابہ سے افضل  
 ہیں پھر اس پر تفریع بٹھاتے ہیں کہ آپ سب صحابہ سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ  
 زیادہ مشابہ تھے لہذا یہی خلیفہ ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ کا مذہب ہی حق ہے ان  
 کے علاوہ باقی صحابہ کا مذہب حق نہیں اور صحابہ کرام نے حضرت علی المرتضیٰ پر ظلم کیا کہ  
 حضرت علی کو خلیفہ نہ بنایا بلکہ غیر کو (یعنی ابو بکر صدیق، عمر فاروق پھر عثمان غنی کو) خلیفہ



بنایا۔ باوجود اس بات کے حضرت علی المرتضیٰ افضل تھے۔ اعلم اور اثناعشر تھے۔  
 قارئین اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی المرتضیٰ کو افضل خلفاء  
 ثلاثہ ماننا یہ شیعہ روافض کا بنیادی قاعدہ ہے تاکہ اس بے بنیاد عبارت پر اپنے باطل  
 مذہب کی تعمیر کریں۔ خلاصہ یہ ہوا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی  
 المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل مانے وہ رافضی شیعہ ہے۔

یہ بہترین تحقیق امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جنہوں  
 نے ثابت کیا کہ روافض اور شیعہ مذہب کا مبنی اور مدار ایک مفروضہ ہے جس کی واقع  
 میں بالکل کوئی حقیقت نہیں (صاحب نبراس)۔ ان کی کتاب نبراس سمجھنا ہر عالم کے  
 بس کی بات نہیں۔ بعض مغرب زدہ مولوی صرف چند ٹکوں کے حصول اور خوشامد کیلئے  
 صاحب نبراس پر لغو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کا علم پختہ نہیں تھا کیونکہ انہوں نے  
 اوائل عمر نبراس تصنیف فرمائی۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بعض حضرات جب پاکستان میں تھے تو  
 اُس وقت صاحب نبراس کی تحقیق و تصنیف پر کوئی اعتراض نہ ہوا جبکہ یہ کتاب سمجھدار  
 مدرس دیکھ کے شرح عقائد پڑھاتا ہے۔ درمیانے مدرس کو یہ سمجھ ہی نہیں آتی اور وہاں  
 فتویٰ بھی جاری کیا جاتا تھا کہ افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر صدیق کا منکر اہل سنت سے  
 خارج اور گستاخ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما بھی اہل سنت سے خارج اور یہ لوگ  
 شیعہ ہیں یہ اہل سنت کے امام نہیں ہو سکتے۔ یہ فتویٰ اہل سنت و جماعت کے عظیم مرکز  
 دربار عالیہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف سے جاری ہوا اور اس فتویٰ پر تصدیق اُس  
 وقت کے سجادہ نشین قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ استاذ العلماء پیر سید اختر  
 حسین شاہ صاحب نے فرمائی تھی ہم قارئین کی نظر وہ فتویٰ کرتے ہیں کچھ تبصرہ ہم  
 کریں گے باقی تبصرہ آپ پر چھوڑ دیں گے۔



## فتویٰ علی پور سیداں سیالکوٹ:

اہل سنت و جماعت کے مسلمات میں سے ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں، علماء اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل سنت کی علامت یہ ہے کہ ان دو بزرگوں کو تمام صحابہ کرام سے افضل جانے جو شخص شیخین کی افضلیت کا منکر ہو اہل سنت سے خارج ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ایسے کو امام نہ بنایا جائے۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ ہدایت کے روشن مینار اور چمکتے ہوئے ستارے ہیں تمام ہی بتدریج و ترتیب افضلیت کے مالک ہیں اور ان تمام کو رضائے الہی حاصل ہے کسی کی شان میں گستاخی اور طعن و تشنیع اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔ جو حضرت امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہتا ہے وہ خود بہت بڑا فاسق بد مذہب بد دین ہے ایسا شخص اہل سنت کے زمرہ سے خارج ہے۔ اس کا اہل سنت و جماعت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس کو امام بنانا ناجائز و حرام ہے۔ اس کے پیچھے اہل سنت و جماعت کی اقتدا قطعاً ناجائز ہے۔ اس کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب۔

جواب ہمارے دین و فقہ کے عین مطابق ہے۔

حررہ غلام رسول مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف ۲۴ ستمبر ۱۹۷۱ء

اختر حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ

قارئین یہ ہے فتویٰ ان مفتی صاحب کا جنہوں نے صاحب نبراس کو صرف اس لئے نا پختہ عالم کہا کہ انہوں نے مسئلہ افضلیت کی بڑی نفیس اور پختہ تحقیق فرما کر



مسلک اہل سنت و جماعت کو واضح فرمایا اور روافض و شیعہ کا ایسا رد کیا جس کا جواب نہیں۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ یہی مولانا پاکستان کی سرزمین میں اہل سنت و جماعت کے نہایت ہی معتمد علیہ اور معتبر آستانے میں دوران تدریس ایسا فتویٰ صادر فرماتے ہیں جو حرف بحرف مسلک اہل سنت کے مطابق ہے اور جب سرزمین برطانیہ میں جلوہ افروز ہوئے اور برطانیہ میں کئی جلسوں میں خود مولانا مفتی موصوف صاحب نے زوردار طریقہ سے افضلیت علی المرتضیٰ علی ابی بکر الصدیق بیان کی ہے۔ اب تعارض کی وجہ کیا ہے؟ اور یہ تعارض اٹھے گا کس طرح اس کی چند ایک صورتیں ہیں اولاً یا تو وہ مولانا کی اوائل عمر تھی علم پختہ نہیں تھا علماء اہل سنت و جماعت کی تقلید میں یہ فتویٰ صادر فرما دیا اب چونکہ بوڑھے ہیں اور عالم جب بوڑھا ہوتا ہے اس کا علم جوان ہوتا ہے اور اب پختہ ہوا لہذا اب حقیقت منکشف ہوئی کہ جس طرح میرا علم اوائل عمر میں پختہ نہیں تھا اسی طرح امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علم بھی پختہ نہیں تھا تبھی تو انہوں نے علماء اہل سنت کی تائید میں افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر صدیق کو رکھا۔ لہذا اب علم جوان ہوا اور انکشاف تام ہوا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ افضل البشر ہیں بعد الانبیاء۔ قارئین اگر یہ بات ہو تو پھر یہ ضرور لازم آتا ہے۔ مولانا نے اب اپنے فتویٰ سے رجوع فرمالیا ہے لیکن پوری امت مسلمہ کے اجماع کو کہاں یجائیں گے اور آئمہ اربعہ کے فتاویٰ کو کہاں یجائیں گے لہذا اجماع امت اور مزید آئمہ اربعہ کے فتاویٰ کے مطابق یہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور رافضی شیعہ گروہ میں داخل ہیں۔



ثانیاً اگر پاکستان والا فتویٰ درست ہے تو پھر برطانیہ میں اس کی نفی کا چرچا کیوں؟ ظاہر ہے دونوں درست نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ مانعہ الجمع ہے اسکا اجتماع اجتماع ضدین ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ سنیت اور رافضیت ضدیں ہیں۔

ہاں دونوں اٹھ سکتے ہیں مولانا کا نہ پاکستان والا عقیدہ نہ برطانیہ میں بیان کیا جانے والا کہ حضرت علی المرتضیٰ افضل الکمل ہیں تو پھر لازم آئے گا کوئی نیا عقیدہ گھڑا گیا ہو یہ قول بالفصل ہوگا۔ تو اب دونوں کی نفی ہو تو پھر وہاں مہتمم اور سجادہ نشین کے خوف سے اہل سنت والا عقیدہ ظاہر کیا گیا اور یہاں مالی منفعت اور دیگر مقاصد کی خاطر یہ عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت صاحب نہ سنیوں میں نہ شیعہوں میں یعنی نہ He ہیں اور نہ She۔ اور اگر پہلے پاکستان والا عقیدہ جزی تھا اہل سنت تھے جب برطانیہ میں آئے تحقیق بڑی جزم جاتا رہا اور پھر ان علیا افضل الکمل بعد الانبیاء سے جزم ہوا۔ تو پھر یہ صورت بھی فیصلہ کن ہے کہ چلو پھر بھی اہل سنت و جماعت سے باتفاق اہل سنت خارج ہو کر زمرہ روافض شیعہ میں داخل ہو گئے۔

قارئین ہر حال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق بلکہ شیخین پر فضیلت دینے والا رافضی، شیعہ اور گمراہ باطل فرقہ میں داخل ہوتا ہے۔ امام ابن حجر قسطلانی یوں ارقام فرماتے ہیں کہ قالت الشيعة و كثير من المعتزلة الافضل بعد النبي ﷺ علي ۱۔

شیعہ اور اکثر معتزلہ کا مذہب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔



امام علامہ تفتازانی یوں ارقام فرماتے ہیں: وعند الشيعة وجمهور المعتزلة الافضل علي ۱۔ شیعہ اور اکثر معتزلہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔

امام کمال الدین حنفی المعروف بابن حمام متوفی ۶۸۱ھ یوں ارقام فرماتے ہیں: وفي الروايف امن فضل عليا فهو مبتدع ۲۔ جو حضرت علی المرتضیٰ کو اصحاب ثلاثہ پر فضیلت دے بدعتی ہے رافضی ہے اسی مقام پر فرمایا: وان انكر خلافة الصديق وعمر الفاروق فقد كفر الصديق اكبر اور عمر فاروق کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

حضرت امام ملا علی قاری حنفی یوں ارقام فرماتے: الشيعة تطلق على الفرقه الذين يفضلون عليا كرم الله وجهه الكريم ويزعمون انهم من شيعته اى اتباع سيرته ۳۔ شیعہ کا لفظ ان لوگوں پر بولا جاتا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ کو فضیلت یعنی افضل الكل مانتے ہیں اور گمان کرتے ہیں ہم ان کے گروہ یعنی متبعین میں سے ہیں۔

حضرت امام صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اعظمی رضوی سنی حنفی برکاتی یوں ارقام فرماتے ہیں عقیدہ بعد از انبیاء و مرسلین خلیفہ برحق اور امام مطلق حضرت سیدنا صدیق اکبر پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ پھر چھ ماہ کیلئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے ان حضرات کو خلفاء راشدین اور ان کی خلافت کو راشدہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔ ۴



عقیدہ بعد از انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بد مذہب ہے عقیدہ افضلیت کے یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو۔ اسی کو کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ عقیدہ ان کی خلافت برترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت برترتیب خلافت یعنی افضل یہ مسلک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج کل سنی بننے والے تفصیلیہ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت ص ۵۲ جلد ۱)

قارئین صاحب بہار شریعت نے بالکل صاف کر دیا ہے۔ باقی ان کے دور میں بھی سنی بننے والے تفصیلیہ تھے۔

یہ بڑی خطرناک صورت ہوتی ہے سنی بن کر رفض کا ٹیکہ لگانا اور ماہرانہ انداز میں کہ عوام الناس تو عوام الناس درمیانہ طبقے کے علماء اور خطباء سے یہ ہوشیار لوگ ٹیکہ لگا کے داد لیتے ہیں اپنی مہارت پر اور تائید کرواتے ہیں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ایسے بد عقیدہ اہل تفسیہ و نیم عریاں رافضیوں سے محفوظ رکھے۔

ورنہ بڑے بڑے دعوے داران لوگوں کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتے بلکہ اپنے جلسوں میں بلوا کر خطاب کرواتے ہیں۔

امام محمد عبد الوہاب بن احمد بن علی الشمرانی المتوفی ۱۲۷۳ھ

یوں ارقام فرماتے ہیں: وقالت الشيعة وكثير من المعتزلة

الافضل بعد النبي ﷺ علي بن ابي طالب رضي الله عنه۔ شیعة اور



اکثر معتزلہ کا مذہب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت والبرکت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان

بریلوی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: الرافضی ان فضل علیا علی

غیرہ فهو مبتدع ولو انکر خلافة الصدیق رضی اللہ عنہ فهو کافر

خزانة المفتین (بحوالہ فتاویٰ رضویہ نیا جلد ۱۴) رافضی اگر علی المرتضیٰ کو غیر پر فضیلت

دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

دوسرے مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں: الرافضی ان فضل علیا

فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر مجمع الانهر ملتقى

الابحر (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۴) رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہے تو بدعتی ہے اور

اگر خلافت صدیق اکبر کا منکر ہے تو کافر ہے۔ تیسرے مقام میں یوں ارقام فرماتے

ہیں: الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنہما (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

فهو کافرو ان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم علیہما

فهو مبتدع (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۴) رافضی اگر سب و شتم کرتا ہے شیخین

(حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اللہ تعالیٰ کی پناہ اس کفر

سے) تو وہ کافر ہے اور اگر صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل مانتا ہے ان

دونوں بزرگوں سے تو وہ بدعتی ہے۔

ان عبارات سے بات واضح ہو گئی کہ رفض کلی مشکک ہے کہ اس کے افراد

میں شدت و ضعف پایا جاتا ہے۔ رافضی کا وہ فرد جس پر اضعف طور پر سچا آتا ہے وہ

تفضیلیہ ہے۔ اس کے بعد شدت و قوت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس کے کئی افراد



ہیں۔ اُن میں سے سب، شاتم شیخین بھی ہے جو کافر ہے۔

قارئین یہ تو ثابت ہو گیا کہ تفضیلیہ رافضی ہے اس پر شیعہ کا بھی اطلاق آتا ہے۔ چونکہ شیعہ اور رافضی مترادف ہیں اور تفضیلیہ اُن کا فرد ہے اور ہر کلی اپنے افراد پر محمول ہوتی ہے جیسے الانسان حیوان، وزید انسان ایسے ہی یوں کہا جائے گا تفضیلیہ رافضی وہی ہے۔ لہذا جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیکا وہ رافضی ہے شیعہ ہے اور رافضی، شیعہ اور اہل سنت کے درمیان تباہی کلی ہے۔ چونکہ رافضی شیعہ ان ۷۲ ناری فرقوں میں سے ہے۔ جو حدیث میں بیان ہوئے ہیں اور اہل سنت و جماعت ناجی اور جنتی گروہ ہے لہذا ہم یہ ضرور کہیں گے اہل سنت و جماعت خواص و عوام الناس تمام ہوشیار ہیں خصوصاً برطانیہ میں جہاں ہر شے آزاد ہے۔ اپنی صفوں میں ایسے لوگوں کو پہچانے جو تفضیلیت کی صورت میں رافضیت اور شیعیت پھیلا رہے ہیں جو تقریروں میں جلسے اور جلوسوں میں یہ کہتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت صدیق اکبر سے افضل ہیں بلکہ تمام اہل بیت کو افضل قرار دیتے ہیں ایسے لوگ سنی نہیں نہ اہل سنت کے مقتدی و پیشوا ہو سکتے ہیں اگر ایسی تقریریں سنانے کی کوشش کی جائے تو انہیں یہ آیت پڑھ کر سنادی جائے و امتاز و الیوم ایہا المجرمون۔ اے مجرمو اہل سنت سے جدا ہو جاؤ یا پھر صحیح معنوں میں اندر و باہر ظاہر و باطن سے اہل سنت بن کر رہو۔

۔ دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا



مسئلہ افضلیت نہایت ہی اہم ہے:

مسئلہ افضلیت پر قلم اٹھانا، انتہائی ضروری ہے خصوصاً جب اہل سنت کے اندر ایسے لوگ گھسے ہوئے ہوں جو درپردہ تفضیلیت (رافضیت) پھیلا رہے ہوں چونکہ رافضی، شیعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر یہ عمارت تعمیر کرتے ہیں کہ آپ چونکہ خلافت کے حق دار تھے اور صحابہ کرام نے آپ کا حق غصب کیا لہذا صحابہ کرام ظالم ہیں العیاذ باللہ اور پھر مسلک اہل سنت و جماعت کو باطل کہتے ہیں اور ضعفاء مسلمین کو گمراہ کرتے ہیں۔

امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں: وان الصحابة ظلموه حيث استخلفوا غيره مع انه افضل واعلم واشجع وان الظالمين غير عادلين فلا يصح رواية الحديث عنهم فيبطل كل حديث رواه اهل السنة وهذا هو ترتيبهم في تضليل ضعفاء المسلمين وفساده اشد من مفساد مذهب المعتزلة والجبرية واشباههم فيجب على العلماء الاهتمام بمسئلة الافضلية۔ شیعہ نے اپنی مذہبی بنیاد (افضلیت) پر رکھی اور کہا صحابہ کرام ظالم ہیں انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ نہیں بنایا باوجودیکہ وہ افضل تھے۔ اعلم تھے اثناعشر تھے اور ظالم غیر عادل ہوتا ہے اور غیر عادل کی روایت کردہ حدیث صحیح نہیں لہذا وہ تمام احادیث سے باطل ہیں جنہیں اہل سنت و جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ ترتیب ہے ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی اور ان کا فساد معتزلہ جبریہ اور دیگر تمام فرق باطلہ سے زیادہ



نقصان دہ ہے۔ لہذا علماء حق اہل سنت و جماعت پر فرض ہے کہ وہ مسئلہ افضلیت کو اہمیت دیکر واضح کریں۔

قارئین امام عبدالعزیز پر ہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا جیسے کہ وہ برطانیہ کے فتنہ تفضیلیت سے جزمی طور پر آگاہ تھے۔ آپ نے رافضی، شیعہ کی تھلیل کا طریقہ ملاحظہ فرمایا گویا کہ وہ منطقی قیاس چلا کر مسلک اہل سنت کو باطل کر رہے ہیں ان کے مقدمات کا ذبہ کا بالکل وہی حال ہے جو العالم قدیم کے مقدمات کا حال ہے کہ کہا العالم مستعن عن المؤثر وکل مستعن عن المؤثر فہو قدیم نتیجہ آریگا العالم قدیم جس طرح یہ مقدمات اور ان کا نتیجہ باطل ہیں یوں ہی روافض، شیعہ کے تھلیلی مقدمات اور پھر اس کا نتیجہ کہ اہل سنت کا مذہب باطل، باطل ہیں۔

لہذا پاکستان اور خصوصاً برطانیہ میں مسئلہ افضلیت کو بے غبار کرنا علماء اہل سنت کے فرائض منصبی میں سے ہے۔

**افضلیت شیخین کا عقیدہ اہل سنت کی علامت ہے:**

مسئلہ افضلیت کی اہمیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بعد الانبیاء مطلقاً افضل ماننا اہل سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں: حیث جعلوا من علامات اہل السنة والجماعت تفضیل الشیخین ومحبة الختین! علماء حق نے اہل سنت و جماعت کی علامات میں کیا ہے۔ شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) کو افضل ماننا اور ختین (عثمان غنی اور علی المرتضیٰ) سے محبت کرنا۔



علامہ امام عبدالعزیز پر حاوی اس کی شرح میں یوں ارقام فرماتے ہیں:  
 وحسبک دلیلاً علی الاہتمام. بمسئلة الافضیلت انہا من علامات  
 اہل السنۃ والجماعت۔ مسئلہ افضلیت کے اہتمام اور اہمیت پر دلیل کافی ہے کہ  
 یہ اہل سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے۔

قارئین یہ افضلیت شیخین اہل سنت کی علامت قرار پایا۔ تو بالکل مسئلہ  
 صاف ہو گیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد  
 کسی اور کو افضل مانے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے کیونکہ الاشیاء  
 تعرف بعلاماتہا۔ چیزیں اپنی علامات سے پہچانی جاتی ہیں۔

لہذا جو شخص تقریر میں یہ کہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک ابوبکر صدیق  
 افضل ہیں اور بعض اہل سنت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ یا تمام اہل بیت افضل ہیں  
 وہ دھوکہ دے رہا ہے اور صرف سادہ لوح سنیوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ کسی سنی کا یہ مذہب  
 نہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ یا اہل بیت ابوبکر صدیق سے یا عمر فاروق سے افضل ہیں۔  
 کیونکہ جو شخص یہ کہے یا لکھے اُس میں اہل سنت کی علامت ہی نہیں پائی جاتی بلکہ اُس  
 میں ناری اور باطل فرقے کی علامت پائی جاتی ہے لہذا ایسی تقریر کرنے والے کو اہل  
 سنت و جماعت کے مجمع سے نکال دیا جائے اور کبھی اہل سنت کے جلسوں و جلوسوں  
 میں نہ بلایا جائے۔



حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے

شرح عقائد کی وضاحت:

امام علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح عقائد میں ایک عبارت بولی ہے وہ یوں مرقوم ہے: والسلف كانوا متوقفين في تفضيل عثمان حيث جعلوا من علامات السنة والجماعت تفضيل الشيخين ومحبة الختین والا نصاب انه ان ارید بالا فضلیت کثرة الثواب فللتوقف جهة وان ارید کثرة ما بعده ذوالعقول من الفضائل فلا۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں یہ عبارت دراصل حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ علیہ نے لفظ محبة الختین کو توقف کی دلیل بتایا۔

اصل میں یہ عبارت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ چونکہ اس عبارت میں تفضیل شیخین کو اور محبت ختین کو اہل سنت کی علامت قرار دیا ہے اس لئے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اختلاف پر استدلال کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ سلف تفضیل عثمان غنی بر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما میں مختلف ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں: وهم جنس توقفی کہ از عبارت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فمیدہ اند کہ من علامات السنة والجماعت تفضیل الشيخین ومحبة الختین نزد این فقیر اختیار این عبارت را محمل دیگر است کہ چون ظهور فتن واختلال در امور مردم در زمان

۱۔ شرح عقائد



خلافت حضرات ختنین بسیار شدہ بود و بدلہائے مردم ازیں راہ  
کدورتے راہ یافتہ امام این معنی را ملاحظہ فرمودہ در حق ایشان لفظ  
محبت اختیار نمودہ است و دوستی ایشان را علامات سنت ساختہ  
بے آنکہ شائبہ توقف ملحوظ بود و کیف و کتب الحنفیہ مشحونہ  
بان افضلیتہم علی ترتیب خلافتہم۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: ودلیل توقفہم  
الاكتفاء بذكر المحبة فيهما من غير تعرض للتفضيل كما في  
الشيخين۔ ۱۔ سلف کے توقف کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے فقط ختنین کی محبت کا  
ذکر فرمایا۔ تفضیل کا ذکر نہیں فرمایا جس طرح شیخین کی تفضیل کا ذکر فرمایا۔

لیکن اس کا جواب ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں جو حضور امام ربانی رضی اللہ عنہ  
نے ارشاد فرمایا لہذا یہ توقف کی دلیل نہیں اور نہ ہی حضرت امام الائمہ سراج الائمہ  
کشف الغمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے توقف فرمایا ہم نے الفقہ الاکبر کے حوالہ  
سے تصریح ذکر کر دی ہے کہ آپ کے نزدیک خلافت کا وقوع افضلیت کی ترتیب پر ہی  
ہوا ہے۔

سادات کرام کیلئے خصوصاً ایمان افروز اور قابل تقلید بات:

قطب الاقطاب غوث الاغواث پیر پیراں شہباز لامکانی قطب ربانی  
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم گیارویں والے پیر صاحب رضی اللہ عنہ اپنی  
مشہور تصنیف غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں اس ارشاد گرامی کو حضور امام ربانی



مجدد الف ثانی قدیل نورانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں یوں ارقام فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غنیۃ کہ از مصنفات ایساں است میفرماید وحدیث نقل میکند کہ آں سرور فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ مرا عروج واقع شد از پروردگار خود مسألت نمودم کہ خلیفہ بعد از من علی بود ملائکہ گفتند کہ اے محمد ﷺ ہرچہ خدا خواہد آں شود خلیفہ بعد از تو ابو بکر است ونیز حضرت شیخ فرمودہ کہ حضرت امیر گفتہ است کہ بیروں نیامد پیغمبر خدا ﷺ از دنیا تا آنکہ عہد کرد بمن کہ خلیفہ بعد از فوت من ابو بکر خواہد بود بعد از اں عمر بعد از اں عثمان بعد از اں تو خلیفہ خواہی بود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ حضور غوث پاک غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عروج ہوا بارگاہ الہی میں حاضری ہوئی میں نے عرض کیا یا اللہ میرے بعد خلیفہ علی المرتضیٰ ہوں گے تو ملائکہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مشیت و فیصلہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق آپ کے بعد خلیفہ ہوں گے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے اُس وقت تک نہیں گئے جب تک مجھ سے عہد نہیں کر چکے کہ میرے وصال کے بعد خلیفہ ابو بکر صدیق ہوں گے ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد حضرت عثمان ان کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین تم خلیفہ ہو گے۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل کے فرد کامل تا ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ مقام قطبیت پر فائز رہنے والے غوث پاک جو حسنی و حسینی سید ہیں۔ کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا وقوع برحق اور روافض، شیعہ اسی خلافت کے ابطال کیلئے



افضلیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے۔ لہذا وہ سادات جواہل سنت کی صفوں میں ہیں اور غوث پاک کو غوث اعظم مانتے ہیں ان کے نام پر نذرانے لیتے ہیں وہ غوث پاک کا عقیدہ بھی اندر باہر ظاہر و باطن سے اپنائیں۔ اور کبھی بھول کے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی جانب مخالف کو حق کا شائبہ دیکر ذکر نہ کریں۔

اب شرح عقائد کی عبارت میں دوسرا مقام شارح تفتازانی رحمہ اللہ علیہ نے حضرات ختین (عثمان غنی اور علی المرتضیٰ) کے درمیان توقف کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر افضلیت سے مراد کثرت ثواب لی جائے تو پھر توقف کی وجہ ہے کیونکہ کثرت ثواب کا علم صرف عقل سے نہیں آتا وہ وحی الہی پر موقوف ہے اور اگر فضائل کی کثرت و تعداد مراد ہو تو پھر توقف کی وجہ نہیں کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کمالات علمیہ اور عملیہ بہت زیادہ ہیں لہذا حضرت علی المرتضیٰ افضل ہوئے حضرت عثمان سے۔ اس عبارت کا جواب حضور مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو وجہ سے ارشاد فرما دیا۔ اولاً سرے سے توقف کی ہی نفی ہے کیونکہ جس عبارت (لفظ محبہ) سے توقف پر استدلال کیا آپ نے وہ منہی ہی اڑا دیا لفظ محبت ذکر کرنے کی وجہ ہی اور ہے لہذا اس سے افضلیت کے اعتقاد کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضور مجدد صاحب نے لفظ محبت ذکر کرنے کی جو وجہ ذکر کی ہے وہ محتمل ہے لہذا افضلیت کا ثبوت حتمی نہ ہوا۔ اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ معنی محتمل کے تعین کیلئے قرینہ ہونا چاہیے تو قرینہ اس کے حالات ہیں۔ دوسرا یہ خود حضور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ الوحیہ ثم تقربان الفضل هذه الامۃ یعنی وہم خیر الامم بعد نبینا محمد ﷺ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم



علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ۱۔

ح۔ تفتازانی صاحب مستدل ہیں نہ کہ ہم۔ ہم تو ہیں معترض ہمارے لئے  
احتمال ذکر کرنا کافی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال آجائے تو  
استدلال باطل ہوتا ہے لہذا لفظ محبت کے ذکر سے عدم افضلیت پر استدلال کرنا باطل  
ہو گیا اب علامہ تفتازانی پر لازم ہے کہ ہمارے یعنی مجدد پاک کے اعتراض کا جواب  
دیں۔

ثانیاً اگر افضلیت کا معنی کثرت ثواب ہو تو توقف کی وجہ پھر بھی نہیں بن سکتی  
کیونکہ توقف تو اس لئے تھا کہ کثرت ثواب کا علم ہو تو بھی توقف نہیں ہو سکتا کیونکہ اس  
کا علم عقل سے نہیں بلکہ وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ وحی نے بیان  
فرمایا کہ نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ احادیث صحیح کثیرہ وارد ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی  
اللہ عنہ افضل ہیں حضرت علی المرتضیٰ سے ان میں سے ایک حدیث یہ ہے۔ امام ترمذی  
روایت کرتے ہیں حدیث عبد اللہ ابن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی  
افضل امتہ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان فیبلغ ذالک رسول اللہ  
ﷺ فلا ینکرہ۔ ۲۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات  
طیبہ ظاہرہ میں کہا کرتے تھے کہ آپ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے  
افضل ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان غنی یہ خبر نبی اکرم ﷺ کو پہنچتی مگر  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انکار نہ فرماتے۔ دوسرا حضرت علی المرتضیٰ نے نص فرمائی ہے  
فعن علی رضی اللہ عنہ قال خیر الناس فی هذه الامۃ بعد ابی بکر



عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم انا رواه الحافظ ابو سعید السمان كما فی فصل الخطاب۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں اس امت میں حضرت ابو بکر صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق افضل ہیں پھر عثمان ذوالنورین پھر میں (یعنی علی المرتضیٰ) اس مضمون کی احادیث تو بہت ہیں۔

لہذا وحی نے بیان فرمادیا کہ کثرت ثواب حضرت عثمان غنی میں ہے لہذا یہ افضل ہوئے حضرت علی المرتضیٰ مفضل ہوئے۔

لہذا توقف کی وجہ نہ رہی لہذا توقف ہی نہ رہا یہ احتمال کہ افضلیت کا معنی فضائل کی کثرت ہو یہ پہلے بھی واضح کر چکے ہیں اس کا معنی کثرت فضائل نہیں ورنہ کئی خرابیاں لازم آئیں گی۔ کیونکہ لازم آئے گا غیر نبی نبی سے افضل ہو جائے جو کہ محال ہے غیر صحابی صحابی سے افضل ہو جائے جو باطل ہے۔

**افضلیت شیخین پر اجماع قطعی ہے کہ ظنی؟**

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ انداز اکابر آئمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی ست شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت است فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی ست انکار نکند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر یا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ بفرماید کہ کسیکہ مرا برابر ابی بکر و عمر فضل بدہد مفتری ست تا زیانہ زخم چنانکہ مفتری زنند۔ ۲

افضلیت شیخین پر صحابہ کرام اور تابعین سے اجماع ثابت ہے جیسا کہ اکابر



آئمہ نے نقل فرمایا ان میں امام شافعی ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی ہے۔ باقی صحابہ کرام پر شیخین کی افضلیت کا انکار صرف جاہل یا متعصب ہی کر سکتا ہے حضرت علی المرتضیٰ خود فرماتے ہیں جو مجھے حضرات شیخین پر فضیلت دیگا وہ مفتری ہے میں اسے وہ حد ماروں گا جو مفتری کو ماری جاتی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جمہور وغیر جمہور کی بات نہیں جو ان بزرگوں کی افضلیت کا منکر ہے وہ یا تو جاہل ہے حقیقت امر سے یا پھر متعصب ہے اور دونوں کا اعتبار نہیں لہذا آج بھی ان دو بزرگوں پر جو شخص حضرت علی المرتضیٰ یا اہل بیت کو افضل بتائے وہ یا جاہل ہے یا متعصب ہے۔ لہذا عوام الناس اور درمیانہ طبقہ کے علماء کیلئے فیصلہ دینا آسان ہو گیا۔ اُسے کہا جائے تو جاہل ہے یا متعصب ہے۔ امام عبدالوہاب الشمرانی یوں ارقام فرماتے ہیں: ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء والمرسلین ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ وهذا الترتیب بین هؤلاء الاربعة الخلفاء قطعی عند الشیخ ابی الحسن الاسعری ظنی عند القاضی ابی بکر الباقلائی۔

انبیاء و مرسلین کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں خلفاء اربعہ کے درمیان یہ ترتیب شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے۔ قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔



امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں: اذا تقرر ذالك  
فالمقطوع به بين اهل السنة والجماعة الفضلية ابى بكر ثم عمر ثم  
اختلفوا فيمن بعدهما فالجمهور على تقديم عثمان له جب ترتيب  
افضليت على ترتيب الخلافة پر اہل سنت کا اجماع ثابت ہے تو شیخین کی افضلیت پر تو  
اجماع قطعی ہے باقی دو بزرگوں میں اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک حضرت عثمان غنی  
افضل ہیں۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ثم الذى مال اليه  
ابو الحسن ان الاشعري امام اهل السنة ان تفضيل ابى بكر على من  
بعده قطعى وخالفه القاضى ابوبكر باقلانى فقال انه ظنى ۱ حضرت شیخ  
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں: اکنون سخن در آں ماند کہ  
مسئله ترتیب افضلیت یقینی است کہ برهان قاطع بر آں گذشتہ چنانچہ ترتیب خلافت یا  
ظنی است کہ دلیل آں اما امارات و قرآن است کہ رجحان و اولویت رساند بعضی بر آنند  
کہ قطعی است و مختار نزد اکثر محققین آنست کہ ظنی است۔ ۲

اب رہا مسئلہ یہ کہ جس طرح ترتیب خلافت کا ثبوت قطعی یقینی دلیل سے  
ہے اسی طرح افضلیت کی ترتیب بھی ہے یا اس طرح نہیں تو اکثر محققین کے نزدیک  
مسئلہ افضلیت ظنی ہے اور بعض کے نزدیک قطعی ہے۔

وہ علماء کرام جن کے نزدیک مسئلہ افضلیت قطعی ہے ان میں امام ابوالحسن  
اشعری، امام شافعی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علامہ شاہ عبدالعزیز محدث



دہلوی۔ حضرت امام ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منکر افضلیت کو اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق قرار دیا اور حدیں قطعیات میں ماری جاتی ہیں نہ کہ ظلیات میں۔ حوالہ کیلئے ہم کتب ذکر کر چکے ہیں۔ مکتوبات، صواعق محرقہ، الیوقیت والجواہر۔ شرح فقہ اکبر اور السراج الجلیل للمحدث دہلوی۔ باقی جمہور علماء کے نزدیک مسئلہ افضلیت ظنی ہے۔ یہاں دو اعتراض وارد ہوتے اولاً یہ کہ اجماع صحابہ و تابعین افضلیت شیخین پر منعقد ہے تو پھر یہ مسئلہ قطعی ہونا چاہیے تھا کیونکہ اجماع امت قطعیت کا فائدہ دیتا ہے تو پھر جمہور قطعیت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اجماع قطعیت کے مرتبہ سے نیچے اتر آیا ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ومختارہم آں است حکم بظنیت آں درست نباشد چه اجماع از دلائل قطعیہ است جوابش آں است کہ در علم اصول فقہ متردوم برہن شدہ است کہ اجماع دلیل قطعی است ولیکن نہ بجمیع انواع واقسامش بلکہ قطعی آں است کہ در آنجا خلاف اصلاً نبود و آنکہ دروے خلافی بود اگر چه شاذ و نادر باشد ظنی بود و از قطعیت برآید ہر چند آں خلاف بجہت شد و ذوند ترش معتمد بہ نہ بود و مانع از انعقاد اجماع نباشد ولیکن در الخطا درجہ وے از مرتبہ قطعیہ بے تاثیرے نبود بآنکہ اجماع کہ در اینجا است بر ہمیں افضلیت ظنی است! خلاصہ عبارت یہ ہے اعتراض یہ ہوا کہ اجماع دلائل قاطعہ میں سے ہے تو پھر افضلیت ظنیہ نہیں قطعیہ ہونی چاہیے جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں اپنی جگہ یہ ثابت اور مبرہن ہے کہ اجماع



دلیل قطعی تو ہے لیکن مجموع انواع و اقسام نہیں بلکہ قطعی وہ اجماع ہے جس میں اختلاف بالکل نہ ہو۔ لیکن جس میں اختلاف ہو خواہ روایت شاذ و نادرہ سے ہی کیوں نہ ہو وہ مفید ظن ہوتا ہے یہ اختلاف اتنا اثر ضرور کرتا ہے کہ درجہ قطعیت سے اتار کر درجہ ظنیت میں لے آتا ہے۔ لہذا یہاں جس افضلیت پر اجماع ہے وہ ظنیہ ہے۔

یہ پہلے سوال کا جواب کہ جمہور افضلیت ظنیہ کے قائل کیوں؟

ثانیاً وہ علماء جو اجماع کی قطعیت کے قائل ہیں کہ افضلیت قطعی ہے تو افضلیت ابی بکر صدیق کے منکر کے کفر کے قائل کیوں نہیں خود امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمائی ہے کہ افضلیت کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ تفصیل شیخین کا مسئلہ صدر اول میں اگرچہ اجماعی ہے لیکن اختلافی صورت بھی تھی اگرچہ وہ روایت شاذ و نادرہ ہے۔ اور تفصیل شیخین کے کچھ دلائل تاویل و تخصیص کا بھی احتمال رکھتے تھے۔ لیکن بالآخر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسئلہ تفصیل کی بہت تشہر و تاکید فرمائی گئی حتیٰ کہ دلائل سے تعارض اٹھ گیا اور تفصیل شیخین کی جانب رائج قرار پائی۔

افضلیت شیخین کا مسئلہ اجلہ و اکابر صحابہ کرام نے روایت فرمایا اور مجالس مختلفہ میں نبی اکرم ﷺ سے سماعت فرمایا اور متعدد محدثین دارقطنی وغیرہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایات صحیحہ لائے ہیں۔

آپ نے فرمایا: لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری جو شخص مجھے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیگا میں اُسے مفتری کی حد ماروں گا۔ علماء اکابر نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ الفاظ بطریق کمال



دلالت کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ افضلیت قطعی ہے کیونکہ افضلیت کا منکر صرف گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہی نہیں بلکہ سزا اور حد کا مستحق ہے اور حد والی سزا قطعیت کے خلاف پر لگائی جاتی ہے۔

دوسری یہ بات ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ اصل کے اعتبار سے قطعی ہوتا ہے مگر کیفیت کے اعتبار سے ظنی ہو جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات سبعہ کا ثبوت قطعی ہے لیکن یہ بات کہ وہ ذات پر زائد ہیں۔ عین یا لا عین ولا غیر ہیں۔ اس تعین میں یہ مسئلہ ظنی ہے یوں ہی اصل افضلیت شیخین قطعی ہے۔ مگر نزاع اس کیفیت میں ہے کہ تفصیل کس چیز میں ہے۔ کثرت ثواب، نفع اعظم فی الاسلام یا کسی دوسری چیز میں یہ ظنی ہے اس میں قطع و یقین کسی طرف نہیں ہے۔ لہذا یہ مسئلہ باعتبار اصل کے قطعی اور باعتبار تعین کیفیت کے ظنی، حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ اجماع سکوتی ہے نصی نہیں اور اصول فقہ میں اس بات کی تصریح ہے صحابہ کرام کے اجماع نصی کا منکر کافر ہے سکوتی کا منکر کافر نہیں۔

جیسا کہ خلافت ابی بکر صدیق پر اجماع نصی ہے سب صحابہ نے قولاً و عملاً اجماع کیا ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق ہیں لہذا خلافت صدیق اکبر کی حقانیت کا منکر کافر ہے۔

منصف مزاج شیعہ افضلیت صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے قائل ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں و عبدالرزاق کہ از اکابر شیعہ است نیز بموجب اس نقل حکم



بافضیلت شیخین نمودہ است وبایں عبارت گفتہ افضل الشیخین جفضل علی ایہما علی نفسہ  
والاکما فضلہما کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ۔ ۱

عبدالرزاق جو کہ اکابر شیعہ میں سے ہے وہ بھی بموجب اس روایت کے  
افضیلت شیخین کا حکم کرتا ہے۔ اسکی عبارت یہ کہ شیخین کو حضرت علی المرتضیٰ پر فضیلت  
دیتا ہوں۔ اگر میں ان کو فضیلت نہ دوں تو میرے لئے ازراہ جرم یہ کافی ہے کہ میں  
حضرت علی المرتضیٰ سے محبت کا دعویٰ بھی کروں۔ اور پھر ان کی مخالفت بھی کروں۔  
مزید براں مصنف عبدالرزاق کے مقدمے میں یوں مرقوم ہے کہ قال عبد اللہ بن  
احمد بن حنبل سمعت سلمۃ بن شیب یقول سمعت عبدالرزاق  
یقول واللہ ما انشرح صدری قط ان الفضل علیاً من لم یحبہم فما ہو  
مؤمن۔ وقال أوثق عملی حبی ایہم۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے سلمہ  
بن شیب سے پوچھا وہ فرماتے تھے میں نے عبدالرزاق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اللہ کی  
قسم میرا سینہ کبھی نہیں کھلا اس مسئلے کیلئے کہ میں حضرت علی کو ابو بکر صدیق اور عمر فاروق پر  
فضیلت دوں۔ حضرت ابو بکر صدیق پر اللہ کی رحمت ہو، اور حضرت عمر فاروق پر اللہ کی  
رحمت ہو اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم پر اللہ کی رحمت ہو۔ جو شخص ان  
سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں۔ باوجود اس بات کے کہ شیخ عبدالرزاق کو ہمارے  
اسلاف نے اکابرین شیعہ میں شمار کیا ہے۔ فضیلت کے اندر اسی ترتیب کو ذکر کیا جو  
اہل سنت کے نزدیک ہے۔ اور کہا عبدالرزاق نے کہ میرا مضبوط ترین عمل ان چاروں



سے محبت کرنی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ نے جس ترتیب سے ذکر کیا ہے اسی ترتیب سے محبت ہے۔

قارئین اکابرین کا شیخ عبدالرزاق کے بارے میں شیعہ ہونے کا قول کرنا اس بات کی آئندہ ایڈیشن میں وضاحت کی جائے گی۔ انشاء اللہ (مؤلف)۔

امام ابن حجر مکی یوں ارقام فرماتے ہیں: وما احسن ما سلكه بعض الشيعة المنصفين كعبد الرزاق فانه قال الفضل الشيخين تبضيف علي اياهما على نفسه والا لما فضلتها كفي به وزرا وان لم افضلها ثم اخالفه ۱ ترجمہ ہو چکا: محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں:

وچندیں خطب و فصول از علی مرتضیٰ در مدح و ثنائے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کردہ اند کہ بعد از اطلاع کسے طاغی را ا مجال دم زدن نبود و اگر علماء سنت و جماعت در افضلیت ابوبکر و عمر بلکہ در قطعیت آں بہمان اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی و وافی بود از حسن ادائے کہ بعضے از اہل تشیع کہ از جادہ انصاف و اعتدال بیروں ں نبودہ اند کردہ و انست کہ عبدالرزاق کہ از اہل روایت و مشاہیر علماء حدیث است گفتہ است کہ من تفصیل شیخین میکنم بجهت تفصیل علی مرایشاں را و اگر علی تفصیل ایشان بر خود نمیکرد من نیز نمیکردم گناہے عظیم ترازیں بنود کہ من علی را دوست دارم و مخالفت وے کنم ۲ وہ خطبے اور فیصلے جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہیں ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی سرکش کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ اور اگر علماء اہل سنت و جماعت



افضلیت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بلکہ اس مسئلہ کی قطعیت میں انہی کے ساتھ اکتفا اور استدلال کریں تو کافی دانی ہے ایک بہترین بات یہ بھی ہے کہ بعض ایسے شیعہ جو انصاف و اعتدال کے دائرہ سے باہر نہیں گئے وہ ہے عبدالرزاق (جو اہل روایت اور مشاہیر علماء حدیث میں سے ہے) نے کہی ہے میں شیخین کی افضلیت کا اسلیئے قائل ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ خود ان کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں۔ اگر حضرت علی خود اپنے اوپر فضیلت نہ دیتے تو میں بھی فضیلت نہ دیتا۔ اور اس سے بڑا گناہ نہیں ہوگا کہ میں حضرت علی کو دوست بھی رکھوں اور ان کی مخالفت بھی کروں۔

قارئین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت فیصلہ کن ہے۔ وہ علماء و مقررین جو اہل سنت میں پرانی شہرت سے فائدہ اٹھا کر اب آخری عمر میں برطانیہ میں اہل سنت میں رفض کا زہر پھیلاتے ہیں اور پوری زندگی اہل سنت کا جو اعتماد حاصل کیا ہے اب اسکو بروئے کار لا کر درمیانہ طبقے کے علماء و خطباء کو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب تکمیل الایمان کے حوالے دے دے کر ان کے حق عقیدہ افضلیت کو باطل عقیدہ مفضولیت میں بدلنے میں مصروف العمل ہیں وہ عبرت حاصل کریں کہ کتنا بڑا بہتان ہے شیخ محقق پر کہ انہوں نے لکھا ہے بعض اہل سنت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہیں اور جمہور کا عقیدہ ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں یہ کذب بیانی ہے اور خیال رہے اہل علم کو شیخ کا نام لیکر دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔



## شیخ محقق کا علماء اہل سنت کو مشورہ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علماء اہل سنت کو مشورہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر آپکا پالا بے دین روافض و شیعہ و تفضیلیوں سے پڑ جائے تو انہیں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے خطبات و فیصلے سنا لیں افضلیت شیخین میں بطور دلیل یہ کافی واضح ہیں بلکہ اس مسئلہ کی قطعیت ثابت کرنے کے لئے بھی کافی دوائی ہیں۔ امام ابن حجر مکی ارقام فرماتے ہیں وَلَکَ اَنْ تَقُولَ اَنْ اَفْضَلِیْتَ اَبِیْ بَکْرٍ قَطْعِیۃٌ ثَبَتَ بِالْقَطْعِ حَتّٰی عِنْدَ غَیْرِ الْاَشْعَرِیِّ اِیْضًا بِنَاءً عَلٰی مَعْتَقَدِ الشَّیْعَةِ وَالرَّافِضَةِ وَذَٰلِکَ وَاذْ عَنِ عَلِیٍّ وَهُوَ مَعْصُومٌ عِنْدَهُمْ وَالْمَعْصُومُ لَا یَجُوزُ عَلَیْهِ الْکَذْبُ اَنْ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرُ اَفْضَلُ الْاُمَمَةِ قَالَ الذَّهَبِیُّ وَ قَدْتُوْا تَرَعْنَهٗ فِی خِلَافَتِهٖ وَ کُرْسِی مَمْلُکَتِهٖ وَ بَیْنَ الْجَمْعِ الْغَفِیْرِ مِنْ شِیْعَتِهٖ ۱ اَخْرَجَ دَارُ قُطْنِی اَنْ عَلِیًّا بَلَّغَهُ اَنْ رَجُلًا یَعِیْبُ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَاحْضَرَهُ عَرْضَ لَهُ بِعَیْبِهِمَا لَعَلَّہُ یَعْتَرِفُ فَفُطِنَ فَقَالَ لَهُ اَمَا الَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ اَنْ لَوْ سَمِعْتَ مِنْکَ الَّذِیْ بَلَّغْنِیْ اَوْ الَّذِیْ نَبَّیْتَ عَنْکَ وَثَبْتَ عَنْکَ وَثَبْتَ عَلَیْکَ بَیْنَتَہٗ لَا فَعَلَنْ بِکَ کَذًا وَ کَذًا ۲ امام ابن حجر مکی دار قطنی کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی کر رہا ہے آپ نے اس کو حاضر کروایا اور ان کی گستاخیاں اس سے بیان کروائیں تاکہ وہ اعتراف کرے وہ سمجھ گیا خاموش رہا آپ نے فرمایا خبردار مجھے اس ذات پاک کی قسم



جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا اگر وہ خبر جو تیری نسبت مجھے پہنچی ہے یا وہ جو مجھے تیرے متعلق اطلاع ملی ہے میں سن لیتا۔ تجھ سے اور گواہوں سے اگر ثابت ہو جاتی تو تجھے یہ سزا دیتا۔ (مؤلف)

جو لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ شیخین کی گستاخیوں سے باز آ جائیں اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں سے عبرت حاصل کریں اگر آج حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوتے تو ایک رافضی شیعہ بھی نہ ہوتا کیونکہ آپ سزائیں دیکر ختم کر دیتے۔

اور یہ گستاخ کل قیامت کے دن دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

امام ابن حجر مکی اسی مقام خصوصاً اہل بیت النبی ﷺ کو مشورہ ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ یوں ارقام فرماتے ہیں۔ اذاتقرر ذالک فلا نقبل  
 البيت النبوی الاجتناب من قبیح الجهل والغباوة والعناد فالحذر  
 الحذر عما یلقونه الیهم من ان کل من اعتقد تفضیل ابی بکر علی  
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان کفراً لان مرادهم بذالک ان  
 یقرر واعندهم تکفیر الامة من الصحابة والتابعین ومن بعدهم من  
 آئمة الدین و علماء الشریعة و عوامهم و انه لامومن غیرهم و هذا  
 منور الی هدم قواعد الشریعة من اصلها والغاء العمل بکتاب السنة  
 وما جاء عن النبی ﷺ وعن صحابته و اهل بیته اذ الراوی بحمیع آثار  
 هم و اخبارهم و لاحادیث باسرها بل و الناقل للقرآن فی کل عصر من  
 عصر النبی ﷺ و الی هذا العصر لیس الا الصحابة و التابعون



وعلماء الدين ليس للشيعة والرافضة روايته لادراية يدرون بها فروع الشريعة وانما غاية امرهم ان يقع في خلال بعض الاسانيد من هو رافضي او نحوه والكلام في قبولهم معروف عند آئمة الاثرونقاد السنة فاذا قد حوا فيهم قد حوا في القرآن والسنة ابطالوا الشريعة راسا وصار الا مراكما في زمن الجاهلية الجهلاء فلعنة الله عليهم. ۱

(سادات کرام) کو چاہیے وہ اپنے اسلاف بزرگوں کی اتباع کریں اس معاملہ (افضلیت میں) اور روافض اور شیعہ اپنی جہالت غباوۃ اور دشمنی کی وجہ سے جس گمراہی کی طرف لیجاتے ہیں اُس سے اعراض کریں اور بچیں اور دور رہیں اُس چیز سے جو ان کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی وہ کافر ہے کیونکہ ان شیعہ اور روافض غالیوں کے نزدیک امت کافر ہے صحابہ کرام تابعین اور بعد والے آئمہ دین علماء شریعت اور عوام الناس ان کے نزدیک مومن صرف روافض شیعہ لوگ ہیں ان کی یہ سازش قواعد شرعیہ کو بنیاد سے گرا دیتی ہے اور کتب سنتہ پر عمل لغو کر دیتی ہے نبی اکرم ﷺ سے جو کچھ عطا ہوا صحابہ کرام اہل بیت اطہار سے جو کچھ ملا کیونکہ آثار و اخبار اور احادیث تمام کی تمام بلکہ قرآن مجید کو نقل کرنے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور سے لیکر صحابہ کرام تابعین علماء دین ہیں ان میں روافض کا تو حصہ نہیں نہ روایت میں نہ درایت میں جس سے کوئی فروع شرعیہ معلوم کی جاسکیں زیادہ سے



زیادہ کہیں بعض اسناد میں کوئی رافضی اور اسکے علاوہ باطل عقیدہ والا آجائے تو اسکے قبول کرنے میں ہمارے آئمہ اور شر اور نقاد السنتہ کا ارشاد معروف ہے (اپنے مقام پر) جب انہوں نے صحابہ کرام سے لے کر تابعین آئمہ دین میں نقص و خرابیاں ثابت کرنے کی کوشش کی (اور انہیں نشانہ بنایا) تو اس سے قرآن مجید سے اور سنت مبارکہ سے اعتماد اٹھانا اور شریعت ساری کی ساری کو باطل کرنا مقصود ہے۔ تو پھر بالکل اس طرح کا دور اور معاملہ چاہتے ہیں جس طرح زمانہ جاہلیت میں تھا (العیاذ باللہ تعالیٰ) ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

قارئین یہ تبصرہ تفضیلیہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روافض شیعہ اور تفضیلیہ اور ان متعدی خرابیوں پر فرمایا۔

**اکابرین امت پر برطانیہ میں شدید حملے:**

روافض اور شیعہ کی روش برطانیہ میں یہ ہے کہ کچھ ایسے علماء کو اہل سنت کی باگ دوڑ، زور بازو اور اپنا گروپ بنا کر اکابرین امت کو شدید نقصان اور ان پر رکیک حملے کرتے ہیں۔ جن اکابرین امت پر وقتاً فوقتاً اپنے خاص پروگراموں اور بعض اوقات دوسروں کے ہاں بڑے پروگراموں میں حملے کئے جاتے ہیں۔ ان میں امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ مجتہد مطلق حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔ فقہ حنفیہ کے دوسرے مشائخ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رضی اللہ عنہ۔

یہ وہ پاکان امت اور آئمہ دین متین ہیں جن پر حملے فقیرنا چیز نے خود اپنے کانوں سے سنے ہیں چونکہ ہمارا یہ موضوع نہیں لہذا اس بات کو ہم طرد اللباب ذکر کر



رہے ہیں۔ چونکہ روافض و شیعہ کی سازش سے لنک کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان بزرگوں کو نشانہ بنایا جائے تو عوام کا اعتماد ان سے اٹھ جائیگا۔ اگر ان سے اعتماد اٹھا تو پھر اہل سنت کے دین سے اعتماد اٹھ جائے گا باقی صرف روافض و شیعہ کا جعلی مذہب رہ جائے گا۔ ہم ان اکابرین پر کئے گئے حملوں اور ان کی طرف سے دفاع مستقل طور پر ذکر کریں گے۔ ایک مجلس میں فقہ حنفیہ کے شیخ اور امام اعظم اور نائب مجتہد فی المذہب حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ پر شدید حملہ کیا گیا۔ ہم نے برسر مجلس حملے سے روکا تو مجھے کہا گیا آپ دفاع کریں ہم الحمد للہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی فقہ سے مستفید ہوئے ہیں۔ ہم ان کے دفاع میں ضرور کوشش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ بحرمۃ سیدالابرار علیہ السلام۔

خلفاء اربعہ کی محبت خلافت و افضلیت کی ترتیب پر ہے۔

خلفاء اربعہ کی محبت بالکل اُسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت ہے چونکہ خلافت اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے افضلیت ہے۔

علماء اکابرین نے تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں بزرگ اکابر صحابہ کرام کی عمر بھی اُسی ترتیب سے متعین فرمائی ہیں جس ترتیب سے خلافت واقع ہونی تھی اور ازل میں ان کی افضلیت کا فیصلہ اسی ترتیب سے ہی تھا۔

لہذا ان سے محبت اسی ترتیب سے ہونا لازمی ہے اور محبت سے مراد وہ محبت ہے جس پر اجر و ثواب مرتب ہو اور وہ محبت اختیاری ہوتی ہے اور شریعت میں ایسی محبت افضلیت عند اللہ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ لہذا جو مرتبہ میں زیادہ ہو اُس سے محبت بھی زیادہ ہونا ضروری ہے۔ جو محبت شریعت کا مقتضی ہے۔ چونکہ سب سے



افضل امت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں لہذا سب سے زیادہ محبت ابو بکر صدیق سے ضروری ہے۔ پھر مرتبہ حضرت عمر فاروق کا ہے لہذا بعد از ابو بکر صدیق سب سے زیادہ محبت عمر فاروق سے ضروری ہے۔ پھر مرتبہ میں سب سے زیادہ عثمان غنی ہیں عند جمہور اہل سنت لہذا بعد از عمر فاروق سب سے زیادہ محبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ضروری ہے اور پوری امت کا اتفاق ہے کہ بعد از عثمان غنی مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہے لہذا بعد از حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبت حضرت علی المرتضیٰ سے ضروری ہے۔

امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں: هل يجوز لاحدا ان يحب عليا رضي الله تعالى عنه اكثر من الثلاثة مع الاعتقاد بالافضلية على الترتيب قال في الكردري لا باس به وفي الناطقي عن ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه قال من قال علي احب الي من الجميع فهو رجل دغل اي فاسد قال بعض الكبراء ان غلب علي قلبك حب احد الاربعة فاستسره قلت اراد الحب الغير الاختياري والامر بالاسترحف لادب الشرع ولعل الامام الاعظم رضي الله عنه انكر على القائل لتصريحه بذلك حقق بعضهم ان كان الحب للدين يجب ان يكون على ترتيب الافضلية وان كان لامر آخر كالانتساب اليه فلا باس لكن لا ينبغي افشاء ذلك - ۱۔ کیا جائز ہے کسی مسلمان کیلئے اصحاب ثلاثہ سے زیادہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت



زیادہ کرے باجود اعتقاد اس بات کے کہ اصحاب ثلاثہ حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہیں۔ کردری میں ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور ناطفی میں حضور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جس شخص نے کہا تمام صحابہ کرام (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) سے حضرت علی المرتضیٰ مجھے زیادہ محبوب ہیں وہ آدمی فاسد عقیدہ والا ہے اور بعض اکابر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دل پر چار صحابہ میں سے کسی ایک کی محبت کا غلبہ ہو (یعنی خلاف ترتیب) تو وہ اُسے چھپا کے رکھے۔ میں (صاحب نبراس) کہتا ہوں بعض اکابر کی مراد محبت غیر اختیاری ہے اور چھپانے کا حکم شرع پاک کے احترام کی حفاظت کیلئے اور شاید امام اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار اُس شخص پر ہے جو اس محبت غیر اختیاری کی تصریح کا قائل ہے اور بعض اکابر نے تحقیق فرمائی ہے اگر محبت دین اسلام کی بنا پر ہے تو پھر واجب ہے کہ محبت اُسی ترتیب پر ہو جس ترتیب پر افضلیت ہے اور اگر محبت امر آخر کی بنا پر ہے (مثلاً خاندان و نسب) کی وجہ سے پھر کوئی حرج نہیں لیکن ضروری یہ بات ہے کہ اس محبت کے نعرے نہ لگائے۔

قارئین اس عبارت سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمادی۔ محبت اختیاری ترتیب کے خلاف مردود ہے۔ ثانیاً محبت غیر اختیاری باعث اجر و ثواب نہیں۔ ثالثاً اگر غیر اختیاری محبت کا اظہار کریگا تو شریعت کی خلاف ورزی ہوگی لہذا اس پر گناہ ہوگا۔

رابعاً محبت دین کی بنا پر ہو تو پھر اسی ترتیب پر لازم ہے۔

اور معتبر وہ محبت ہے جو دین کی بنا پر ہو۔



اسی کو یوں بیان فرمایا گیا: الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی محبت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے بغض و عداوت کی جائے۔  
لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ محبت اور پھر اس کا اظہار اُسی ترتیب سے ضروری ہے جس ترتیب پر خلافت و افضلیت واقع ہے۔

ابن عبد البر کا اعتراض:

اُس سے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ ہے وہ یہ بخاری شریف میں باب افضلیت صدیق اکبر میں سب سے پہلے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث درج فرمائی: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کنا نخیّر بین الناس فی زمن النبی ﷺ فخیّر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما۔ پہلے ہم اس حدیث کو ذکر کر چکے ہیں۔ اس حدیث پر علامہ ابن عبد البر کا اعتراض ہے کہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر نہیں۔ اور اہل سنت کا اجماع ہے کہ اصحاب ثلاثہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے افضل ہیں۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ حدیث اجماع امت کے خلاف ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ اجماع امت کے خلاف حدیث درجہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے اگرچہ صحیح ہی ہو لہذا یہ حدیث غلط ہے۔ اس کا جواب امام ابن حجر عسقلانی نے چند وجوہ سے دیا اور اعتراض کو ہباء منشور کر دیا ہے۔ اعتراض کی مدار اس پر تھی کہ اس حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر نہیں اُن کے ذکر سے سکوت ہے۔ لہذا یہ حدیث اجماع کے خلاف قرار پائی۔



امام ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن عبد البر کا اعتراض تفصیلاً فتح الباری شرح بخاری میں ذکر فرمایا اور پھر شافی جواب ارشاد فرمایا۔ امام ابن حجر عسقلانی جواب کے اندر یہ بھی فرماتے ہیں: فلا يلزم من تركهم التفاضل اذا ذاك ان لا يكونوا اعتقدوا بعد ذلك تفضيل علي من سواه والله اعلم وقد اعترف ابن عمر بتقديم علي على غيره كما تقدم في حديث الذي اورده في الباب الذي قبله وجاء في بعض الطرق في حديث ابن عمر تقييد الخيرية المذكورة والافضلية بما يتعلق بالخلافة وذلك فيما اخرج ابن عساكر عن عبد الله بن يسار عن سالم عن ابن عمر قال انكم لتعلمون انا كنا نقول على عهد رسول الله ﷺ ابوبكر وعمر وعثمان يعني في الخلافة ومن طريق عبد الله عن نافع عن عبد الله بن عمر كنا نقول في عهد رسول الله ﷺ من يكون اولى الناس بهذا الامر فنقول ابوبكر ثم عمر۔ ا

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر کا حضرت عثمان غنی کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر نہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ کہا جائے کہ عدم ذکر سے لازم آتا ہے کہ وہ عدم تفضیل کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس عدم لزوم پر دلیل و تائید پیش کرتے ہوئے امام ابن عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اصحاب ثلاثہ کے بعد حضرت علی



المرتضى کی تفصیل کے قائل و معترف ہیں جیسا کہ اس سے مقابل باب میں حدیث پیش کر دی ہے، ہم نے (عن ابن عمر قال کنا نقول فی زمن رسول الله ﷺ خیر الناس ابوبکر ثم عمر ولقد اعطی علی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم. زوجہ رسول الله ﷺ ابنة وولدت له وسد الابواب الابابہ فی المسجد واعطاه الراية يوم خیر اخرجه الطبرانی ۱) اور حضرت ابن عمر کے بعض طرق میں یہ آیا کہ خیریت و افضلیت اُس ترتیب سے متعلق ہے جو ترتیب خلافت میں واقع ہے یہ اُس حدیث میں ہے جس کو ابن عساکر نے عبد اللہ بن یسار سے اُس نے سالم سے اور سالم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ خلیفہ بننے کا حق سب سے پہلے کس کا ہے جواب ہوتا تھا کہ ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق دوسرا طریق عبد اللہ نافع سے اور نافع عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں لوگوں میں سے سب سے پہلے خلافت کے حق دار ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ایسی خصلتیں (فضیلتیں) عطا کی گئی ہیں اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا کی جاتی تو میں اُسے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب رکھوں۔ امام ابن حجر قسطلانی نے بھی علامہ ابن عبد البر کے اعتراض کا جواب دیا لیکن انہوں نے علامہ بن عبد البر کا ذکر نہیں کیا وہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ولا يلزم من سکوتهم اذ ذاک عن تفضیل علی عدم تفضيله وفي بعض طرق الحديث عند ابن عساکر عن عبد الله بن یسار عن سالم عن ابن عمر



قال، انکم لتعلمون انا کنا نقول علی عهد رسول الله ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان یعنی فی الخلافة کذا فی اصل الحديث ففیه تقييد الخيرية المذکوره والافضلية بما يتعلق بالخلافة فقد طبق السلف علی خيريتهم عند الله علی هذا الترتيب بخلافتهم۔

ان دونوں بزرگوں نے ترجمۃ الباب والی حدیث پر ہونے والے اعتراض کا جواب دیا کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف نہیں کیونکہ عبداللہ بن عمر کے سکوت سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی من سواہم کا انکار لازم نہیں آتا۔ پھر اس پر حضرت عبداللہ بن عمر کے اعترافات سے تائیدات پیش کیں ان دونوں بزرگوں نے واضح کیا کہ افضلیت کو اُسی ترتیب سے سمجھو جس ترتیب سے خلافت واقع ہوئی اور خلافت کی ترتیب افضلیت پر رکھی۔

لہذا ان دونوں شارحین نے جو یہ فرمایا کہ: تقيد اللخيرية المذکوره والا فضلية بما يتعلق بالخلافة۔ اس میں لفظ ما سے مراد ترتیب ہے یعنی وہ ترتیب جو خلافت میں واقع ہے اُسی ترتیب سے متعلق افضلیت ہے۔ اور پھر امام ابن حجر قسطلانی فرماتے ہیں سلف کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ و خیریت و افضلیت اُس ترتیب پر ہے جس پر خلافت واقع ہے بالکل بے غبار ہو گیا یہ بالکل اس آیت کریمہ کا ترجمہ ہے ان اکرمکم عند الله اتقى کم القرآن۔ واضح ہو گیا کہ افضلیت (مرتبہ مراد ہے) یہ تو ملاحظہ فرمائیں امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر قسطلانی کی تصریحات۔



اب مولوی برخوردار ملتانی کی عجیب و غریب تقریر ملاحظہ فرمائیں۔ اور خود غور فرمائیں کہ مولوی برخوردار کی تقریر بالکل غلط ہے یا غلط فہمی یا پھر ارادۂ روافض کو تقویت دی جا رہی ہے اور برطانیہ میں وہ لوگ جو اہل سنت کی صفوں میں رہ کر حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت علی ابی بکر صدیق کو اہل حق کا مذہب ظاہر کر کے دھوکہ دیتے ہیں وہ مولوی برخوردار ملتانی کی یہ عبارتیں اپنے دروس اور تقریروں میں عوام اہل سنت اور آئمہ و خطباء کو بطور حوالہ اور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ہم اس عبارت کا ماخذ ذکر کر کے خرابیوں کی نشان دہی کریں گے۔

اصل میں امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ علیہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی علی المرتضیٰ پر دلائل نقل کرتے ہوئے نبی اس شرح شرح عقائد میں یوں ارقام فرماتے ہیں: ثم انا نجد دلائل شرعیۃ علی ان عثمان افضل احدها حدیث عبداللہ بن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی افضل امتہ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان فبلغ ذالک رسول اللہ ﷺ فلا ینکرہ۔ اس حدیث پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے مولوی برخوردار ملتانی یوں رقم طراز ہوتے ہیں: قوله حدیث عبداللہ بن عمر وله طرق قد روی البخاری عن ابن عمر کنا نخیر بین الناس فی زمن رسول اللہ ﷺ فنخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان قال ابن حجر وفي رواية عبيد الله بن عمر الخ۔ آگے امام ابن حجر کی بطور تشریح نقل کردہ احادیث ذکر کرنے کے تھوڑی دیر بعد مولوی برخوردار یوں رقم فرماتے ہیں: وانت



تَعْلَمُ أَنَّ مَدْلُولَ هَذَا الْحَدِيثِ خِلَافُ مَا عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ بَلْ خِلَافُ  
اجْمَاعِ أَهْلِ السَّنَةِ وَأَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ الْكُلِّ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ وَأَنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي  
الرَّابِعَةِ وَلِهَذَا طَعَنَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ النَّخْوَیُّ بِهَذَا سَبَبٍ  
بِرُخْوَاردَارِ بْنِ إِمَامِ بَخَارِیِّ كِی رَوَايَتُ كَرْدَه حَدِيثُ اُور پھر امام ابن حجر کی بطور تشریح فتح  
الباری میں نقل کردہ احادیث پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کا انداز یہ ہے کہ یہ حدیث  
جمہور اہل سنت کے مذہب کے خلاف ہے بلکہ اہلسنت کے اجماع کے خلاف ہے  
اگرچہ اعتراض کے سراپاؤں نہیں لیکن مطلب یہ ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک  
خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی افضل ہیں اور پھر بل سے ترقی کرتے ہوئے کہا کہ یہ  
حدیث بخاری اہل سنت کے اجماع کے خلاف ہے۔ آگے واؤ استنافیہ بنائیں تو  
عبارت بنتی ہے کہ سوال کا ہے جواب کہ حضرت علی خلفاء ثلاثہ کے بعد افضل الكل ہیں  
یہ مجمع علیہ ہے۔ واؤ استنافیہ ہم نے بنائی ورنہ اس عبارت کا منہ، سر ہی نہیں۔ آگے کہا  
اہل سنت کا اختلاف خلفاء اربعہ میں ہے اسی لئے ابن عبدالبر نے اس حدیث پر طعن  
کیا ہے۔ آگے طعن نقل کیا۔ قارئین فنی اعتبار سے بر خوردار کی عبارت پر چند وجوہ سے  
اعتراض ہے اولاً یہ بر خوردار نے جس انداز سے حاشیہ میں عبارت نقل کرتے ہوئے  
ذکر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے۔ وَاَنْتَ تَعْلَمُ النَّخْوَیُّ یہ قال ابن حجر کا مقولہ ہے اس کے  
قائل امام ابن حجر ہیں جبکہ یہ غلط ہے فتح الباری میں یوں عبارت نہیں۔ ثانیاً اگر مولوی  
بر خوردار کی اپنی عبارت ہے تو پھر یہاں بے ڈھنگہ اعتراض کر کے چھوڑ دیا۔ ابن  
عبدالبر کا طعن تو نظر آ گیا مگر امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں شافی جواب کئی  
وجوہ سے ذکر فرمایا وہ نظر نہیں آیا۔ ثالثاً مولوی بر خوردار نے ابن عبدالبر کا اعتراض نقل



کرتے ہوئے رقم کیا: ودل هذا الاجماع على ان حديث ابن عمر غلط وان كان السند اليه صحيحاً۔ اجماع دلالت کرتا ہے کہ حدیث ابن عمر غلط ہے اگرچہ سند صحیح بھی کیوں نہ ہو۔ آگے مولوی برخوردار ابن عبدالبر کی تائید توثیق کرتے ہوئے ارقام کرتے ہیں: يؤيده اعتراف ابن عمر بتقديم علي علي غيره وان صح هذا الحديث يقال انه في الخلافة والامارة لافي الفضيلة حاشية نبراس حدیث ترجمۃ الباب کے غلط ہونے کی تائید پیش یوں کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے غیر پر مقدم ہیں اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو پھر یہ مسئلہ خلافت و امامت کا ہے نہ کہ فاضلیہ و مفضولیہ کا۔ اس عبارت پر غور کیجئے مولوی برخوردار جس اعتراف ابن عمر کو حدیث ترجمۃ الباب کے غلط ہونے کی تائید بنا رہے ہیں یہ بھی عجوبہ ہے اولایوں مردود ہے کہ اعتراف ہے کیا بتائیے؟ یہ اعتراف عبداللہ بن عمر فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں قد اعترف ابن عمر بتقديم علي علي غيره كما تقدم۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی نے حضرت عبداللہ بن عمر کا اعتراف کیوں پیش کیا؟ انہوں نے حدیث ترجمۃ الباب پر ہونے والے اعتراض کے دفع میں پیش فرمایا کہ یہ حدیث اجماع اہل سنت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ فلا يلزم من تركهم التفاضل اذ ذاك ان لا يكونوا اعتقدوا بعد ذلك تفضيل علي علي من سواه کہ صحابہ کرام کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک دوسرے پر فضیلت کے ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ نہیں



تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے ماسوا سے افضل ہیں۔ بلکہ عبد اللہ بن عمر کا اعتراف دلیل و تائید ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ بعد از عثمان غنی تمام سے افضل ہیں۔ کمال ہے امام ابن حجر عسقلانی اعتراف ابن عمر کو جس حدیث کے حق ہونے پر بطور دلیل پیش فرما رہے ہیں مولوی برخوردار اس اعتراف کو اسی مقام سے اسی حدیث ترجمۃ الباب کے باطل ہونے پر بطور دلیل و تائید پیش کر رہا ہے۔ ہاں اگر واقع میں برخوردار کی تائید بنتی تو ہم اس کو نقض کہتے لیکن حقیقت حال یہ ہے واقع میں مولوی برخوردار کی تائید نہیں بنتی۔ اور پھر دیکھئے مولوی برخوردار نے عبارت یوں ذکر کی و یونہی اعترف ابن عمر بتقدیم علی علی غیرہ تو مغالطہ یہ دیا کہ غیرہ کی ضمیر کا مرجع حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو نکال کر انبیاء و مرسلین کے بعد تمام لوگ ہیں۔ تب ہی تو مولوی برخوردار کا مدعا فضیلت علی المرتضیٰ علی کل الا انبیاء ثابت ہوگا حالانکہ جہاں سے عبارت لی گئی وہ فتح الباری شرح بخاری ہے۔ اور وہاں اس عبارت کے موجد امام ابن حجر عسقلانی خلفاء ثلاثہ کو نکال کر باقی امت کو غیرہ کی ہ ضمیر کا مرجع بنا رہے ہیں۔ ہم اس تقریر کو مٹی پر بد دیانت نہ کہیں تو اور کیا کہیں اور اس سرقہ کو سرقہ کی حد تک رکھتے تو اور بات تھی مگر اس کو بطور ہتھیار امام ابن حجر عسقلانی کے خلاف استعمال کیا ہے۔

ثانیاً پھر یہ کہا کہ ہم ارخاء عنان کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو اس میں خلافت کی ترتیب کا بیان ہے نہ فضیلت کا بیان۔ ہم طوالت کے خوف سے مختصر کرتے ہیں اور اس عبارت کو کئی طریقوں سے پلٹایا جاسکتا ہے۔ یہ بات مردود ہے اولاً یہ علماء امت نے تصریح فرمائی ہے کہ خلافت کی ترتیب فضیلت کی ترتیب پر



واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مراتب اور فضیلت اسی ترتیب سے تھی کہ ان سب سے افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ تو یہی وجہ ہے کہ یہ خلافتیں بھی بر بنائے فضیلت و مراتب کے عطا کی گئیں۔ لہذا خلافت کا مبنیٰ فضیلت ٹھہرا۔ لہذا مولوی برخوردار کی بات لغو ہے۔ ثانیاً ہم پوچھتے ہیں آپ بتائیں آپ اہل سنت ہیں یا رافضی اگر اہل سنت ہیں تو تم نے ابھی خود اعتراف کیا ہے کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت عثمان غنی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں اور یہ بات بے غبار ہے کہ اہل سنت کی اس بات میں بیچ و تاب نہیں سیدھی سی بات ہے کہ حضرت عثمان غنی کے بعد قیامت تک کوئی امتی ایسا نہیں ہے نہ ہوگا جو حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہو۔ اگر تم رافضی ہو تو ہم پوچھتے ہیں تم حضرت علی المرتضیٰ کو بعد الانبیاء افضل الکل مانتے ہو کہ نہیں اگر مانتے ہو تو ہم پوچھتے ہیں کیوں افضل مانتے ہو تو تمہارا جواب یہ ہوگا وہ خلیفہ اول ہیں واقع میں پھر سوال ہوگا کہ وہ کیوں خلیفہ اول ہیں واقع میں تو تمہارا جواب ہوگا کہ وہ افضل الکل ہیں بعد الانبیاء اور جو نبی اللہ کے بعد افضل الکل ہو وہی حقیقتہً اور واقع میں خلیفہ ہوتا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ تم ان کو افضل الکل مانتے ہو لہذا ان کا حق تھا کہ خلافت کرتے۔ تو ان کا حق غصب ہوا جو حق غیر غصب کرے وہ ظالم ہوتا ہے لہذا عندکم العیاذ باللہ تعالیٰ صحابہ کرام ظالم ہوئے۔ یہ ہے تمہاری ساری تک و دو کہ وہ افضل ہیں لہذا وہی خلافت کے حق دار ہیں۔ اب اس کا جواب ہم اہل سنت کا ملاحظہ فرمائیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق سب سے افضل پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم دلیل کیا وہی جو تم نے دی۔ جو افضل ہو وہی حقیقت اور واقع میں



خليفة ہوتا ہے چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واقع میں خلیفہ اول ہوئے لہذا واقع میں بالدلیل وہی افضل الکمل ہیں پھر خلیفہ واقع ہونے میں ثانی حضرت عمر فاروق ہوئے لہذا دوسرے مرتبہ میں افضل الکمل۔ پھر واقع میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ہوئے لہذا واقع میں بالدلیل وہ تیسرے مرتبہ میں افضل الکمل اور واقع میں خلیفہ رابع حضرت علی المرتضیٰ ہیں لہذا بالدلیل چوتھے مرتبہ واقع میں افضل الکمل چوتھے مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

ہم نے تمہاری دلیل سے اپنا مدعا ثابت کر دیا۔ کہ خلافت وامارۃ کا یہی بیان سہی لیکن اسی سے افضل ہونا بالترتیب ثابت ہوا۔ بدلیلکم۔ دعویٰ ہمارا دلیل تمہاری۔

اور اگر تم رافضی ہو کر حضرت علی المرتضیٰ کو افضل الکمل نہیں مانتے تو پھر تم رافضی نہیں کوئی اور چیز ہو اس کو تم خود ہی بیان کرو کہ کون ہو۔

مولوی برخوردار اپنے اس باطل مدعا پر کہ ان الترتیب فی الخلافت والامارة لافى الفضيلة بطور دلیل بخاری شریف کے دو شارحین (امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر قسطلانی) کی عبارتیں پیش کیں ہیں۔ حاشیہ برنبراس میں یوں ارقام کیا: قال فى الفتح والقسطلانى قد جاء فى بعض الطرق فى حديث ابن عمر تقييد الخيرية المذكورة والافضلية بما يتعلق بالخلافة وذلك فيما اخرجہ ابن عساكر عن ابن عمر انكم لتعلمون انا كنا نقول على عهد رسول الله ﷺ ابوبكر وعمر وعثمان يعنى فى الخلافة كذا فى اصل الحديث ومن طريق عبيد الله



عن ابن عمر كنا نقول في عهد رسول الله ﷺ من يكون أولى الناس بهذا الامر فنقول ابوبكر وعمر وقلت وسكوت الحافظ ابن حجر العسقلاني عليهما في معرض الاحتجاج سيما في هذا المقام دليل ثبوتهما قتامل وتنبيه۔

مولوی برخوردار نے ان دونوں بزرگوں کی عبارت سے بڑی ہوشیاری سے اپنا مقصد ثابت کرنا چاہا مگر وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان دونوں شارحین نے حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث پر ابن عبدالبر کی طرف سے وارد اعتراض کا جواب دیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے دوسرے طرق سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے خلافت میں استحقاق کس طرح ہے تو کہا جاتا تھا ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی دوسری روایت میں ہے ابوبکر و عمر تو اس سے ثابت ہوا افضلیت و خیریت ترتیب خلافت پر ہے۔ تو خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ چوتھے نمبر پر ہیں لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد پوری امت سے حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں کیونکہ خلیفہ برحق چوتھے نمبر ہی ہیں۔

لہذا اعتراض رفع ہو گیا کہ آپ کی روایت بخاری والی غلط ہے کیونکہ اجماع کے خلاف ہے۔ اجماع اس پر ہے کہ حضرت عثمان غنی کے بعد پوری امت سے حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ اور اس میں ان کی افضلیت بعد از عثمان غنی علی سائر الامۃ ثابت نہیں۔ تو ان بزرگوں نے جواب دیا کہ جب افضلیت بر بنائے خلافت ہے تو پھر ان کی افضلیت بعد از عثمان غنی علی سائر الامۃ ثابت ہے۔

تو اب مولوی برخوردار کی عبارت کہ امام ابن حجر عسقلانی کا ان دو روایات پر



سکوت کرنا جبکہ معرض استدلال میں ہیں۔ خصوصاً اس مقام میں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ افضلیت و خیریت خلافت سے متعلق ہیں۔ تو اس کا جواب اولاً تو یہ ہے ہم بتا چکے ہیں کہ ان بزرگوں کی عبارت میں جو بما يتعلق میں لفظ ما ہے اس سے مراد ترتیب ہے اور ترتیب وہ جو خلافت میں واقع ہے مطلب یہ ہوا افضلیت و خیریت اس ترتیب پر ہے جس ترتیب پر خلافت واقع ہوئی ہے اور اکا بر علماء امت نے یہی فرمایا جن میں امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت ملا علی قاری، حضرت امام ابن حجر مکی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام عبد الوہاب شعرانی، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی وغیرہم ہیں۔

ثانیاً وہ استدلال اسی پر کر رہے ہیں کہ ترتیب خلافت یعنی برا فضلیت ہے اور یہ ثابت ہے تو پھر ان بزرگوں کی عبارت کا مطلب اور بیان کرنا تاویل بمالایرضیٰ قائلہ کے قبیلہ سے ہے لہذا مولوی برخوردار ان عبارتوں سے رافضیوں والا مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت علی افضل الکمل ہیں بلکہ ان عبارتوں سے اہل سنت کا مسلک بالکل واضح ہے۔ حضرت صدیق اکبر افضل الامۃ ہیں بعد الانبیاء۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

مولوی برخوردار کی عبارتوں سے رفض ظاہر ہوتا ہے۔

اسی مقام پر امام عبدالعزیز پرہاروی نے اس میں ترتیب افضلیت با ترتیب خلافت پر حضرت علی المرتضیٰ کا اثر نقل فرماتے ہیں اور مولوی برخوردار کی سینہ زوری ملاحظہ فرمائیں۔ وثانیہما نصوص السلف فعن علی رضی اللہ عنہ قال خیر الناس فی هذه الامۃ بعد ابی بکر عمر الفاروق ثم عثمان



ذوالنورین ثم انارواه الحافظ ابوسعید السمان کما فی فصل الخطاب نبراس۔ ہم پہلے دلائل میں اثر نقل کر چکے ہیں۔ اس پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے مولوی برخوردار ملتانی لکھتے ہیں: ان صح هذا الاثر فيقول المعنى خير الناس في هذه الامة في امر الخلافة كما مر الكلام في الحديث قبله۔ اگر یہ صحیح ہو تو پھر معنی یہ ہے اس امت میں امر خلافت میں خیر الناس ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر میں۔ جس طرح کہ حدیث میں کلام گزر چکا ہے۔

اس عبارت پر چند گزارشات ہیں اولاً صاحب نبراس مسلک اہل سنت پر دلائل پیش کر رہے ہیں کہ حدیث میں اور اثر میں افضل و خیر بمعنی کثرت ثواب ہے لہذا افضلیت بمعنی کثرت ثواب کا بیان ہے حدیث میں اور اثر میں تو پھر بایں معنی یہ حضرات هذا الترتیب افضل قرار پائے۔

ثانیاً اہل سنت کا یہ بھی مذہب ہے کہ خلافت کا وقوع بر بنائے افضلیت بمعنی کثرت ثواب ہی ہوا۔ تو پھر مولوی برخوردار کو سینہ زوری اور تاویل بمالایرضی بہ قائلہ کی کیا ضرورت پیش آئی۔

یہاں اہل سنت کے دلائل کو خواہ مخواہ توڑنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ اور یہی حرکت اس نے امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر قسطلانی کی عبارتوں کے ساتھ کی ہے جبکہ امام ابن حجر قسطلانی جہاں فرماتے ہیں: فيہ تقييد الخيرية المذکورہ والافضلية بما يتعلق بالخلافة متصل بعد ارقام فرماتے ہیں فقد اطبق السلف على خيريتهم عند الله على هذا الترتيب بخلافتهم۔



اسلاف نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی ترتیب پر ہیں جس ترتیب پر خلافت واقع ہے۔

لہذا ان حرکتوں سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی برخوردار ملتانی میں رفض پایا جاتا تھا لہذا مولوی برخوردار ملتانی کی عبارات کا سہارا لینا اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں جو لوگ یہ عبارتیں پڑھ کر سناتے ہیں یا قلت فہم کا شکار ہیں یا مذموم عزائم رکھتے ہیں ان عبارتوں کے سہارے علماء اہل سنت (جو یہ عبارتیں سمجھنے سے قاصر ہیں) کو مرعوب کر کے رافضیت پھیلانا چاہتے ہیں اور اس میں وہ لوگ کامیاب ہیں کیونکہ ان کا سامنا کرنے سے اکثر علماء اہل سنت کتراتے ہیں الا یہ تائید ایزدی سے مؤید علماء ربانی برطانیہ میں ان لوگوں کو للکار تے ہیں اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ہم علماء اہل سنت سے گزارش کریں گے کہ اپنے فرائض منصبی کو سمجھتے ہوئے ایسے لوگوں کو کانفرنسوں، جلوسوں اور جلسوں میں اہل سنت کے مسلک کے خلاف تقریر کرنے سے روکیں اور بغیر کسی مصلحت کا شکار ہوئے اعلاء کلمۃ الحق کے افضل مجاہد بنیں۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ رسول اللہ ﷺ میں:

امام علامہ عمدۃ المتکلمین عبدالعزیز پرہاروی رحمہ الباری فرماتے ہیں:

انکر الشيعة وفضلوا عليه علياً شيعۃ نے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی ہے حالانکہ بنی اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر نص فرمائی



ہے۔ جیسا کہ حضرت سلمۃ بن الاکوع سے مرفوعاً مروی ہے: قال قال رسول الله ﷺ ابوبکر خیر الناس بعدی الا یتکون نبیا طبرانی، خطیب، ابن عدی، دیلمی نے اس حدیث کو روایت فرمایا۔ بحوالہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: قال قال رسول الله ﷺ خیر هذه الامة ابوبکر وعمر دارقطنی اصفہانی اور ابن عساکر نے روایت فرمایا

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ قال قال رسول الله صلی علیہ وسلم ابوبکر خیر الاولین والآخرین وخیر اهل السموات والارضین الا النبیین والمرسلین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے انبیاء و مرسلین (ورسل الملائکہ) کے پہلوں اور پچھلوں سے زمین و آسمان والوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہتر (افضل) ہیں

ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی یہ شبہ وارد کرے کہ ان احادیث مبارکہ میں لفظ خیر آیا ہے لفظ افضل نہیں آیا لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیر الامتہ ہونا ثابت ہوا افضل الامتہ ہونا ثابت نہ ہوا۔ جیسا کہ منکر یہ مغالطہ اہل سنت کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیر الامتہ مانتے ہیں افضل الامتہ نہیں مانتے بلکہ وہ اپنی نجی محفلوں میں کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ افضل الامتہ ہیں لہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں جواب عرض ہے کہ ہم پہلے اس کا جواب تفصیلاً دے چکے ہیں اختصاراً پھر عرض ہے اولاً افضل اور خیر میں نسبت



تساوی کہ جو افراد افضل کے ہیں وہی افراد خیر کے ہیں اور ان دونوں کلیوں کا مصداق ایک ذات ابو بکر صدیق کی ہے اور یہ الفاظ مترادفہ ہیں دونوں کا معنی ایک ہے اور وہ ہے کثرت ثواب جیسا کہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ لیلۃ القدر ہزار ماہ سے بہتر (افضل) ہے معنی ہزار ماہ کی عبادت کے ثواب سے اس رات کی عبادت کا ثواب زیادہ ہے (یعنی اس میں کثرت ثواب ہے) ثانیاً جس طرح خیر کا لفظ احادیث مبارکہ میں حضرت ابو بکر صدیق پر محمول ہوا ہے اسی طرح لفظ افضل بھی حضرت ابو بکر صدیق پر محمول ہوا ہے۔

جیسا کہ امام عبدالعزیز پرہاروی رحمہ الباری مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں ارقام فرماتے ہیں

صحابہ کرام اور سلف صالحین کا اجماع ہے افضلیت و خیریت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

فعن ابن عمر اجتماع المهاجرون والانصار علی ان خیر هذه الامۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر عمر عثمان رواخشمیتہ بن سعد مہاجرین وانصار صحابہ کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر (افضل) ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہ کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا افضل الامۃ بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابو داؤد واخرج البخاری نحوه وزاد الترمذی والطبرانی فیبلغ ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر سے ہی مروی



ہے کہ ہم (صحابہ کرام) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہرہ میں کہا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے تو اس پر انکار نہ فرماتے۔ بخاری اس کی مثل اور ابوداؤد، ترمذی اور طبرانی نے روایت فرمایا۔

مرام الکلام میں ہی ایک اور حدیث روایت فرماتے ہیں عن ابی ہریرۃ کنا محشر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نحن متوافرون نقول الفضل هذه الامة بعد نبينا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابن عساکر بحوالہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در آنحالیکہ کثیر تھے۔ کہا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہم۔

امام عبدالعزیز مرام الکلام میں ارقام فرماتے ہیں افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہل بیت نے بھی نص فرمائی ہے۔ وقد تواتر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابا بکر الفضل هذه الامة حتى رواہ عنه اکثر من ثمانین۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے تواتر مروی ہے کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے (۸۰) اسی صحابہ کرام نے افضلیت ابی بکر صدیق کو روایت فرمایا۔ امام ذہبی



کے حوالہ سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ مطلق بالتواتر حضرت علی المرتضیٰ سے ثابت ہے۔

قارئین ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ افضل اور خیر میں کوئی فرق نہیں۔ اور دونوں لفظ ابو بکر صدیق پر بولے جاتے ہیں لہذا جو لوگ ان کے درمیان فرق کر کے افضلیت صدیق اکبر کا انکار کرتے ہیں یا تو جاہل ہیں یا باطن میں رفض و شیعیت ہے جس کو اس فریب سے ظاہر کرتے ہیں تاکہ اہل سنت میں قیادت و سیادت بھی رہے اور رفض و شیعیت کا پرچار بھی رہے۔ لہذا اہل سنت و جماعت اس فریب سے باخبر رہیں اور ان کے مکر و مغالطہ میں نہ آئیں مسلک حق اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں کہ ابو بکر صدیق انبیاء و مرسلین اور رسل ملائکہ کے بعد مطلق افضل المخلوق ہیں۔

(نوٹ) ہم نے اس کتاب مستطاب میں تفصیلی کورافضی شیعہ ثابت کر دیا ہے۔ اور ہمارا مدعا روز روشن سے زیادہ واضح ہو گیا کہ تفصیلی اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ اور تاری فرقوں میں داخل ہے۔

### افضلیت میں اقوال صحابہ کی حیثیت:

خیال رہے صحابہ کرام بشمول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جتنے اقوال و ارشادات منقول ہیں وہ تمام حکماً مرفوع احادیث اور فرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ افضلیت کا مسئلہ مجتہد فیہ (قیاسی) نہیں کہہا جائے صحابہ کرام نے اپنے فکر و رائے سے یہ بات فرمائی ہے بلکہ ثابت یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرمائی گئی ہے۔



## اجماع کی قطعیت و ظنیت:

افضلیت میں اجماع امت کی قطعیت و ظنیت میں امام عبدالعزیز پر ہاروی کی تحقیق و ترجیح۔

امام عبدالعزیز پر ہاروی رحمۃ الباری (جن کے متعلق عمدۃ المحکمین رئیس المناظرین جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے ان کے حالات میں نبراس کے مقدمہ میں تحریر فرمایا کہ) یہ ۲۷۰ علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں ارقام فرماتے ہیں: افضلیت الصدیق قطعیۃ عند الشیخ ابی الحسن الاشعری و ظنیۃ عند القاضی باقلانی و امام الحرمین و من نظر فی الاحادیث البالغۃ مبلغ التواتر و اجماع السلف عرف ان الحق مع الاشعری کیف لا وھو امام اھل السنۃ المجاہد فی تحقیق المسائل و اسبق زمانا من مخالفیہ فھو اعرف بحقیقۃ الاحادیث و الاجماع و ما بعصده ان مالک اسئل ای الناس افضل بعد نبیہم فقال ابوبکر ثم عمر ثم قال اوفی ذالک شک حکاہ عبداللہ المازری مرام الکلام فی عقائد الاسلام افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ امام اہل سنت ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے قاضی باقلانی اور امام الحرمین کے نزدیک ظنی ہے جس شخص نے احادیث متواتر اور اجماع سلف میں غور کیا اُسے معلوم ہو گیا کہ حق امام اشعری کے ساتھ ہے کیوں نہ ہو حال یہ ہے کہ امام اشعری امام اہل سنت اور تحقیق مسائل میں مجاہد



ہیں اپنے مخالفین میں سے زمانا اسبق ہیں حد تو اتر کو پہنچنے والی احادیث اور اجماع سلف کی حقیقت کو بہتر جانتے ہیں۔ اس مسئلہ کی قطعیت کو مزید یہ چیز بھی تقویت دیتی ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد لوگوں میں سے افضل کون ہے آپ نے فرمایا ابو بکر پھر عمر پھر فرمایا امام مالک نے (استفہام، انکاری کے طور پر) کیا اس میں شک ہے؟ ہم پہلے اس مسئلہ کی قطعیت اور ظہریت کو ذکر کر چکے ہیں۔

محدث ابن عبدالبر کا رد بلیغ امام عبدالعزیز پر ہاروی کی نظر میں:

امام عبدالعزیز پر ہاروی مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں ارقام فرماتے ہیں: **قد ذکرنا فیہ کفایۃ للعاقل المنصف المہتدی فان نقل عن احد من علماء السنۃ ما ینخالف هذا فهو مردود علی الناقل فلا تلتفتن الی اقوالہ موسوعة حادثة بعد انعقاد الاجماع حکاھا بعضهم** ہم نے جو دلائل ذکر کیے ہیں عاقل منصف ہدایت یافتہ کے لئے کافی ہے اگر علماء اہل سنت میں سے کوئی ایسی روایت نقل کرے جو اس اجماع کے خلاف ہو تو وہ ناقل پر رد کردی جائے گی ایسے اقوال جو وسوسہ کیئے ہوئے اور اجماع امت کے بعد پیدا ہونے والے ہیں ان کی طرف ہرگز توجہ نہ کی جائے۔

یہ ایسے اقوال موسوسہ ہیں جسکو بعض علماء نے حکایت کیا ہے۔

تبصرہ: امام عبدالعزیز پر ہاروی رحمہ الباری نے بالکل واضح فرما دیا کہ احادیث مبارکہ اقوال صحابہ و اہل بیت اور اجماع امت کے بعد احقاق حق کے لئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں جو ان کا انکار کریگا وہ ازلی بد بخت ضال و مضل ہے۔ وہ انصاف سے ہٹا ہوا مجادل اور ہم قوم لای عقلون میں داخل ہے لہذا اسکے خلاف اقوال پیش



کرنے والا حق سے بہت دور ہے اور جو جو اقوال پیش کریگا اسکے منہ پر مار دیئے جائیں گے۔ اجماع امت اور براہین کے آگے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

اقادیل موسوسہ حادثہ بعد انعقاد الا جماع:

امام عبدالعزیز پر ہاروی اب وہ اقادیل باطلہ ذکر کرتے ہیں مرام الکلام میں ارقام فرماتے ہیں منها قول ابن عبدالبر ان السلف اختلفوا فی تفضیل ابی بکر و علی و ان سلمان و اباذر و المقداد و الخباب جابر و اباسعید الخدری و زید بن ارقم فضلوا علیا علی غیرہ وقالوا ہوا ول من اسلم۔ ان قادیل باطلہ میں ابن عبدالبر کا قول ہے وہ یہ کہ سلف نے اختلاف کیا ہے ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت میں اور حضرت سلمان فارسی ابوذر۔ مقداد خباب، جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے تھے۔ اور وہ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

اب امام عبدالعزیز اس قول کا کئی وجوہ سے رد کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: وهذا مما تفرد به ابن عبدالبر و لو سلم فلعل التفضیل بوجه آخر غیر کثرة الثواب ولعله اسبق الی السلام او ارادوا مع الشیخین لوضوح الادلة علی افضلیتهما و یدل علیہ قول ابن عبدالبر علی ما یفہم من کلام ان الاجماع استقر علی تفضیلیتهما علی اختنین۔ پہلے قول باطل کے رد کی اولاً وجہ یہ ہے ابن عبدالبر قول میں متفرد ہے امت میں سے کوئی عالم اس کا قائل نہیں۔



(یہ اجماع کے مقابلہ میں مردود ہے) ثانیاً اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ تفصیلیت بمعنی کثرت ثواب نہیں بلکہ اور وجہ سے (مثلاً نسب وغیرہ) لہذا ہم اہل سنت کو کوئی مضر نہیں۔

ثالثاً اس تفصیلیت کی وجہ سبقت الی الاسلام ہے۔ (لہذا ہمیں مضر نہیں کیونکہ سبقت الی الاسلام افضلیت مطلقہ کی دلیل نہیں)

رابعاً صحابہ کرام کے قول کا مطلب ہے کہ شیخین کو مستثنیٰ کر کے باقیوں پر فضیلت ہے ان کے نزدیک کیونکہ شیخین کی افضلیت پر بڑے واضح دلائل ہیں۔  
خامساً محدث ابن عبدالبر کا اپنا قول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کی تردید کرتا ہے کیونکہ خود ابن عبدالبر کی کلام ہے۔

ان الاجماع استقر علی تفضیلہما علی اختین کہ اجماع ثابت ہے اس پر کہ شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ختمین (حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے افضل ہیں۔ قارئین ابن عبدالبر کا اقرار افضلیت شیخین کا ہم فتح الباری شرح بخاری کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں۔ فتذکر۔

قارئین آپ غور فرمائیں کہ امام عبدالعزیز پر ہاروی نے ابن عبدالبر کا کیسا ردِ بلیغ کیا اب سوائے معاند کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی کوئی اہل علم ابن عبدالبر کی روایت بیان کر کے اہل سنت و جماعت کے جلسوں میں تقریر دل پذیر کرتا ہے کیونکہ یہ سراسر گمراہی و ضلالت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ



## دوسرا قول باطل:

امام عبدالعزیز پر ہاروی نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں و منها ان الاجماع على الافضيلة الظني قال۔ بعض لوگ کہتے ہیں افضلیت شیخین ظنی چیز ہے لہذا یہ اجماع ظنی چیز پر ہوا اسکا جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: و هو من سوء الظن بالسلف بل اجمع الصحابة عليها بالاحاديث التي سمعوها من النبي صلى الله عليه وسلم فاين الظن . یہ سلف صالحین کے ساتھ سوء ظن ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) بلکہ صحابہ کرام افضلیت شیخین پر ان احادیث مبارکہ کی بنا پر اجماع کیا ہے جو انہوں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پاک سے سنی ہیں۔ (جو چیز صحابی برائے راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا ہے وہ اسکے لئے قرآن کی طرح قطعی یقینی ہے اسکا انکار کفر ہے) لہذا افضلیت قطعیہ ہوئی اور اجماع قطعی پر ہوا نہ کہ ظنی پر ہوا۔

## تیسرا قول باطل:

ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: و منها ما حكاها خطابی عن بعض مشائخه قال ابو بكر خير وعلى افضل اقوال موسوسه میں ایک وہ ہے جسکو خطابی نے اپنے بعض مشائخ سے حکایت کیا ہے وہ قول یہ ہے ابو بکر صدیق خیر ہیں اور علی المرتضیٰ افضل ہیں۔

اسکا رد کرتے ہوئے امام عبدالعزیز ارقام فرماتے ہیں و هذا تناقض یہ تناقض ہے۔ (کیونکہ جو خیر ہے وہی افضل ہے اور جو افضل ہے وہی خیر ہے کیونکہ ان



کے درمیان نسبت تساوی کی ہے۔ اور افضل کا مفضل علیہ کل الامتہ ہے اور ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ ابوبکر صدیق خیر کل الامتہ ہیں اور یہ بھی ثابت کر چکے ہیں افضل اور خیر میں تساوی ہے۔ خارج میں مصداق ایک ہی فرد امت ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہیں لہذا افضل کل الامتہ حضرت ابوبکر صدیق ہوئے نہ کہ علی المرتضیٰ۔ اور دلائل سے افضل الامتہ کا ثبوت حضرت ابوبکر صدیق کے لئے اظہر من الشمس کیا جا چکا ہے۔

امام عبدالعزیز پر ہاروی فرماتے۔ الا ان يراد الافضيل من بعض الوجوه هاں اگر افضليت على المرتضى سے افضليت جزى ہو یا افضليت اضافى ہو تو پھر یہ قول درست ہے۔ مگر ہمارا مدعا ہے کہ افضليت مطلقہ (کلیہ) یا افضليت حقیقہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بند ہے غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتی۔

### چوتھا قول:

چوتھا قول باطل ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: ومنہا قول معمر لو ان رجلا قال ان عليا افضل من ابى بكر و عمر ثم اعنقه اذا ذكر فضل الشيخين واجهما فسمعه و كيع فاعجبه. مرام الکلام معمر نے کہا اگر کوئی آدمی کہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے افضل ہیں تو میں ایسے شخص کی گردن نہیں مارتا جب کہ وہ شیخین کی فضیلت کا قائل ہو اور ان سے محبت کرتا ہو۔ اس کا رد کرتے ہوئے امام عبدالعزیز فرماتے ہیں۔

فسمعه و كيع فاعجبه امام محدث و کيع نے یہ بات سنی تو انہیں حیرت ہوئی (کہ یہ باطل قول کر رہا ہے)

دوسری بات یہ ہے کہ معمر نے کہا میں گردن نہیں ماروں گا یعنی قتل نہیں کروں



گا۔ تو یہ اور بات ہے ہمیں مفسر نہیں کیونکہ قتل نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اہل سنت میں داخل ہے۔

تیسرا ایسے قول کی کیا وقعت ہے ان احادیث کے مقابلہ میں جو حد تو اتر کو پہنچتی ہیں اور اجماع امت قائم ہے۔

چوتھا قول باطل ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: ومنہا ما حکى عن احمد الزورقى احد مشايخ المغاربة اختلف فى ان هذا التفضيل فى الظاهر والباطن معا وفى الظاهر فقط انتهى۔

پانچواں قول:

پانچواں قول باطل یہ ہے کہ امام احمد الزورقی جو کہ مشایخ مغاربہ میں سے ایک ہیں سے حکایت کی گئی ہے کہ اختلاف ہے اس بات میں کہ آیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تفصیل ظاہر و باطن (یعنی شریعت و طریقت میں ہے یا صرف ظاہر (شریعت) میں اس قول کے بطلان کو بیان کرتے ہوئے امام عبدالعزیز ارقام فرماتے ہیں: وهو اشارة الى قول بعض المتشيعه غير الغلاة ان عليا اعلم بعلم الطريقة من سائر الصحابة ولذا ينتهى اليه سلاسل الصوفيه۔ یہ اشارہ بعض معتدل (غیر عالی جو سبب و شاتم نہیں) کے قول کی طرف ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عالم الطریقت ہیں یہی وجہ ہے کہ سلاسل طریقتہ ان پر ختم ہوتے ہیں۔

یہ قول باطل ہے۔

اول اہل سنت میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق



ظاہر و باطن (شریعت و طریقت) میں افضل علی الاطلاق ہیں۔

اور یہ اختلاف شیعہ کی اختراع ہے۔ اور شیعہ غیر عالی کہتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اعلم بالطریقت ہیں۔ حضرت حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ شریعت و طریقت میں اعلم ہیں۔

وضاحت:

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ امام احمد الزورقی المغربی سے جو قول منقول

ہے کہ اہل سنت و جماعت کے درمیان اختلاف ہے بعض کے نزدیک شریعت

و طریقت ظاہر و باطن دونوں امور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابہ

ہیں اور بعض کے نزدیک صرف ظاہر۔ شریعت میں افضل الصحابہ ہیں اور جو کہتے ہیں

کہ ابوبکر صدیق صرف ظاہر، شریعت میں افضل الصحابہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی

المرتضیٰ باطنی امور (طریقت) میں تمام صحابہ سے زیادہ علم والے ہیں لہذا طریقت

میں حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ لہذا یہ قول اختلاف باطل ہے۔

یعنی اہل سنت کے درمیان اختلاف سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ ظاہر

و باطن والی کوئی تفریق نہیں۔ اور یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ

طریقت میں تمام صحابہ کرام سے اعلم ہیں لہذا آپ باب طریقت میں حضرت ابوبکر

صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔ اہل سنت کا مجمع علیہ اور متفق علیہ

چودہ سو سال سے یہ عقیدہ آرہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلق ہر باب میں یعنی

شریعت و طریقت میں تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔



قارئین چند اکابر کی تصریحات کے ساتھ کتاب (انکار الفضلیت ابی بکر صدیق خروج من اهل السنة والجماعة) کا اختتام ہو رہا ہے۔ امام علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں: والانصاف ان مساعی ابی بکر وعمر فی الاسلام امر علی الشان جلی البرهان غنی البیان۔<sup>۱</sup>

انصاف یہ ہے کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی اسلامی خدمات کا امر اتنا بلند و بالا ہے اور اس پر روشن دلائل ہیں کہ بیان کا محتاج ہی نہیں۔  
حضرت شیخ المحمد ثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

تکوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بافضلیت شیخین جمیعاً وواحداً باثبات لوازم آں از احبۃ و سیادۃ اہل جنت و اکثریۃ ثواب و علوم مرتبہ در آخرت ۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت کو بے غبار فرمادیا ہے کہیں دونوں کا اکھٹا اور کہیں ایک ایک کر کے ان کی افضلیت کے لوازم کو بیان فرمایا۔ مثلاً اُن کا سب سے زیادہ محبوب ہونا، جنتیوں کا سردار ہونا، ان کے اعمال کے ثواب کی کثرت اور آخرت میں ان کا مرتبہ سب سے بلند ہونا۔ دوسرے مقام پر یوم ارقام فرماتے ہیں: استخلاف شیخین قطعاً متحقق شد بخلاف غیر ایشان و خلافت مشروط است بصفات کمال کما بین فی موضعہ پس استخلاف قطعی دلالت میکند پر ثبوت آں بالقطع و کیکہ صفات کمال او بالقطع ظاہر شدہ باشد افضل است از کیسکہ افضلیت او بقیاس یا خبر واحد ثابت شود چنانکہ فرق نہادہ اند در فرض و واجب ۳ شیخین کی خلافت قطعاً

۱ شرح مقاصد ۲ قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین ۳ قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین



ثابت ہے برخلاف ان کے علاوہ دوسروں کے، اور خلافت کیلئے صفات کمال کا ہونا شرط ہے اور ان کی خلافت کا قطعی ہونا دلالت کرتا ہے کہ ان کے اندر قطعی طور پر صفات کمال پائے جاتے ہیں اور جن کے صفات کمال قطعی اور یقینی طور پر ظاہر ہوں وہ ان سے افضل ہی ہوتے ہیں جن کی صفات کمال قیاس یا خبر واحد سے ثابت ہوں کیونکہ فرق واضح ہے قطعی دلیل سے فرض ثابت ہوتا ہے۔ قیاس اور خبر واحد سے واجب ثابت ہوتا ہے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں اہل سنت میگویند افضل الامة ابو بکر ثم عمر و اہل بدعت نفی فضل باافضلیت ہر دو میکتند پس فضیلت یکے از ایشان مثبت قول اہل سنت باشد۔ خلاصہ یہ ہے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کو افضل الامة ماننا یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے اور ان کی افضلیت مطلقہ کی نفی کرنی اہل بدعت گمراہ اور ناری فرقہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافة الخلفاء میں ارقام فرماتے ہیں: اما تشبہ قوۃ عقلیۃ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باقوۃ عقلیۃ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم پس باید دانست کہ چوں فیض الہی در نفس ناطقہ کسے رائے آید اثر آں فیض را چندیں ہیا کل ظاہری شود و از صدیق اکبر اکثر ایں ہیا کل شناختہ شدہ خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق کی قوت عقلیہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قوت عقلیہ کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے اور فیض الہی جب کسی کے نفس ناطقہ میں داخل ہوتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی مختلف انواع کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیق اکبر رضی



اللہ عنہ سے اکثر وہ مناظر پہچانے جاتے ہیں۔

ازالة الخفاء میں دوسرے مقام پر ارقام فرماتے ہیں: واما تشبه صديق  
اكبر رضى الله عنه در قوت عملیه بانبیاء كرام علیہم السلام پس از  
شواهد آنست.

حدیث: ابو ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
من اصبحت منکم الیوم صائماً قال ابوبکر انا، قال فمن تبع منکم الیوم  
جنازہ قال ابوبکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکیناً قال ابوبکر انا قال  
فمن عاد منکم الیوم مریضاً قال ابوبکر انا فقال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ما اجتمعن فی امری الا دخل الجنة اخرجہ الشیخان۔  
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوت عملیہ میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ  
مشابہت ہے اس کے شواہد میں سے حدیث ابو ہریرہ ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے آج تم میں سے روزے کی حالت میں صبح کس نے کی ہے۔  
ابوبکر صدیق نے عرض کی میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا تم میں سے آج  
جنازہ میں کون شریک ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا میں یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے۔ حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے پھر آپ نے فرمایا تم میں سے آج بیمار  
کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، پھر آپ  
نے فرمایا کسی آدمی میں یہ چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر وہ آدمی جنت میں داخل ہوگا۔



حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تصوف و طریقت کے امام ہیں:

شاہ ولی اللہ صاحب ازلیۃ الخفاء میں ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں:

اما اتصاف حضرت صدیق بصفات صفائے قلب آں را در عرف زمان ما  
طریقت گویند در کشف الحجب مذکور است کہ شیخ جنید بغدادی گفتہ است اشرف کلمۃ  
فی التوحید قول الی بکر الصدیق سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلاً الا بالعجز عن معرفتہ  
وصاحب کشف الحجب در مدح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کلمہ دارد ان الصفا صفة  
الصدیق ان اردت صوفیاء علی التحقیق از انچہ صفارا اصلی است و فرعی اصلش انقطاع  
دل است از اغیار و فرعش خلود دل است از دنیا غدار و ایں ہر دو صفت صدیق اکبر است  
پس امام المل ایں طریقہ دوست انتہی۔ رہا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق صفائی قلب کے  
ساتھ متصف تھے تو اس میں یہ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ  
اللہ علیہ کشف الحجب شریف میں فرماتے ہیں توحید میں سب سے بلند کلمہ حضرت  
ابوبکر صدیق کا قول ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس کی مخلوق کیلئے اپنی معرفت کی کوئی  
راہ نہیں مگر اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی اور صاحب کشف الحجب نے حضرت  
صدیق اکبر کی مدح میں بہت اونچی بات لکھی ہے۔ یعنی ان الصفا الخ کہ اگر تیرا ارادہ  
ایسی صوفیت ہے جو علی التحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ  
عنہ کے نقش قدم پر چل) کہ صفا صدیق کی صفت ہے کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور  
ایک فرع اس کی اصل ہے دل کا اغیار سے منقطع ہو جانا۔ اور اس کی فرع ہے دل کا  
خالی ہونا دنیا غدار سے تو دونوں صفتیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہیں تو جو اس طریقہ  
(تصوف) والے ہیں ان کے امام وہ ہیں۔ (کلام ختم ہوا)



چشت اہل بہشت کی مسلمہ شخصیت اور چشتیت کے فنی جامع شریعت و طریقت حضرت سید السادات سید میر عبدالواحد بالگرامی رحمہ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد از انبیاء ابو بکر صدیق است و بعد از وے عمر فاروق است و بعد از وے عثمان ذوالنورین است و بعد از وے علی المرتضیٰ است رضی اللہ تعالیٰ عنہم فضل ختمین از فضل شیخین کمتر است بے نقصان و بے قصور اجماع اصحاب و تابعین و تبع تابعین و سائر علماء امت بریں عقیدہ واقع شدہ است کہ امیر المؤمنین علی را خلیفہ نداند از خوارج است و کسیکہ اُور ابرا میر المؤمنین ابو بکر و عمر تفصیل کند اوز را فاضل است۔

اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ابو بکر صدیق افضل ہیں۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ختمین کا مرتبہ شیخین سے کم ہے مگر ان کا اپنا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اس میں کوئی کمی و نقصان نہیں۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا اس ترتیب کا عقیدہ ہے جو شخص حضرت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و عظمت کا انکار کرتا ہے وہ خارجی ہے اور جو حضرت علی المرتضیٰ کو ابو بکر صدیق اور فاروق اعظم پر فضیلت دے وہ رافضی ہے۔ (یہ خارجی اور رافضی دونوں اہل سنت سے خارج ہیں۔)

امام عضد الملک والدین عقائد کی معتبر شرح مواقف میں یوں ارقام فرماتے ہیں المقصد و امام علامہ میر سید سند شریف جرجانی رئیس المتکلمین الخامس فی الفضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ



وسلم وهو عندنا واكثر قد ماء المعتزلة ابوبكر وعند الشيعة واكثر  
متاخرى المعتزلة على لنا وجوه قوله تعالى وسيجنبها الاقوى الذى  
يؤتى ماله يتزكى قال اكثر المفسرين وقد اعتمد عليه العلماء انها  
نزلت فى ابى بكر فهو اقوى ومن هو اقوى فهو اكرم عند الله لقوله ان  
اكرمكم عند الله اتقكم وهو اى الاكرم عند الله هو الافضل فابوبكر  
الفضل ممن عداه من الامة۔

خلاصہ یہ ہے شرح مواقف میں ایک مستقل مقصد باندھا ہے افضلیت ابی  
بکر کے عنوان سے یعنی اہل سنت و جماعت اور اکثر قد ماء معتزلہ کے نزدیک انبیاء  
کرام کے بعد افضل ابوبکر صدیق ہیں اور ہیبت اور اکثر متاخرین معتزلہ کے نزدیک  
حضرت علی افضل ہیں۔ ہمارے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وسيجبها الاقوى  
الآية عنقریب اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے دور کر دے گا جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے  
اپنا ستھرا مال اُس کی رضا کیلئے خرچ کرتا ہے۔ اکثر مفسرین نے فرمایا اور اسی پر علماء کا  
اعتماد ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی پس یہ سب  
سے زیادہ پرہیزگار ہیں اور جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
سب سے زیادہ عزت (مرتبہ) والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے سب  
سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور  
اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہی افضل ہے لہذا ابوبکر صدیق باقی  
تمام امت سے افضل ہیں۔



اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلع القمرین فی ابانۃ سبقتہ العمرین میں افضلیت شیخین مطلقہ پر دلائل و براہین اپنی شان کے مطابق پیش فرمائے ہیں۔

ہم ان میں سے صرف ایک جھلک دکھاتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قال اللہ تعالیٰ و تقدس اھدنا الصراط المستقیم۔ دکھا ہمیں راہ سیدھی۔ حضرت خواجہ حسن بھری و ابوالعالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علماء تابعین میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ و صاحبہ صراط مستقیم رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے دونوں یا ر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما۔ اقول و ربی یغفر لی اس تفسیر پر آیہ کریمہ میں صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کو راہ راست اور انہیں اس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک پر مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو جن میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی داخل ہیں ابتداء حکم فرمایا جاتا ہے۔ ہماری بارگاہ میں التجا کرو کہ الہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہی کی راہ چلا اور یہ بات متصور نہیں جب تک نفوس عالیہ الشیخین اعلیٰ درجہ تقی و تقی میں نہ خلق کئے گئے ہوں اور اطاعت و انقیاد و رشاد و ارشاد و اتیان مرضیات و اجتناب مکروہات رسول اللہ ﷺ کے بعد انہی کا مرتبہ ہو اور ان کے سوا کوئی اس فضل میں ان کا عدیل سمجھ نہ ہو حتیٰ کہ کافہ امت کو ان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کرو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر کی روش پر چلنا نصیب کر، آیا اب یہی آیہ کریمہ اپنی تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکونین ﷺ کے امام متبوع و پیشوا و مقتدی و طوع و اتقی، و افضل



واعلیٰ واکرم امت ہیں۔ عزیز اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ  
 الکریم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا میں ان سے زیادہ کسی کی  
 نسبت یہ نہیں چاہتا کہ اُس کے سے عمل کر کے خدا سے ملوں پھر جب جناب عمر فاروق  
 رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ان کے جنازہ پر بھی ایسا ہی کلمہ کہا۔ سبحان اللہ جل جلالہ نے  
 کیا خوب دُعا قبول فرمائی۔ شیخین کی وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ہمیں پرہیزگاروں کا  
 پیشوا کر دے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا:  
 ذَالِك فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ (انتہی کلام  
 الاعلیٰ حضرت)

قارئین ملاحظہ فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے کس قدر مسئلہ افضلیت کو  
 آیت کریمہ کی روشنی میں بے غبار فرمایا۔

اب ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں جو اعلیٰ حضرت نے ہی  
 مطلع القمرین میں درج فرمائی ہے۔ عبد بن حمید اپنی مسند اور ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری  
 صحیح مستدرک اور حافظ ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن نجار بہ چند طرق اسناد  
 سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
 مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٍ مِنْ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا انْصَبَتْ  
 نَبِيٌّ۔ نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو۔  
 سوائے نبی کے۔

فائدہ یہاں دو امر قابل لحاظ:

جو اس حدیث اور اس کے ماوراء میں اکثر بکار آمد ہوئے اور بلغا کا قاعدہ



ہے جب کسی شی کی نفی کلی مقصود ہوتی ہے اُسے اُسی قسم کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہوا۔ یا اس پر طلوع وغروب نہ کیا یا زیر سایہ آسمان ایسا کوئی نہیں یا وجہ ارض اُس سے خالی ہے یا زمین نے نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ تاریک ہوئی اُس پر اور مقصود ان سے بطریق اثبات لازم بہ ثبوت ملزوم خواہ یوں کہیں کہ نفی ملزوم بانتفاء لازم وہی سلب مطلق وعدم عام ہوتا ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج تک بعد انبیاء و مرسلین کے کوئی شخص ابوبکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔ ثانیاً عرف دائر و سائر ہے کہ نفی تفصیل کو نفی افضل کے پیرایہ میں ادا کرنے میں کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر و برتر اور شاید اس میں یہ ہے کہ مساوات تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف و ہر نعت و ہر خوبی و ہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے سانچے کی ڈھال ہوں از قبیل محال عادی پس نفی افضل افادہ مقصود میں کافی تو معنی حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیاء و مرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے امثل نہ کوئی اُس کا مثل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

ایک اور حدیث جو اس کے بعد درج فرمائی ہے طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر تم میں سے کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابوبکر سے افضل ہو۔



فائدہ:

اس حدیث کیلئے شواہد کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا: (انتہی کلام الاعلیٰ حضرت)

قارئین ملاحظہ فرمایا: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ان احادیث سے افضلیت مطلقہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے محققانہ انداز میں پیش فرمائی کہ اس سے بہتر ممکن ہی نہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے مطلع القمرین فی ابائہ سبقہ العمرین میں ایک اور حدیث روایت فرمائی اور اس پر آپ کی تنقیحات ہیں۔ اسی پر کتاب کا اختتام ہو رہا ہے۔ ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اہل السموات وخیر اہل الارضین الا النہین والمرسلین ابو بکر وعمر بہترین سب اگلوں پچھلوں سے اور بہترین سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوائے انبیاء ومرسلین کے۔ لہذا انصاف کیجئے اگر مرتبہ مولا علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت فرمائے جاتے! ہم تو یہ جانتے ہیں اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین و آسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہاں بھر سے بہتری ان کو۔ تنقیح اہل سنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسن مولا علی پھر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر سائر صحابہ۔ نوٹ اعلیٰ حضرت کی اس حدیث میں تنقیح اول کی کلام یہاں تک ہم نے نقل کی بقیہ کلام جو اصل کتاب قلمی نسخہ پر پانی کرنے سے درمیان سے مٹ گئی لہذا من وعن عبارت کا باقی حصہ پیش نہیں کر سکتے مگر جو اس کے سیاق و سباق سے سمجھ آ رہا ہے وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔ تنقیح اول کے بقیہ حصہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت



تفضیلیہ پر معارضہ قائم فرماتے ہیں کہ جو حضرات امر خلافت میں تفاضل مانتے ہیں کہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے یہ حضرات حضرت علی سے افضل ہیں تو یہ حیثیت آپ کی آگے کیونکر چلی کیا باقی عشرہ اور باقی صحابہ بھی خلفاء راشدین سے اس امر میں فاضل و مفضل ہوں گے۔

**تنقیح:** جب یہ ٹھہراتے ہو کہ ایک جہت سے یہ افضل اور ایک جہت سے وہ افضل جیسا کہ اکثر بلکہ تمام تفضیلیہ کا مقولہ ہے۔ تو علماء اہل سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لیکر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے کبھی تو جہت آخر کا بھی خیال چاہیے تھا اور دوبارہ سلسلہ تفصیل قائم کر کے جناب مولیٰ علی کو تقدیم دینی تھی جیسے عقیدہ افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی سے کتابیں مالا مال کر دی ہیں۔ دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی ثم ابو بکر ثم عمر بھی تو کہتے یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یک لخت بھول گئے اور صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔ خصوصاً جبکہ قرب و وجاہت عند اللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو سچی تفصیل تو انہی کو دینا تھی۔ پس خوب معلوم ہوا کہ سنیوں کے نزدیک گو مولیٰ علی کو فضائل خاصہ حاصل ہیں جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضل جزی ہیں کہ فضل کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔ (انتہی کلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)



وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ  
وَكُلُّ طَرَفٍ مِنَ الْكَفَّارِ عَنْهُ عَمٍ  
فَالصَّدُوقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لِحُرِّيَّةٍ  
وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرَمٍ  
ثُمَّ الرِّضَاعُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعَنْ عُمَرَ  
وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عُثْمَانَ ذِي الْكُرَمِ

الناشر:

جامعہ اسلامیہ سلطانہ

نزد پیر شہاب حافظ ٹاؤن - جی ٹی روڈ ۰۰۰ جہلم

جامعہ اسلامیہ رضویہ

ساؤتھ فیلڈ لین - بریڈ فورڈ - ۵